جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا

# شاہ نامہ اسلام

## جلد سوئم

## حفیظ جالندھری

اردو نظم میں تاریخ اسلام کے زریں واقعات رزم حق پر باطل کے حملے غزوہ احد کے حالات

انٹرنیٹ ایڈیشن سال 2006 www.Nayaab.Net

# فہرست


| | |
|---|---|
| باب اول: جنگ احد | 05 |
| غزوۂ بدر کی فضیلت | 07 |
| قریش کا غرور اور دعوئ باطل | 16 |
| قبائلِ عرب کو امداد کی دعوت | 18 |
| وحشی غلام۔قاتلِ حمزہؓ | 25 |
| قریش کا مکّے سے خروج | 26 |
| ابو عامر کے دعوے | 34 |
| باب دوئم: نور و نار و ظلمت | 39 |
| محمدؐ | 41 |
| شریف انسان | 44 |
| خبیث انسان۔منافقین | 51 |
| منافقوں کا سردار | 54 |
| باب سوئم: تینوں جماعتیں اپنے اپنے رنگ میں قریش | 63 |
| باب چہارم: اُحد میں لشکروں کی ترتیب | 70 |
| فوج غنیم کی ترتیب | 80 |
| ابو سفیان اور کفار کے علمبردار میں جھڑپ | 82 |
| اپنا اپنا رنگ نمائش | 87 |
| آنحضرتؐ کے خاص مخالفین | 88 |
| باب پنجم: تقدیر کے مقابل تزویریں | 90 |

| | |
|---|---|
| غلامی | 102 |
| باب ششم کفرو اسلام کی باقاعدہ جنگ | 108 |
| علیؓ المرتضےٰؓ کا جوش جہاد | 112 |
| علیؓ اور طلحہ کی شمشیر بازی | 114 |
| باب ہفتم فتنہ مال غنیمت شکست اُحد کی تمہید | 154 |
| رسول اللہ پر حملہ کرنے کے متلاشی | 165 |
| باب ہشتم شہادت رسولؐ کی افواہ اُحد میں | 170 |
| باب نہم آفتاب اور برج عقرب | 220 |
| باب دہم خاتمہ جنگ اُحد | 240 |
| عقیدت اور تسلی | 271 |

# بسم اللہ۔ اے ساقی

نہیں اب زندگی کی اور کوئی راہ اے ساقی
اگر جام شہادت ہے ۔ تو بسم اللہ اے ساقی

رہیگی خیر اس دنیا میں یوں مغلوب شر کب تک
یہ مانا صبر لازم ہے ۔ بہت اچھا ۔ مگر کب تک

یہ معصوموں کے آنسو خاک میں کب تک سمائینگ
کبھی تو رنگ لائینگ ۔ کبھی تو گل کھلا ئینگے

یہ مظلوموں کی آہیں کیا یونہی بیکار جائیں گی
یہی اِک دن زمیں پر آسمانوں کو گرائیں گی

یہاں مٹی کا ہر پُتلا عدوئے حق پرستی ہے
یہ انسانوں کی دُنیا ہے ۔ کہ شیطانوں کی بستی ہے

یہ کس کم ظرف نے تقسیم نو کی طرح ڈالی ہے
کہ ہمت جس کی عالی ہے ۔ اُسی کا جام خالی ہے

جنہیں قدرت نے بخشا ہی نہیں انداز ندانہ
اُنہی کے سامنے شیشہ ۔ اُنہی کے ہاتھ پیمانہ

یہ کیسا دین ہے ساقی یہ کیا آئیں ہے ساقی
یہ کس کے دین وایماں کی یہاں توہین ہے ساقی

یہ میخانہ جہاں جینا لہُو کے گھونٹ پینا ہے
تو ہی انصاف کر ساقی یہ مرنا ہے کہ جینا ہے

# جنگ احد

## باب اول

## گزارش سرِ نگارش

قیامت تک لہو ٹپکے نہ کیوں چشمِ مسلماں سے
اُحد کی داستاں رنگین ہے خونِ شہیداں سے
اُحد کے تذکرے میں حسن بھی ہے اور قباحت بھی
مجھے اس باب میں کرنی پڑیگی کچھ وضاحت بھی
اوق مضمون ہے کاوش پئے تسہیل لازم ہے
نتائج کے لئے اجمال کی تفصیل لازم ہے
مسائل میں اُلجھنا واقعی منصب نہیں میرا
مگر معذور رکھّے آج مجھ کو نکتہ چیں میرا
اُحد کی گھاٹیوں میں کچھ مقام ایسے بھی آئینگے
جہاں رہروِ نشان منزل مقصد نہ پائینگے
اُنھیں آئیگا غصہ اہل ایماں کی ہزیمت پر
وہ پوچھینگے صحابہؓ کیوں جھکے مالِ غنیمت پر
فقط گنتی کے چند افرادِ سرفراز دیکھیں گے
جنھیں اللہ کے محبوب کا جانباز دیکھیں گے
حواس وہوش کھونا جنگ میں بعض اہل ایماں کا
اُدھر مضروب ہونا چہرہ محبوب یزداں کا
اگر ہو گا نہ فہم امتیاز زشت و خوب اُن میں

رہین بے دلی ہو جائینگے اکثر قلوب اُن میں
اگر اِس رہ پر لائے اُنھیں طرز بیاں میری
تو کیا فتنے کا باعث بن نہ جائیگی زباں میری ؟
مجھے احساس ہے ۔ اے دوست اپنی ذمہ داری کا
یہ نازک مرحلہ محتاج ہے صحت نگاری کا
طاقت سے اگر معذور ہوں معذُور رہنے دے
مجھے خالی ۔ خیالی شاعری سے دُور رہنے دے
زبان حال سے اشکال کی تشریح کرنے دے
عوام الناس کی خاطر ذرا توضیح کرنے دے
مرے ہمراہ اک منزل پلٹ چلنا گوارا کر
نزاعِ کفر و ایماں کے نتائج کا نظارہ کر
بیاباں کی بھی سختی دیکھ دوران سیاحت میں
میں لے آؤنگا واپس تجھ کو تیرے باغ راحت میں
میں تیری ہر کابی تا بہ منزل جا کے چھوڑونگا
خدا کے فضل سے یہ گتھیاں سلجھا کے چھوڑ ونگا

لے غزوۂ اُحد کے بیان اس قدر دردناک ہے کہ مقتدر ارباب سیر نے بھی محض اشارات ہی پر اکتفا کی ہے ۔(مصنف)

# غزوۂ بدر کی فضیلت

جہادِ بدر کی تاریک کو دُھرا رہا ہوں میں
گذشتہ سال کا زرّیں وَرَق اُلٹا رہا ہوں میں
جہاد بدر کا دن عزّت و اکرام کا دن تھا
اطاعت کا ثمر تھا، ضبط کے انعام کا دن تھا
شواہدے میرے دعوے کے ہیں ارشاداتِ قرآنی
کہ فتح بدر اک آیت تھی مِن آیات ربانی
بنا ہے سورۂ انفال میری اس گزارش کی
فرشتے حق نے بھیجے اور احسانوں کی بارش کی
بظاہر بے حقیقت تھی جماعت حق پژوہوں کی
مگر کایا پلٹ دی اس نے باطل کے گروہوں کی
نہتّے تین سو تیرہ بشر ذوق شہادت میں
خدا کے نام پر نکلے محمدؐ کی قیادت میں
نہ کثرت تھی نہ شوکت تھی نہ کچھ سامان رکھتے تھے
فقط اخلاص رکھتے تھے فقط ایمان رکھتے تھے
نہ تاج وتخت کے طالب نہ مال و جاہ کے سائل
کہ یہ بندے تھے لا مَعْبود اِلاَّ اللہ کے قائل
پسندیدہ نظر آیا تھا وحدت کا اصول ان کو
بہم باندھے ہوئے تھا رشتہ حب رسولؐ ان کو
یہ ہادیؐ کی ہدایت پر چلے میدان میں آئے

یہ گردابِ ہلاکت میں گھرے طوفان میں سے آئے

لیا راہِ وفا میں عشق نے جب امتحاں ان کا

تو استقلال پایا صورت کوہِ گراں ان کا

اقلیت رہی قائم صراطِ حسنِ نیت پر

تو حق نے اس کو غالب کر دکھایا اکثریت[1] پر

بسا اوقات نُصرت دے کے وحدت کیش ملّت کو

خدا کثرت پہ غالب کر دیا کرتا ہے قلت[2] کو

غرور و ناز مٹ جاتا ہے جاہ و مال والوں کا

خدا ساتھی ہوا کرتا ہے استقلال والوں کا

## تشریح:

[1] غزوہ بدر تمام غزوات کی اصلی بنیاد ہے (سیرت النبی علامہ شبلی)

بدر کے معرکے نے مذہبی اور ملکی حلت پر گونا گوں اثرات پیدا کئے۔ اور حقیقت میں یہ اسلام کی ترقی کا اولیں دن تھا (سیرت النبی)

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ط

(انفال)

ترجمہ: تا کہ اپنی طرف سے مومنوں کو اچھا انعام دے اور خدا دانا و بینا ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

ط

ترجمہ: یقیناً بدر میں اللہ نے تمہاری مدد کی جب تم کمزور تھے تو اب اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکر گذار بن جاؤ۔

اِذْیُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ۔

یاد کرو جب تمہاری تسکین کے لئے اپنی طرف سے اونگ تم پر طاری کر رہا تھا۔ اور آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ تم کو پاک کرے۔ اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور کرے۔

اِذْیُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُو الَّذِیْنَ آمَنُوْا،

یاد کرو جب خدا فرشتونکو حکم دے رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں مسلمانوں کو ثابت قدم رکھنا۔

اس غزوے کو دوسرے غزوات پر جو امتیازات حاصل ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ خداوند کریم نے قرآن حکیم میں بدر کے احسانات و نعم کی تفصیل سے اپنے نبی کریمؐ کو جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اطلاء دی سورۂ انفال اکثر و بیشتر اسی غزوہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

۲۔ (ترجمہ) خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۳۔ کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَ هُمْ یَنْظُرُوْنَ ط (انفال)

ترجمہ: جیسے وہ موت کی طرف ہنکائے جا رہے تھے اور موت کو دیکھ رہے ہیں۔

# مشاہدۂ بدر

بروزبدر دیکھی غازیان دیں کی جیداری
ادائے فرض کا جذبہ تھا جن کی روح پر طاری

بروزِ بدر دیکھی صبرو استقلال کی صورت
بغلگیری قضا سے اور استقبال کی صورت

بروزِ بذر جب تعداد بھی سامان بھی کم تھا
مگر ہم نے یہ دیکھا لشکرِ اسلام بے غم تھا

بروزِ بدر دیکھا نُصرتِ حق کا نظارہ بھی
خدا تھا غازیوں کا جب بھروسا بھی سہارا بھی

بروز بدر اس ایمان کا انعام بھی دیکھا
قریشی لشکر جرار کا انجام بھی دیکھا

بروزِ بدر دیکھا معجزہ شانِ صداقت کا
کہ توڑا حق نے سارا زور باطل کی حماقت کا

بروز بدر دیکھی سر بلندی خاکساروں کی
نچھاور جن کے قدموں پر ہوئی رفعت ستارون کی

ملا زندوں کو یہ انعام بعد فتح فیروزی
کہ جنت کی بشارت سے ہوئی تھی بہرہ اندوزی

یہ کیا تھا اک نتیجہ تھا پیغمبرؐ کی اطاعت کا
تخیل کی بلندی کا توکل پر قناعت کا

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْر ط

ترجمہ: اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔

۲۔ کَم مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَتِهٖ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاذْنِ اللّٰهِ (البقرہ)

ترجمہ: بسا اوقات قلیل جماعت اللہ کی مرضی سے کثیر جماعت پر غالب آجاتی ہے

۳۔اِذْتَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّ کُمْ (انفال)

ترجمہ: یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے استغاثہ کررہے تھے۔تو اس نے تمہاری سنی اور تمہاری مدد کی۔

لے مسلمان کلھم تین سو تیرہ افراد تھے جن کے پاس لڑنے کا سامان اور ہتھیار نہ تھے صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اس لشکر کے پاس صرف آٹھ تلواریں، چھ زرہیں اور دو گھوڑے تھے، لشکر قریش میں ایک ہزار سے زیادہ فوج، پورے سامانوں اور ہتھیاروں سے مسلح، ہر سپاہی لوہے میں غرق تھا۔مگر کفار کو شکست ہوئی۔اوران کے ستر بہترین آدمی مارے گئے اور ۷۶۔ سیر ہوئے اور قریش کی طاقت ٹوٹ گئی۔(سیرت النبی اور ابن ہشام)

۲۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقاً۔

ترجمہ: حق غالب آیا۔اور باطل شکست کھا گیا اور باطل اسی قابل ہے۔

سے خدا نے تمام شرکائے بدر کے گناہ معاف کردئے ہیں۔بدری صحابہ کی یہ عزت تھی۔کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں ان کے وظائف سب سے زیادہ تھے۔کسی صحابی کے نام کے ساتھ بدری کہنا خاص امتیاز کا سبب شمار کیا جاتا تھا۔(سیرت النبی)

## غزواتِ بدر و اُحد کا نکتۂ امتیاز

وہ آنکھیں جن کو بخشا ہے خدا نے دید کا یارا
کریں جنگ اُحد کا بھی میری آنکھوں سے نظارا
اگر چشم بصیرت سے اُحد کی جنگ دیکھو گے
تو انسانوں کی فطرت کے ہزاروں رنگ دیکھو گے
گئے تھے چل کے غازی بدر میں ایمائے ہادیؐ سے
اُحد میں گھر سے نکلے تھے مگر جوش ارادی سے
نہ سمجھے تھے مسلماں جوش میں منشائے پیغمبرؐ
ہوئی تھی کثرتِ آرا مدینے سے نکلنے پر
کیا تھا احترام اجماعِ امت کا پیمبرؐ نے
سلاحِ جنگ پہنے تھے یہاں محبوبِ داور نے
اُحد کا دن دکھائے گا نگاہوں کو نیا منظر بشر کے
رفعت و اُفتاد کا عبرت نما منظر
بروزِ بدر اُمت کو ہلاکت سے بچانا تھا
اُحد میں دعوئِ عشق و وفا کو آزمانا تھا
سکھانا تھا کہ مومن وقتِ سختی صبر کرتے ہیں
نہیں کھاتے فریبِ نفس دل پر جبر کرتے ہیں
فسادِ حُبِ مال و جاہ سے آگاہ کرنا تھا
انہیں وقف جہاد فی سبیل اللہ کرنا تھا

ضرورت پڑگئی تھی اک نمونہ پیش کرنے کی
ثبات عبدہ ہفتاو گو نہ پیش کرنے کی
جمانا تھا دلوں سکہ ختم المرسلینی کا
بہادینا تھا دریا رحمتہ للعالمینی کا

ا۔ اُحد کی جنگ میدان میں نکل کرلڑنے پر ان نوجوانوں نے زور دیا تھا۔ جو بزم شوریٰ میں کثرت رائے رکھتے تھے آنحضرتؐ کی رائے شہر میں رہ کر مدافعت کرنے کی تھی مگر آپؐ نے بزمِ شوریٰ کثرت رائے کو مقدم گروانا۔ (طبری)

۲۔ ۳۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس پر بحث کرنا میرا منصب نہیں کہ اسلام میں آمریت کے معنی جمہوریت ہیں یا شخصی حکومت، آنحضرتؐ اسوہ حسنہ یہ ہے کہ جہاں وحی نہ آئے بشیتر آپ کثرت رائے پر عمل فرماتے تھے لہذا آپؐ کے واصل بحق ہونے کے بعد چونکہ وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ لہذا کونسی راہ عمل باقی رہ گئی یہ ہر صاحب نظر آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔

ا۔ بروز بدر آپ نے جو دعا مانگی اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ اے خدا ان چند نفوس کو جن کے زندہ رہنے پر کلمہ توحید کا مدار ہے۔ محفوظ رکھ، کیونکہ اگر مشرکین نے ان کو مٹا دیا۔ تو تو کبھی پوجا نہیں جائے گا۔ ان الفاظ ثابت ہے کہ پیغمبر کا مقصود اس جماعت کی حفاظت تھی۔ نیز قرآن حکیم میں امداد فرشتگان بھی ثابت ہے جس کی ضرورت بھی ہوسکتی ہے کہ اس چھوٹی سی جماعت کو بچانا مقصود تھا، مگر احد میں لوگوں کو قدرے نازش تھی اور وہ اپنی قوت اور جہاد کے اصلی مقصد کا غلط اندازہ کر رہے تھے۔

(مصنف)

۲۔ عبد دیگر عبدہ، چیزے وگر (علامہ اقبالؒ)

# بدر کی ہزیمت پر قریش مکہ کا جوش انتقام

قریشی قوم میں شعلے بھڑکتے تھے ندامت کے
مہیا ہو رہے تھے پھر نئے سامان شامت کے
مسلمانوں کا قتل عام تھا ان کے ارادوں میں
یہ اک پختہ خیال خام تھا ان کے ارادوں میں
وہ سب جن کے اقارب بدر کے دن کام آئے تھے
وہ ذاتی انتقام اب مقصد قومی بنائے تھے
اسیری سے پڑا تھا بدر کے دن واسطا جن کو
کیا تھا فدیہ لے کر بزم شوریٰ نے رہا جن کو
وہ سب قیدی جو مہمانی کے گہواروں میں جھولے تھے
وہ اب حُسن سلوک رحمت عالم کو بھولے تھے
ہوئے تھے بدر میں مقتول سَتر نامداروں کے
مسلمانوں کے ہاتھوں مٹ گئے تھے باوقاران کے
اگرچہ یہ نتیجہ تھا تعصب کی حماقت کا
مگر موجود تھا اب تک دلوں میں زعم طاقت
غم و غصہ کا دوزخ شعلے زن تھا انکے سینوں میں لہو تھا یا
کوئی تیزاب تھا ان آبگینوں میں
مصافِ زندگی میں زخم کھانے کے نہ تھے عادی
بہت حیراں تھی اس حرکے سے انکی خوئے جلادی

## تشریح

۱ بدر کی شکست سے مکہ میں گھر گھر ماتم تھا۔لیکن ابوسفیان اور دوسرے قریش نے منادی کرادی تھی۔تاکہ انتقام کا جوش ٹھنڈا نہ ہو جائے۔(دیکھو سیرت النبی)

۲ اسود بن عبدالمطلب بن اسد جبیر بن معطعم صفوان اُمیہ، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام وابوسفیان وغیرہ افراد قریش اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کا انتقام لینا چاہتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام)

۳ جو سلوک رسول اللہ کے حکم سے مسلمانوں نے اسیران بدر سے کیا، تاریخ میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔(دیکھو سیرت ابن ہشام وطبری)

# قریش کا غرور اور دعویِ باطل

اِنہیں یہ زعم تھا ہم عام انسانوں سے بالا ہیں
ہمارے زیرِ فرماں بندگان حق تعالےٰ ہیں
ہمارا مرتبہ ہے خاجگی کا اور میری کا
ہماری ہاتھ رشتہ ہے رہائی کا اسیری کا
جسے چاہیں پکڑ لیں، قید کرلیں، قتل فرمائیں
جہاں چاہیں کریں حملہ ستم توڑیں، غضب ڈھائیں
کسی کو ہو یہ کیوں جرأت ہمارے وار کو روکے
فقط گردن پہ روکے جو بھی اس تلوار کو روکے
فسادِ مستقل تھا اک زمانہ سے فتور اِن کا
فقط اِک بدر کے میداں میں ٹوٹا تھا غرور ان کا
یہ ایسا زخم کھایا تھا کہ جینا تھا حرام اِن پر
مسلط بھوت بن کر ہوگیا تھا انتقام ان پر

## تشریح

لے قریش کی اصلی طاقت بدر میں ٹوٹ گئی تھی۔ روسائے قریش جو شجاعت، امارت اور ناموری میں قبائل کے سپہ سالار تھے سب مارے گئے تھے، عتبہ، شیبہ، ابوجہل، ابوبختری، زمعہ بن اسود، عاص بن ہشام، اُمیہؔ بن خلف منبہ بن الحجاج۔ یہ سب قریش کے سرتاج تھے۔

۲ے قریش عرب بھر میں شجاع اور افضل العرب مانے جاتے تھے، قبائل کی باہمی جنگوں میں ان کی پیٹھ کسی نے نہ دیکھی تھی ،معرکہ بدر میں ان کی ہزیمت بالکل نئی

بات تھی۔ (دیکھو طبری و ابن ہشام)

سے قریش بہت مغرور تھے، عرب میں اپنے کو سب سے بڑا سمجھتے تھے۔ جیسے سمندر میں ویل مچھلی۔ (رحمتہ للعالمین)

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

## قبائلِ عرب کو امداد کی دعوت

بہت چرچا تھا شعر و شاعری کا اس زمانے میں
مدد لیتے تھے اس سے ہر نیا فتنہ اٹھانے میں
قریشی شاعروں نے ملک بھر میں شعلے بھڑکائے
قبائل کے قلوب اسلام کی ہیبت سے دھڑکائے
سخن کے زور سے، آتش بیانی کے وسیلے سے
نکالے شعلہ جو افراد چن کر ہر قبیلے سے
ہوا اجماع باطل وادیٔ بطحیٰ کے سینے پر
کہ مکّہ لے کے طوفاں اُٹھنے والا تھا مدینے پر

## مکہ میں جوش و خروش

بہر سُو شہر مکہ میں کچھ ایسا جوش سا پھیلا
کہ سب مجنوں تھے گویا اور فکر جنگ تھی لیلےٰ
قریشی عورتیں نکلیں گھروں کے چھوڑ کر دھندے
کھلی فہرست گھر گھر سے لیے جانے لگے چندے
جو مال و زر سے بہرہ ور تھے مال و زر اُٹھالائے
رسد کرلی مہیا، جنگ کے ہتھیار بنوائے
کسی نے خاندانی اسلحہ خانوں کے منہ کھولے
لہو سے تا کہ قومی آبرو پھر ہاتھ منہ ا دھولے
کسی نے اونٹ گھوڑے اور کسی نے لا دیا چارا
تھا جس کے پاس غلہ اُس نے غلہ دیدیا سارا

تجارت کا منافع جسمع تھا وہ آج کام آیا
بچھا دامِ حماقت مرغِ زرّیں زیرِ دام آیا

تشریح:

۲؎ عرب میں جوش پھیلانے کا سب سے بڑا آلہ شعر تھا۔قریش میں ان دنوں دو شاعر بہت نامی تھے عمرو جمحی اور مسافع ،عمرو جمحی بدر میں اسیر ہو گیا تھا۔مگر آنحضرتؐ نے بہ اقتضائے رحم وشفقت اس کو رہا کر دیا تھا۔بغیر کسی فدیہ کے (بلکہ اور بھی احسان فرمائے تھے )قریش کی درخواست پر وہ اور مسافع مکہ سے نکلے اور تہامہ اور قبائل عرب میں اپنی آتش بیانی سے آگ لگا آئے۔ (سیرت النبی)

## بنو ہاشم سے رشک ورقابت

رسولؐ اللہ کے دشمن، مخالف آلِ ہاشم کے
کہ حاسد تھے قدیمی عزت واقبال ہاشم ۱؎ کے
دِلوں میں جلتی تھیں چنگاریاں رشک ورقابت کی
حسد کے درد تھے بیماریاں رشک ورقابت کی ۲؎
وہ سب تھے پیش پیش اس آگ کے بھڑکانے والوں میں
برائے جنگ ساماں جمع کر کے لانے والوں میں

تشریح:

۱؎ قرآن کریم مشرکین وکفار کے صرف مال کا ذکر اس طرح فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

ترجمہ: کفار اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔تاکہ لوگوں کو خدا کی راہ سے روکیں۔

۲؎ تجارت کا منافع پچاس ہزار مثقال سونا، ایک ہزار اونٹ جو ابھی تقسیم نہ

ہوئے تھے۔چندے میں شامل کیے گئے۔ (رحمتہ للعالمین)

۳؎ ان میں سے اکثر قبیلے بنو ہاشم سے مخالفت رکھتے تھے۔اور دشمن قبیلے کے ایک فرد کی تلقین پر چلنا ان کو عار معلوم ہوتا تھا۔

۴؎ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خاندان بنی ہاشم اور بنو امیہ برابر کے حریف تھے۔اور دونوں مدت سے رشک رقابت چلی آتی تھی۔(سیرت النبیؐ)

## ابو سفیان بن حرب بن امیّہ

ابو سفیان کی ہر چار سُو ریشہ دوانی تھی
کہ اُس کی آلِ ہاشم سے رقابت۱؎ خاندانی تھی
پسر تھا حرب کا یعنی اُمیہ کا نبیرہ تھا
حسد کے جوش میں انوارِ ایمانی سے خیرہ تھا
کھٹکتی تھی جگر میں دل نوازی آلِ ہاشم کی
نہ تھی دل کو گوارا سرفرازی آلِ ہاشم کی
خدا کی دین میں اسکے لئے بس یہ خرابی تھی
کہ اس میں آل ہاشم کی بظاہر کامیابی تھی
خدا تھا اس خطا پر نا پسند و نا قبول اس کو
محمدؐ ہاشمی ہے کیوں چُنا اپنا رسول اس کو
اگر اولاد ہاشم کے سوا کوئی نبیؐ ہوتا
ابوسفیاں نہ شاید معترض اس پر کبھی ہوتا
ہمیشہ اس کے سینے میں حسد کی آگ جلتی تھی
صدائے جنگ اس کے ہر بُن مُو سے نکلتی تھی

ابوجہل اور عتبہ کا سر خود سر اُترنے پر
ابولہب شقاوت پیشہ کے بے موت مرنے پر
ابوسفیاں بنا تھا سر غنہ قومی امارت کا
یہ فتنہ جاگ اُٹھا تھا دائی قتل ۲ اور غارت کا
اسے نسبت تھی عتبہ بن ربیعہ سے قرابت کی
قسم کی کھائی تھی اسکی قتل پر غسل جنابت ۱ کی
یہی تھا بدر کے دن قوم کی اُفتاد کا باعث
اسی کا ایک اندیشہ تھا استمداد کا باعث

تشریح:

۱ ابوسفیان بن حسب بن اُمیہ سات سال تک برابر آنحضرت ؐ کے مقابلہ میں فوجیں جمع کر کے لاتا رہا اور مسلمانوں کے خلاف سارے ملک میں آتش فساد بھڑکتا رہا۔ (رحمتہ للعالمین)

۲ بنو ہاشم اور بنو امیہ قریس میں دو ممتاز قبیلے تھے۔ بنو ہاشم کا جلال عبدالمطلب بن ہاشم نے اور بھی بڑھا دیا لیکن ان کے بعد دنیادی طور پر کوئی صاحب اثر نہ رہا اور ابوسفیان کا باپ حرب بن اُمیہ سربرآوردہ ہو گیا اور بنو امیہ کا اقتدار بڑھنے لگا، ان ہی دنوں آنحضرت ؐ نے دعوائے نبوت کیا، آنحضرت کی نبوت کو بنو امیہ کا خاندان اپنے رقیب قبیلہ کی فتح خیال کرتا تھا۔ لہٰذا آخر تک اس قبیلے نے آنحضرت ؐ کی مخالفت کی بنو امیہ کے علاوہ بنی مخزوم کو بھی بنی ہاشم سے رقابت تھی، ولدے بن مغیرہ یعنی حضرت خالدؓ کا باپ حرب کی وفات کے بعد مکہ میں ریاست عامہ پہ رفائز ہوا اس لئے اس قبیلہ نے بھی آنحضرت کی سخت مخالفت کی یہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت ؐ کی کامیابی بنی ہاشم کی کامیابی ہے۔ اور وہ بنو ہاشم کو کسی رنگ میں بھی بڑھنے نہیں دینا چاہتے تھے۔ اور

رسول اللہ کی تبلیغ اگر چہ خاندان کے امتیاز کی مخالفت تھی۔مگر ان کے قلوب بنو ہاشم کے عروج سے خائف تھے۔ (سیرت النبیؐ)

ابو جہل اسی مغیرہ کا بھتیجا تھا۔ابو جہل کا یہ قول جو مولانا شبلیؒ نے اس بحث کے دوران میں نقل کیا ہے۔انکے قلوب کا شاہد ہے۔ابو جہل نے اخنس بن شریق کو جواب دیا۔ہم اور بنو عبد مناف (آلِ ہاشم) ہمیشہ کے حریف ہیں۔انہوں نے مہمان داریاں کیں،تو ہم نے بھی کیں انہوں نے خوں بہا دیے تو ہم نے بھی دیے، انہوں نے فیاضیاں دکھائیں تو ہم نے اُن سے بڑھ کر دکھائیں۔یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے کاندھوں سے کاندھے ملائے۔تو اب بنو ہاشم پیغمبری کے دعویدار ہیں۔خدا کی قسم ہم اس پیغمبر پر کبھی ایمان نہ لائیں گے۔" (دیکھو سیرت النبیؐ)

۱ بدر میں ابو جہل اور عتبہ اور بنو ہاشم میں ابو لہب کے مر جانے سے قریش کی ریاست عامہ کا تاج ابو سفیان کے سر پر رکھا گیا۔(سیرت النبی)

۲ ابو سفیان سات برس تک مسلمانوں سے لڑتا رہا پھر فتح مکہ پر اس کو مسلمان ہونا پڑا۔لیکن اس کی اولاد اگر چہ وہ مسلمان تھی کے دل سے بنو ہاشم کی عداوت کبھی نہیں گئی،امیر معاویہؓ کے بعد ان کے بیٹے یزید نے جس طرح حضرت حسینؓ اہل بیت اور عترتِ پیغمبرؐ کو ستایا۔اور اسلام کی جمہوریت کو جس طرح فنا کیا۔اس کا حال انشاءاللہ اپنے وقت پر آئیگا۔ (مصنف)

۱ ابو سفیان نے بدر کی ہزیمت کے بعد قسم کھائی تھی۔کہ جب تک انتقام نہ لے لوں گا۔غسلِ جنابت یعنی مقاربت مقصد بھی بقول علامئے سیرت السلام کے استیصال کے لئے سرمایہ کہ فراہمی تھی۔چنانچہ مولانا شبلی مرحوم نے سیرت النبیؐ میں اسکی تصریح بھی فرمائی ہے،وہ فرماتے ہیں کہ قریش نے ہجرت کے سات ہی مدینے پر حملہ کی تیاریاں کر لی تھیں،پھر لکھتے ہیں۔کہ سب سے بڑی ضروری چیز مصارف

جنگ کی بندوبست تھا۔اس لئے اب کے موسم میں قریش کا جو کاروانِ تجارت شام کو روانہ ہوا، اس سروسامان سے روانہ ہوا کہ ملّہ کی تمام آبادی نے جس کے پاس جو رقم تھی کُل کی کُل دے دی۔ابن سعد نے صفحہ سات میں ابوسفیان رئیس قافلہ کا قول لکھا ہے۔''واللہ بمکتہ من قریشی ولاقریشتہ لہ نشی وصاعدا الابعث بہ معنا'' اس سے ظاہر ہے کہ ملّہ کو تمام سرمایہ گُل کر دینے کی کیا ضرورت تھی۔بہرصورت یہ کارون تجارت خاطر خواہ تجارت کے بعد پلٹا۔تو ابوسفیان کو ہول آیا۔کہ کہیں مسلمان راہ میں حائل نہ ہوں، نخلہ میں ایسا واقعہ پیش آچکا تھا۔اور قریش اور مسلمانوں میں مدت سے اعلان جنگ تھا،لہٰذا قافلے والوں کی رائے سے ایک شخص ضمضم نامی کو ملّہ بھیجا گیا۔عمرو بن عاص مشہور مدبر قریش کا بیان ہے۔کہ مقام ورقا پر ضمضم کو بیس مثقال طلا اُجرت مقرر کر کے بھیجا گیا۔اور اس کو ابوسفیان نے حکم دیا کہ جب ملّہ میں داخل ہو تو اپنے اونٹ کے کان کاٹ ڈالیو، اور کاٹھی الٹا لیجو اور آگے پیچھے سے اپنا پیراہن پھاڑ لیجو اور بصدائے بلند الغوث الغوث کا شور مچائیو'' غرض نتیجہ یہ ہوا کہ ابوجہل جو مسلمانوں پر حملہ کرنے کا آرزومند تھا۔اس کو بہانہ مِل گیا۔اُس نے قوم کو اُبھارا اور اسے مسلمانوں سے لڑانے کے لئے ساتھ لے نکلا اور بدر میں جو کچھ پیش آیا۔اسے ہم شاہنامہ جلد دوم میں بیان کر چکے ہیں۔(مصنّف)

## ہند۔ابوسفیان کی زوجہ

ابوسفیان کی زوجہ ہند بھی عتبہ کی دختر تھی
نہ جانے یہ ابوسفیاں کی زوجہ تھی کہ شوہر تھی
عجب عورت تھی جسکے دل میں تھے ارمان مردوں کے
کہ اسکی تیز فطرت کاٹتی تھی کان مردوں کے

بروزِ بدر باپ اسکا سپہ سالار لشکر تھا
پسر بھی ایک افسر بھائی بھی سردارِ لشکر تھا
پدر کو اور پسر کو حضرت حمزہؓ نے مارا تھا
برادر کا علی المرتضیٰؓ نے سر اتارا تھا
علیؓ بھی حمزہؓ بھی سرتاج تھے اولاد ہاشم کے
سپہ سالار تھے دو نو سپہ سالار اعظم ﷺ کے
بڑا کینہ تھا ان دونو سے اس عورت کے سینے میں
مری جاتی تھی زندہ دیکھ کر ان کو مدینے میں
نرالی بات سوجھی تھی نرالی دُھن سمائی تھی
قسم ڈائن نے حمزہؓ کا جگر کھانے کی کھائی تھی

ل ابوسفیان نے غسل جنابت کی منت پوری کرنے کے لئے دوسو سوار کے ساتھ مدینہ پر حملہ کیا۔ خفیہ طور پر سلام بن مشکم کے پاس ٹھیرا، شرابیں پیں، حالات معلوم کئے۔ اور عریض پر رہزنوں کی طرح جا پڑا، نخل جلا دے، کچھ مکان پھونکے ڈالے اور چند انصاری مزدوروں کو قتل کر کے واپس بھاگ گیا۔ آنحضرتؐ نے تعاقب کیا۔ مگر ابوسفیان ایسا بگٹٹ بھاگا کہ اپنی زادِ راہ بھی جلدی میں پھینکتا گیا۔ یہ ستوؤں کے بورے تھے اسی لئے اس کا غزوہ سویق کہتے ہیں۔

۲ ان آئندہ لڑائیوں کی طرف اشارہ ہے جو قریش اور رسول اللہ کے مابین ہوئیں ان سب میں ابوسفیان کی کارفرمائی تھی

۳ ہند بہت عتبہ ابوسفیان کی زوجہ، امیر معاویہؓ کی ماں، یزید بن معاویہؓ کی دادی، حضرت حمزہؓ کا جگر چابنیوالی، مشہور بنام ہند جگر خوار۔ (دیکھو سیرت النبی)

# وحشی غلام۔قاتلِ حمزہؓ

جُبیر ابنِ معطم کا چچا حمزہؓ نے مارا تھا
دلِ پُر کینہ میں اس کے بھی آتش کا شرارا تھا
غلامِ زرخرید اس کا تھا وحشی نام اک زنگی
عیاں تھی جس کی صورت ہی سے بدوضعی آبدہنگی
کمالِ حربہ اندازی میں تھا مشہور نام اس کا
دغا سے آدمی کی جان لینا یہ تھا کام اس کا
ابوسفیاں کی زوجہ ہند نے اس کو طلب کر کے
دلا سے دے کے اور سکے دکھا کر نقرہ و زر کے
ہمیشہ کے لئے آزاد کر دینے کے وعدے پر
کیا تھا شاد اس کو شادہ کر دینے کے وعدے پر
لےٖ غفلت پلا کر تند خُوے خوار وحشی کو
کیا تھا قتل حمزہؓ کے لئے تیار وحشی کو
پسند آئی غلام بے وفا کو مُہر جلادی
بڑی قیمت ادا کرنے کے خریدی اس نے آزادی

تشریح:

لےٖ بدر کے بعد اس نے قسم کھائی تھی کہ اپنے رشتہ داروں کے قاتلوں سے بدلہ لونگی اور حمزہؓ کا خون پیونگی۔اور جگر چباؤں گی۔ (دیکھو طبقات ابن سعد)

# قریش کا مکّے سے خروج

## اور مدینہ منورہ کے بیان کردہ حالات کا اقتباس

مہیا ہو چکا مکّے میں جب ساماں لڑائی کا
کیا اعلان ابوسفیاں نے چپکے سے چڑھائی کا
ابو سفیاں کی نیت تھی اچانک حملہ کرنے کی
لہٰذا سعی کی پُر پیچ رستوں سے گزرنے کی
یہ لشکر جس طرح اُمڈا یہ طوفاں جس طرح آیا
اُحد پر آکے یہ تاریک بادل جس طرح چھایا
رسول اللہ نے جس رنگ سے اس کی خبر پائی
مدینے کی حفاظت جس طرح حضرتؐ نے فرمائی
مکمل اور مفصل رو مدِ ادِ مجلس شورائے
ہوا مسجد میں جیسے انعقاد مجلس شورائے
صحابہؓ کو رسول اللہؐ کا مسجد میں بُلوایا
حق آزادی آرا انہیں تفویض فرمانا
بشر کی کثرت وقلت کو وحدت آشنا ہونا
خدا والوں کو جوہر خود شناسی کا عطا ہونا
تدبر آز مودہ کا راصحاب کبارؓ کا
مگر بازو کے بل پر ناز ملّت کے صغارؓ کا
جواں سال اہل ایماں کے دلائل بہر قربانی
ہجوم کثرتِ آرا برائے جنگ میدانی

نبردِ قلعہ بندی نکتہ فرمانِ رسالتؐ کا
مدینے سے نکلنے پر مگر اصرار کثرت کا
وہ آمرؐ کی طرف سے احترام کثرتِ آراء
نبیؐ کا فیصلہ آخر بنامِ کثرتِ آراء
نفاق آمادہ گاں کا بھی شیرک مشورت ہونا
وہ اُن کا دردِ ملت سے مگرمچھ کی طرح رونا
لباسِ جنگ میں محبوب داور کا نظر آنا
جلال اک غیرت خورشید خاور کا نظر آنا
ندامت جنگ میدانی کی خواہش کرنیوالوں کی
وہ ان کی عجازی وہ صورتیں ان کے ملالونکی
مگر انکار کرنا آپ کا فتح عزیمت سے
ادائے فرض ٹھہرانا فزوں فتح و ہزیمت سے
مدینے کی فصیلوں سے نکلنا اہل ایماں کا
کھلے میداں میں سب باش ہونا فوج یزداں کا
نفاق انگیز جمعیت کی لشکر میں شمولیت
مسلمانوں کیساتھ ابن اُبی اور اس کی ذریت
قریشی فوج کی تیاریں شب کے اندھیرے میں
نشست افسران جنگ ابوسفیان کے ڈیرے میں
ہوئے اس رات میں جس جس جگہ لشکر قیام آرا
گزارش ہو چکا ہے پیشتر یہ ماجرا سارا
مگر اس مرحلے پر اور ابھی کچھ عرض کرنا ہے

یہ گھاڑی سخت ہے لیکن مجھے اس سے گذانا ہے
بیاں اس رات میں کچھ تیرہ بختوں کا ضروری ہے
بغیر ان کے حکایت فوج باطل کی ادھوری ہے

تشریح:

لے وحشی کو حربہ اندازی میں کمال حاصل تھا، حربہ ایک چھوٹا سا نیزہ ہوتا ہے۔ جو حبشیوں کا خاص ہتھیار ہے اسے دور سے پھینک کر مارتے ہیں۔

(دیکھو سیرت ابن ہشام)

## مدینے کا ایک راہب۔ ابو عامرِ فاسق

مدینے کا بھی اک غدار تھا فوج قریشی میں
یہ واقف کار تھا فوج قریشی میں
لباس راہبیت جاہلوں کا دل لبھاتا ہے
بسا اوقات شیطاں بھی اسی چولے میں آتا ہے
بہت ایسے رنگے سیار تھے اسلام سے پہلے کہ جن کا
نام پُجتا تھا خدا کے نام سے پہلے
اِنہی میں تھا ابو عامر بھی اک تبلیس کا پیکر
نظر آتا تھا ظاہر میں مگر تقدیس کا پیکر
یہ مروک خاندانِ اَوس کا مکار زاہد تھا
ہوا وحرص کا پُتلا تھا دنیا دار زاہد تھا
عداوت خاندان اوس و خزرج کی بڑھاتا تھا
انہیں کٹوا کے باہم فائدہ یہ خودا اٹھاتا تھا

فریبی ، حاسد وبدطینت و غدّار بد نیت
مگراسلام سے پہلے کی تھی محبوب شخصیت
مگر جب آ گیا اللہ کا پیغام یثرب میں
لگا جب پھیلنے چاروں طرف اسلام یثرب میں
لیا جانے لگا سچے خدا کا نام یثرب میں
تو اس کا سحر باطل ہو گیا ناکام یثرب میں
پیمبر بھی خدا کے فضل سے تشریف لے آیا طلوع صبح
صادق نے رُخ ہستی کو چمکایا
ہوئی نور خدا کی روشنی جس دم مدینے میں
کدورت نے بنایا آشیاں راہب کے سینے میں
ملا جب درس انسانوں کو اسلامی اخوت کا
طلسم عام توڑا حق نے شیطانوں کی قوت کا
یہ سمجھا اب فریب راہبیت چل نہیں سکتا
چراغ کِذب وقت صبح صادق جل نہیں سکتا
کھلی انصارِؓ یثرب پر ابو عامر کی غداری
تو کی اس نے مدینے سے نکلے چلنے کی تیاری

تشریح:

لے ابو عامر راہب مدینہ ہی کے ایک قبیلہ اوس کا فرد تھا۔یہ شخص مسلمانوں کا سخت مخالف تھا۔اور مشرکوں سے وحدہ کر کے آیا تھا۔کہ تمام قبیلے کو محمدؐ کے خلاف کر دوں گا۔(دیکھو طبقات ابن سعدِ طبری اور ابن اثیر)

# ابو عامر فوجِ مشرکین میں

نیا فتنہ نئے فتنے جگانے کے لئے جاگا
اندھیری رات میں اندھا مدینے سے نکل بھاگا
مذاق جنگجوئی صلح میں بدلا ہوا پایا
تو اپنے چیلے چانٹے لے کے مکے میں چلا آیا
نظر آیا کہ مکہ ہے مخالف اہل ایماں کا
علاوہ اس کے مرکز بھی ہے مال و ساز و ساماں کا
قریش آمادہ ہیں اسلام کا ناکام کرنے پر
رسول اللہ کو وقف غم و آلام کرنے پر
شکست بدر سے ہو بے طرح رنج و ملال ان کو
نظر آتا ہے جاتا، جاہلیت کا جلال ان کو
ابو عامر نے اس بھڑکی ہوئی کو اور بھڑکایا
مدینے پر بڑھا لشکر تو یہ بھی اس کے ساتھ آیا
ابوسفیاں کو تھی معلوم اُفتادِ مزاج اس کی
پرانے کوڑھ میں تھی کارآمد آج کھاج اس کی
اگرچہ یہ بھی اس راہب کو بدنیت سمجھتا تھا
مگر آخر بڑے رتبے کی شخصیت سمجھتا تھا
ابوسفیاں نے چاہا آزمایا چاہیئے اس کو
یہ اچھا وقت ہے اُلو بنایا چاہیئے اس کو
نکالا چاہیے کچھ کام اس ناخواندہ مہماں سے

کریگا یہ الگ انصار کو فوج مسلماں سے
اگر یہ چال چل جائے تو سارا کام آساں ہے
پڑی جب پھوٹ پھر انساں کا قتل عام آساں ہے

## ابو عامر پر ابو سفیان کا روغن قاز

دوبارا نصف شب کے بعد جاسوسوں کے گھیری میں
ابوسفیاں نے راہب کو بلایا اپنے ڈیرے میں
وہ آیا، مسکرایا، آنکھ جھپکائی ، اشارت کی
جُھکے دونوں کے ابرو ، بجلیاں چمکیں شرارت کی
دلِ حاسد میں جوشِ بغض کی گرمی بڑھانے کو
بھرا ساغر ابوسفیاں نے زاہد کے پلانے کو
لیا ساقی نے جس دم نام رندوں کی جوانی کا
چڑھا یا جام زاہد نے شراب ارغوانی کا
سواری گانٹھ لی نشے نے بے ایمان کے اوپر
چڑھا اک اور بھی شیطان اس شیطان کے اوپر
ابوسفیاں نے دیکھا اب یہ غرق جوشِ بادہ ہے
تو پوچھا مشفقم ، فرمایئے ۔ اب کیا ارادہ ہے!
تمنا جسکی مدت سے تھی وہ ہنگام آپہنچا
تمہارا صید چل کر خود ہی زیر دام آپہنچا
اجل نے کی کشش ، دشمن نکل آئے فصیلوں سے
رہا اب واسطہ ہم کو تردّد سے نہ حیلوں سے

سحر کے وقت جب لشکر مرا جنبش میں آئے گا
تو میرے ہاتھ سے زندہ کوئی بچ کر نہ جائے گا۔
محمدؐ کے صحابہؓ جو ہیں اپنے بھائی بندوں میں
ہمارے اسپ لے ڈالینگے ان کو دوزقندوں میں
قتالِ بدر کا ایسا مزہ ان کو چکھائیں گے
کہ ان کی حالتوں پر مرغ و ماہی رحم کھائیں گے
جوگت ان کی بنائی جائیگی وہ آپ دیکھیں گے
انہیں تقدیر جو دکھلائیگی وہ آپ دیکھیں گے
مگر افسوس ہے مجھ کو مدینے کے جوانوں پر
پرائی موت وہ کیوں لے رہے ہیں اپنی جانوں پر
وہ کس برتے پر انصارِ محمد بن کے نکلے ہیں
بڑے بھاری مدد گار محمد بن کے نکلے ہیں
ہمارے ہاتھ مفت انکے لہو سے کیوں ہوں آلودہ
نظر آتا ہے ان کا قتل ہونا مجھکو بیہودہ
یہ سب لوگ آپ کے چیلے تھے، ان کو ہوا کیا ہے
سروں میں بیوقوفوں کے سمائی یہ ہوا کیا ہے
وہ ظاہر ہے سر میداں جو کچھ تعداد ہے ان کی
ہمارے سامنے جرأت یہ بے بنیاد ہے اِن کی
بچا لیجیے انہیں، رستے پر ان کو لایئے صاحب
انہیں سمجھایئے صاحب، انہیں سمجھایئے صاحب

## تشریح:

لے اُحد میں ابوسفیان دوسری تیاریوں کے علاوہ ابو عامر راہب پر بھی بڑا بھروسہ رکھتا تھا۔اور اس کا خیال تھا۔کہ اس راہب کے بہکانے سے انصار مدینہ رسول اللہ اور مہاجرین صحابہ سے الگ کیے جا سکیں۔

(ارشاد الحکمتہ)

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

## ابو عامر کے دعوے

ابوسفیاں کی سُن کر راہبِ مکّار بھی بولا
کھنکار ہاتھ پھیرا ریش پر قفلِ دہن کھولا

اجی، میں آپ کے ہمراہ اسی خاطر تو آیا ہوں
محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کا ستایا ہوں

مرے ہم قوم ہیں یہ رہنے والے ارض یثرب کے
بلا میں پھنس گئے ہیں بھولے بھالے ارضِ یثرب کے

ہے بیشک ارض یثرب پر بڑا بھاری اثر میرا
مجھے امید ہے افسوں ہوگا کار گر میرا

گرو اپنا وہ مجھ کو مانتے ہیں اک زمانے سے
یقیناً پھوٹ پڑ جائیگی میرے ور غلانے سے

اگر دامِ سخن میں پھنس گئے یثرب کے دہقانی
پکڑ کر خود ہی دے دیں گے محمدؐ کو بآسانی

فنا کر دیں گے اک حملہ سے اصحاب محمدؐ کو
دکھا دیں گے خدا کی راہ احباب محمدؐ کو

تشریح:

لے ابو عامر مدینہ منورہ کا ایک مقبول عام شخص تھا۔ اسلام سے پہلے زہد اور پارسائی کی بنا پر تمام مدینہ اس کی عزت کرتا تھا۔

(سیرت النبی)

## ابو عامر کے وعدے ۱

بوقت صبح جب میداں میں فوجیں دو بدو ہوں گی
تو شکلیں ناگہانی موت کی بھی روبرو ہوں گی

میں سمجھاؤ نگا جاکر اوس و خزرج کے قبائل کو
کرونگا ہر طرح معقول ان لوگونکے قائل کو

نظر آجائے گا جو بھی دِلوں پر ہے اثر میرا
تمہیں معلوم ہو جائیگا جو کچھ ہے ہنر میرا

مجھے فوجِ قریش کی مدد پر دیکھ کر عامِل
بہادر ارضِ یثرب کے نہ ہونگے جنگ میں شامل

نظر پڑتے ہی مجھ پر جنگ سے منہ موڑ جائیں گے
محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ جائیں گے

سبق ایسا پڑھاؤنگا میں اپن کو بے وفائی کا
نہ بیٹا باپ کا ہو گا، نہ بھائی اپنے بھائی کا

میں ان کو راہ پر لاؤ نگا یوں فکر ِارادی سے
لڑینگے وہ بھی میرے ساتھ ہو کر اپنے ہادیؐ سے

تشریح:

۱ اس کو خیال تھا کہ انصار جب اُس کو دیکھیں گے تو رسول اللہؐ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔(سیرت النبی)

## ابو عامر کے ارادے

مگر تم یاد رکھو، یہ جو انصار رسالت ہیں
بڑے رتبے کے ان میں لوگوں ہیں اہل جلالت ہیں
محمدؐ کے لئے میرا مگر کچھ اور ارادہ ہے
تمہارا قرض اُسی کی ذات پر سب سے زیادہ ہے
اُسی کی ذات پر ہم بدر کا بدلہ اتار ینگے
اسے زخمی کر ینگے پھر اذیت دے کے مارینگے
مجھے اس کام کی پوری طرح پروانگی دیدو
مجھے کچھ آدمی بھی ازرہِ فرزانگی دیدہ
عجب اک چال سوجھی ہے تمہیں بتلائے دیتا ہوں
مگر دل ہی میں رکھنا یہ ذرا جتلائے دیتا ہوں

## ایک شیطانی ترکیب

رہیں تادیر راہب اور ابوسفیان میں باتیں
زبانی ہوچکیں تو پھر ہوئیں کچھ کان میں باتیں
یہ سازش ہو چکی جسدم ابوسفیاں کے ڈیرے میں
تو راہب کچھ سپاہی لیکے چل نکلا اندھیرے میں
دلائی ایک جانب اور غلانے کی امید اس نے
دکھائی دوسری جانب یہ تزویر مزید اس نے
بہت سارے گڑھے کھدوادے میدان کے اندر
نیا ارماں پہاں تھانئے شیطان کے اندر

رہے مصروف شب بھر ان گڑھوں کے کھودنے والے
بڑی ترکیب سے پھر یہ گڑھے خس پوش کر ڈالے
رہا مصروف زاہد رات بھر اس خاکبازی میں
مشیّت کے مقابل شیطنت تھی حیلہ سازی میں
اگرچہ رات تھی، خلقِ خدا پر نیند تھی طاری
یہ انسانی درندے تھے مگر مصروفِ تیاری

## تشریح:

لے ابو عامر راہب نے میدان احد میں گڑھے کھدوائے تا کہ مسلمانوں کو ان میں گرا اُن کا زور کم کیا جائے۔(رشا الحکمۃ)

## اُحد کی رات اور ہردو لشکر

مسلمانوں کی جانب صبر کوشی تھی خموشی تھی
قریشی فوج میں لیکن بلا کی گرمجوشی تھی
ادھر ایمان اک ملّت کے اطمیان کا باعث
اُدھر شیطان تھا اک قوم کے ہیجان کا باعث
محمدؐ کا مصلّٰی عرش کا فرشِ مکانی تھا
ابوسفیاں کا خیمہ مرکزِ ریشہ دوانی تھا
صفا پر چاندنی تھی سائے میں مستور تھا کینہ
یہ دونوں رنگ ظاہر تھے۔ یہ دو نورخ تھے آئینہ
اِدھر سجدہ گزاری اُمتِ محبوبِ داورؐ کی
اُدھر بادہ گساری رات بھر باطل کے لشکر کی

تہجد میں ہوئے مشغول ادھر رحمٰن کے بندے
اُدھر مخمور ہو کر سو گئے شیطان کے بندے
کیا اس سمت اعلان سحر لحن بلالی نے
اُدھر دف کی چھاتی پیٹ ڈالی ہر وفالی نے
اِدھر اک مِلت تو حیداک مسجود کے آگے
اُدہر ہر سر تھا پونے چار سو معبود کے آگے
اِدھر الحمد کے نغمے، دعائیں اور منا جاتیں
اُدھر ڈھول اور تاشے غل غپاڑا شرک کی باتیں
اِدھر چھوٹے بڑے کی ایک صفت میں صف آرائی
اُدھر ہر فرد کو زعم خودی، دعوئے یکتائی
اِدھر سامان سے عاری فقط ایمان پر تکیہ
اُدھر ایمان سے بیزاری فقط سامان پر تکیہ
زمیں پر دیکھ کر سامان عبرت کے یہ نظارے
فلک سے چاند رخصت ہو گیا اور سو گئے تارے

# باب دوئم

## نور و نار و ظلمت

### منظر صبح اُحد

ظہور صبح صادق نے جہاں میں نور پھیلایا
اُٹھایا دامنِ کوہ اُحد سے رات کا سایا
فُسوں باطل ہوا سب کے طلسماتی نظاروں کا
سحر کے جاگتے ہی لدگیا ڈیرا ستاروں کا
ہوائے سرد کے آزاد جھونکے سرسراتے ہیں
چمکے اُٹھنے کی اُمیدوں میں ذرّے مسکراتے ہیں
یہ جنّت کا سماں بس اک دو ساعت رہنے والا ہے
کہ صحرا پھر وہی شدّت کی حدّت سہنے والا ہے
فلک نے آج روئے صبح کو اندوہگیں دیکھا
لگائی آفتابی دُوربیں سُوئے زمیں دیکھا
کُھلا رنگیں صحیفہ صبح کے رُخسارِ تاباں کا
ہوا مضموں ہو یدا سُرخی خون شہیداں کا
نظر آیا اُحد پر ایک خونیں رنگ کا منظر
صداقت اور طاقت کی نرالی جنگ کا منظر
درندے جمع تھے نوع بشر کا خون پینے کو
کہ ملّہ آج دھمکی دینے آیا تھا مدینے کو
یہ نقشہ دیکھ کر چشم سحر میں اشک بھر آئے

گہر بن کر یہ قطرے دیدہ گل میں اتر آئے

## شرارِ بولہبی درپئے چراغِ مُصطفوی

پرے باندھے کھڑے تھے آج پھر انسان کے دشمن
خدا کے مصطفےٰؐ کے دین کے ایمان کے دشمن
یہ مظلوموں کی آہوں کا غبار انسان کی دنیا
خدا کا نام لینے سے نفُور انسان کی دُنیا
لرزتی کانپتی خوا روزبوں انسان کی دنیا
صنم خانوں کے در پر سرنگوں انسان کی دُنیا
بہر صورت بہر آئینہ زِشت انسان کی دنیا
یہ اندھے بیوقوفوں کا بہشت انسان کی دُنیا
یہ دنیا ہاں یہی ہنگامہ معمورۂ ہستی
نمائش اور کبر ناز کی جولانگہ مستی
یہی تھی اُن دنوں بگڑے ہوئے انسان کی دنیا
نہیں انسان کی دنیا کہاں شیطان کی دنیا
اِسی دنیا کے یہ سب حملہ آور تھے نمائندے
کئے تھے منتخب شیطان نے انسان کا رندے
صف آرا اک طرف تھا یہ نمونہ فطرتِ بد کا
مقابل جس کا اک چھوٹا سا لشکر تھا محمدؐ کا

# محمدؐ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَّدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا لا وَّ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلاً كَبِيرًا

زباں پر اے خوشا صلِّ علےٰ یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نام جبریل آمیں لے کر سلام آیا

محمدؐ جانِ عالمؐ فخرِ آدمؐ ۔ ہادیِ اکرمؐ
اِمَـامُ الانبِیَـا. خَیـرُالبَشَـرُ پیغمبرِؐ اعظمؐ

محمدؐ وہ جمالِ اوّلیںؐ وہ پیکرِ نوری
محمدؐ کاشفِ سرِّ ظہور و رمزِ مستوری

محمد احمدؐ و حامد جسے خالق نے فرمایا
ازل سے جس کو رحمۃٌ لّلعٰلمیںؐ کہدے

## محمدؐ

خدا نے پیار سے جس کا پکارا جس طرح چاہا
وہ مُدَّثِر وہ مُزَّمِل وہ یٰسں اور وہ طٰہٰ

جو بہرِ موموناں بن کر رؤف آیا رَحیم آیا
خطا پوش و عطا پاشد خَلیقؐ آیا کَرِیمؐ آیا

وہی بندہ جو نکلا اہلِ اقدامات اَسریٰ کا
ہو جس کے ہاتھ نے اُلٹا نقاب آیاتِ کبریٰ کا

وہ جس نے منتہائے حُسنِ معنیٰ اس طرح دیکھا

نگاہیں روبرو اور فاصلہ قوسین او ادنیٰ سے

نذیر اہل خصومت پر بشیر اہل محبت کا

معلّم دینِ فطرت کا۔ مبیّن درسِ حکمت کا

محمد مصطفیٰ بھی ہے وہ احمد مجتبیٰ بھی ہے وہ مطلوب

خلائق بھی وہ محبوب خدا بھی ہے

وہ جس کو فاتح ابوابِ اسرارِ قدم لکھئے بنائے عرش

وکرسی باعثِ لوح و قلم لکھئے

اُسے شمس الضحیٰ لکھئے۔ اسے بدر الدجیٰ کہئے

ظہور و نور کو اس کے تبسّم کی ضیا کہئے

علی الاعلان سرِّ کنتُ کنزاً مخفیا کہئے

مگر اس کی شریعت کا ادب مانع ہے کیا کہئے

وہی حاکم بامرِ اللہ۔ درد آگاہ محکوماں

درحق سے جواب باصوابِ آہِ مظلوماں

وہ حاصل برگزیدہ ہستیوں کی التجاؤں کا

فرشتوں کی تمناؤں رسولوں کی دعاؤں کا

---

محمد دیدہ ودل کی تجلّی بہر مہجوراں

محمد آخری حرفِ تسلّی بہر مزدوراں

محمد بے کسی کے درد کو پہنچاننے والا

سرشکِ گرم و آہِ سرد کو پہچاننے والا

محمد التجائیں سننے والا ماننے والا خموشی کی صدائیں

سننے والا ماننے والا

محمدؐ زور معبود اِن باطل توڑنے والا

محمدؐ حق سے رشتہ آدمی کا جوڑنے

محمدؐ جس کا نصب العین دنیا کی بھلائی تھی

اُسی پر آج دنیا تیغ و خنجر لے کے آئی تھی۔

زمانہ یونہی اپنے محسنوں کو تنگ کرتا ہے

وہ درسِ صلح دیتے ہیں یہ اُن سے جنگ کرتا ہے

## اُحد میں جمع ہونے والے

صف آرا تھے اُحد میں آج تین اقسام کی انساں

شریف انساں۔خبیث انساں۔نمود و نام کی انساں

بظاہر تو یہ انساں ایک ہی آدم کے پوتے تھے

مگر ان سب کے باطن تین پر تقسیم ہوتے تھے

بظاہر ساز تھے ہم صورت وہم رنگ تینوں کے

مگر پردے سے نکلے مختلف آہنگ تینوں کے

عجب اعمال تھے انکے عجب تھیں نیتیں ان کی

اثر انداز ہیں تاریخ پر شخصیتیں ان کی

# شریف انسان

## مسلمان!

شریف انسان اس میدان میں اللہ والے تھے
یہ چند اصحاب تھے لیکن زمانے سے نرالے تھے
یہی تھے ایک نادیدہ خدا کو ماننے والے
ہدایات محمدؐ مصطفٰے کو ماننے والے
خدائے واحد و رحمٰن پر ایمان تھا اِن کا
متاعِ دل اُسی کی راہ میں قربان تھا ان کا
یقیں رکھتے تھے یہ اللہ کی شانِ جلالت پر
یہی ایمان لائے تھے محمدؐ کی رسالت پر
پسند آئے تھے تقوٰی وطہارت کے اُصول ان کو
تہِ دل سے تھے ارشاداتِ قرآنی قبول ان کو
یہ اللہ کے سوا ہر چیز کو فانی سمجھتے تھے
پرستش ماسوا کی فعلِ شیطانی سمجھتے تھے
یہ دل مخلوق معبودوں کے قائل ہو نہ سکتے تھے
یہ محتاجوں کے دروازوں پہ سائل ہو نہ سکتے تھے
خدا کو جب سے مانا تھا قدیر و قادر و غالب
کسی بندے سے ہوتے تھے نہ یہ امداد کے طالب!
کوئی طاقت انہیں مرعوب کرسکتی نہ تھی ہرگز
کوئی عادت انہیں مغلوب کرسکتی نہ تھی ہرگز

یہ مسکینوں کے یاور تھے یہ مظلوموں کے حامی تھے
یہ مزدوروں میں شامل تھے یہ محکوموں کے حامی تھے

یہی تھے جو تینوں بیکسوں پر رحم کھاتے تھے
یہی تھے جو غلاموں کی مشقت خود اٹھاتے تھے

رضا کارانہ کرتے تھے حدود اللہ کی پابندی
کہ خالق کی رضا مندی میں تھی کی رضا مندی

یہ واقف ہو چکے تھے جوش ایمانی کی قوت سے
یہ لذت یاب تھے توحید کے درسِ اخوت سے

بنی آدم کا رتبہ اِن کی نظروں میں مساوی تھا
یہ نظریہ خیال و فعل کی دنیا پہ حاوی تھا

کوئی عزت نہ تھی ان کے لئے سکہ شماری میں
بزرگی دیکھتے تھے یہ فقط پرہیز گاری میں

گدا دشاہ میں تھی ایک وجہ امتیاز ان کو
نظر آتا تھا سجدہ ریز سر ہی سرفراز ان کو

ضرر ہو نفع ہو۔ ہر حال میں سچ بولنے والے
ہو سُود ہو کچھ ہو۔ یہ پورا تولنے والے

یہی وہ ملت موعود تھی دنیائے ہستی میں
نوید امن ہونا تھا جسے انساں کی بستی میں

یہی لے دے کے دنیا میں مدد گارِ محمدؐ تھے
یہی بندے مہاجر اور انصار محمدؐ تھے

بھری دنیا کیا ندر بس یہی تھے حق پسندو نمیں

خدا نے آپ ان کو چن لیا تھا اپنے بندوں میں
یہاں اپنے دین وایماں پر فدا ہونے کو آئے تھے
یہ قرض زندگانی تھے ادا ہونے کو آئے تھے
تہی دامن نہیں آئے تھے دربار شہادت میں
متاع جان و دل لائے تھے بازار شہادت میں

تشریح:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ آیَاتِہٖ زَادَتْھُمْ اِیْمَاناً۔

ترجمہ: مومن وہ ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جائے تو ان کے دل دہل جائیں اور جب اس کی آیات پڑھ کر سنائی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جائے۔

۱۔ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ

ترجمہ: اور وہ اپنے خدا پر بھروسہ کرتے ہیں

۲۔ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃ۔

ترجمہ: اور گو ان پر خود تنگی ہو۔ تاہم اپنے اور دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

۱۔ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَاناً۔

ترجمہ: تم سب اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔

۲۔ وَاَقِمُ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ۔

ترجمہ: اور نماز کے پابند رہو۔ بے شک نماز بے حیائی اور بدی سے روکتی ہے۔
اور خدا کا ذکر بڑی اچھی بات ہے۔ (العنکبوت)

۳۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ۔

ترجمہ: (اے اُمت محمدیہ) تم لوگ ایک بہترین اُمت صفحۂ ہستی پر لائے گئے ہو۔ (تمام لوگوں کو) شرع وفطرت کے مطابق حکم دیتے ہو۔ برائیوں سے منع کرتے ہو۔ اور خدا پر یقین رکھتے ہو۔

## چھوٹی سی جماعت مگر بہت اہم

سنواری تھیں صفیں پھر ایک چھوٹی سی جماعت نے
کیا تھا جمع جس کو صاحب روزِ شفاعت نے
یہ چھوٹی سی جماعت آج دنیا جسکے درپے تھی
یہ چھوٹی سی جماعت درحقیقت اک بڑی شے تھی
نبوت کے شش ووہ سال کی تلقین کا حاصل
زمانے میں ہمیشہ رہنے والے دین کا حاصل
یہ اُس حصن حصین کی اولیں بنیاد محکم تھی
عبارت جس سے پشتیابانی اولاد آدم تھی
اسے کشت وفا میں آج ایسا بیج بونا تھا
شہیدوں کے لہو سے بار آور جس کو ہونا تھا
یہ بندے خوابِ ابراہیم کی تعبیر تھے گویا
یہ بندے سورہ الحمد کی تفسیر تھے گویا
جہاں میں دامِ شیطاں سے یہی آزاد نکلے تھے
خدا کی راہ میں یہ چند آدم زاد نکلے تھے
یہی تھا جیشِ اوّل اُمتِ وسطےٰ کی فوجوں کا
یہی چشمہ تھا نور حو کیدریا بار موجوں کا

یہی میدان میں غازی یہی مسجد میں زاہد تھے
محمدؐ کے صحابہؓ اور اللہ کے مجاہد تھے

## لیکن ان کے بھی مدارج تھے

اگرچہ سب کے سب ذوق ارادت لے کے آئے تھے
خدا کی راہ میں شوقِ شہادت لے کے آئے تھے
نکل آئے تھے راہِ امتحاں گاہِ اطاعت میں
مگر موجود تھا فرق مراتب اس جماعت میں

## آزمودہ

انہی میں وہ بھی تھے جو سختیاں سہنے کے عادی تھے
تہِ خنجر ھُوَاللہُ اَحد کہنے کے عادی تھے
یہ جب ایمان لائے تھے عدو تھا اک جہان ان کا
ہوا تھا بارہا ہیم درجا میں امتحان ان کا
یہ کُڑیاں سہ چکے تھے اپنے مالوں اور جانوں میں
ہوئے تھے سُرخرو اِن ابتدائی امتحانوں میں
دہان موت کے اندر رہنکائے جاچکے تھے یہ
قتال بدر کے دن آزمائے جا چکے تھے یہ

## نا آزمودہ

مگر ایسے بھی تھے ان میں کہ نو آموز اُلفت تھے
ابھی ناپختہ ناآشنائے رنج وکلفت تھے
نہ جھیلی تھیں ابھی تک سختیاں ایمان لانے کی

نہ کھیلی تھیں ابھی تک بازیاں سر ہار جانے کی

ابھی اسلام کے انعام میں تحسین پائی تھی

ابھی حصے میں ان کے دادِ رسوائی نہ آئی تھی

ابھی تاحدِ مسجد شاغلِ شوقِ عبادت تھے

کہ تازہ واردانِ عرصہِ ذوق ارادت تھے[1]

بس تھی کامیابی بدر کے دن کی نگاہوں میں

یقینی بات تھی فتح و ظفر ان کی نگاہوں میں

سنا تھا غازیوں کا حال آنکھوں سے نہ دیکھا تھا

سکون و صبر و استقلال آنکھوں سے نہ دیکھا تھا

[1] اُحد میں نکلنے والوں میں کثیر تعداد اُن کی تھی ۔ جو فتح بدر کے بعد مسلمان ہوئے ۔ اور اب بدر کی طرح فتحمندی کو معمولی بات خیال کرتے تھے ۔ (دیکھو طبری و ابن اثیر)

## شرطِ نُصرتِ الٰہی

نہ دیکھا تھا کہ نُصرت صبر کا انعام ہوتی ہے

نہ سمجھے تھے اطاعت باعث اکرام ہوتی ہے

برائے فتح پہلی شرط ہے ثابت قدم رہنا

جماعت بہم رکھنا۔ جماعت کا بہم رہنا

فلک ٹوٹے زمیں پھٹ جائے۔موت آئے کہ دم نکلے

مگر ہرگز نہ ہادیؐ اطاعت سے قدم نکلے

یہی نُصرِ مِّن اللہ کا اصول جاودانی ہے

یہی اسلام کی شرط حصول کامرانی ہے
اصولاً یاد تھا بیشک یہ مضمون اوق ان کو
مگر باب عمل سے آج ملنا تھا سبق ان کو

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

## خبیث انسان-منافقین ۱؎

## بظاہر مسلمان مگر بباطن مسلمانوں کے دشمن

کھڑی تھی دوسری بھی اک جماعت آج میداں میں
مجسم ہو کے آئی تھی خباثت شکلِ انساں میں
خبیث انسان انسانوں میں شیطانوں کے سائے تھے
مسلمانوں کے دشمن ہی مسلماں بن کے آئے تھے
یہ اک خیل منافق ۱؎ تھا نبیؐ کی فوج میں شامل
تہیدستانِ قسمت راہِ سُو داز رہبر کامل
مدینے ہی سے نکلے تھے منافق بھی مدینے کے
سفینے ہی میں بیٹھے تھے مخالف بھی سفینے کے
یہ اسلامی جماعت میں ہوئے تھے اسلئے شامل کہ اس
پردے میں تخریب جماعت پر رہیں عامل
یہ شامل بھی جماعت میں یہ خارج بھی جماعت سے
شفاعت کے قریں بھی دُور بھی لیکن شفاعت کے
انہیں دعوائے ایماں تھا مگر ایماں نہ لائے تھے
یہ زحمت کوش بن کر دامنِ رحمت میں آئے تھے
مسلمانوں میں یہ اسلام کا اقرار کرتے تھے
مگر کفار سے ملتے ہی صاف انکار کرتے تھے
یہاں کہتے تھے ہم اللہ کے آگے سر جھکاتے ہیں
وہاں ہنستے تھے "ہم ان بیوقوفوں کو بناتے ہیں ۱؎

خدا وخلق دونوں سے دغا مطلوب تھی ان کو
کمالات بشر سے بس ریا مرغوب تھی ان کو
جہاں زیست میں ان کیلئے کوئی نہ تھا اپنا
یہ ہر سودے کے اندر دیکھتے تھے فائد اپنا
نہ رغبت دین سے ان کو نہ ذوق اسلام سے انکو
غرض اپنی غرض سے کام اپنے کام سے انکو
یہ بزدل تھے مسلمانوں سے لڑنے کا نہ تھ ایارا
مسلماں ہوگئے دیکھا نہ جب اس کے سوا چارا
تھیں اس بیوپار میں بھی کچھ امیدیں نفع ذاتی کی
یہ دولت جمع کرتے پھر رہے تھے بے ثباتی کی¹
یہ اس دُنیائے دُوں میں اپنی دنیا کی طرح دُوں تھے
خدا کا نام لیتے تھے نبیؐ کے تشنہ خوں تھے
خدا وخلق کو دھوکے میں رکھنا انکی نیت تھی
اگر کچھ تھی۔ تو ان میں بس یہی اک قابلیت تھی
ہوا تھا تفرقہ انگیزیوں پر اتحاد ان کا
چھپا تھا پردۂ اصلاح کے اندر فساد ان کا

ا۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ۔

ترجمہ: بعض ایسے لوگ ہیں جن کا دعوے ہے کہ ہم خدا پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔

ا۔ منافقین کا حال اور اُن کی ذہنیت کا ظاہر کردینا ضروری ہے تا کہ اُحد اور

اسکے بعد کے تمام واقعات سمجھ میں آسکیں۔

۲: اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔

ترجمہ: جب منافق تمہارے پاس آئے ہیں۔تو کہتے ہیں۔کہ ہم گواہی دیتے ہیں۔کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں۔اور خدا کو معلوم ہے۔کہ آپ اس کے پیغمبر ہیں لیکن خدا یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔(یعنی وہ جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اسپر اُنکا ایمان نہیں۔

۱: وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ط

ترجمہ: یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں۔اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں۔تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم تو اُن کی ہنسی اڑاتے ہیں۔

۲۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ترجمہ: خدا کو اور مومنوں کو چکما دیتے ہیں۔

۳: مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ۔

ترجمہ: اُدھر میں لٹک رہے ہیں۔نہ اُن کی طرف۔نہ ان کی طرف۔

## منافقوں کا سردار

## اِبن اُبَیّ بن سلُول

یہ پورے تین سو بزدل مسلح اپنے کینے سے
مسلمانوں میں شامل ہو کے نلے تھے مدینے سے
چلن سے ان کے ثابت تھا کہ دل بیمار تھا ان کا
منافق تھے یہ سب ابن اُبَیّ سردار تھا ان کا
بظاہر نُصرتِ اسلام پر تھی ان کی تیاری
مگر وقت آ گیا تھا کُھل رہی تھی آج عیاری
لباس انکے بہت اُجلے تھے لیکن قلب کالے تھے
مگر اب ایک ساعت میں یہ پردے اُٹھنے والے تھے
نہ چمکے نور ایماں سے عجب تاریک سینے تھے
بظاہر تھے بڑے اشراف باطن میں کمینے تھے

(بقیہ حاشیہ ۶۵ صفحہ)

ا :اَولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُاالضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى۔ فَمَارَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْ مُهْتَدِيْنَ۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی کا سودا کیا۔تو نہ اُن کی تجارت ہی نے کوئی نفع دیا نہ وہ ہدایت یاب ہوئے

ا ۔ قَالُوْ اِنَّمَانَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ۔

ترجمہ: کہتے ہیں ۔ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں حالانکہ یہ بلاشبہ فساد کرنے والے ہیں۔

## نمود و نام والے ۔ قریش [1] مکّہ

نمود و نام کے انساں قریشی حملہ آور تھے
یہ قومی آن رکھتے تھے ۔ بہادر تھے دلاور تھے
نَسب پر فخر تھا ۔ رنگ اور خُوں پر ناز تھا ان کو
رسومِ بد پر ۔ افعالِ زُبوں پر ناز تھا ان کو
اگرچہ شرم کو شرمانے والے طور تھے اِن کے
مگر اخلاق کے معیار ہی کچھ اور تھے ان کے
انہیں اعمال ناموں پر نسب نامے مقدَّم تھے
کہ یہ پیدائشی اشراف موروثی مکرَّم تھے
نَسب کے سامنے اعمال کی پروا نہ کرتے تھے
یہ مستِ حال استقبال کی پروا نہ کرتے تھے
یہ انسانی بلندی اپنی پستی کو سمجھتے [2] تھے
کمالِ حق پرستی بُت پرستی کو سمجھتے تھے

تشریح:

[1] خاندان قریش تمام عرب پر مذہبی حکومت رکھتا تھا۔ جس کی وجہ کعبہ کی تولیت تھی ۔ اس سبب سے وہ ہمسایگان خدا بلکہ آلُ اللہ یعنی خاندان الٰہی کہلاتے تھے ۔ اس لئے کہ وہ کعبہ کے مجاور اور کلید بردار تھے ۔ لیکن اُن کے غرور نے اُنکو مسخ کر دیا تھا ۔ (عقد الفرید اور طبری ابن خلدون)

[2] سنوں اور صدیوں کے جمود نے انکے دل و دماغ میں یہ نقش کر دیا تھا ۔ کہ انکی حلات سے بہتر کوئی حالت اور انکے تمدن سے بغیر کوئی تمدن نہیں ہوسکتا ۔

یہ دوشیزاؤں کی عصمت دری پر فخر کرتے تھے
یہ قتل و رہزنی غارت گری پر فخر کرتے تھے ۱

کوئی شے تھی نہ ان کی رائے میں پاکی و ناپاکی ۲
فواحش ان کا مذہب تھا شجاعت ان کی سفاکی

جہالت کی کسوٹی پر کسے تھے زشت و خوب انکے
سراسر تھے صواب انکی نگاہوں میں عیوب ان کے ۳

تھا یکسر باطل و مجموعہ اوہام دین ان کا
مگر اس دین پر تھا کس قدر پکا یقیں ان کا

یہ بندے پوجتے تھے اینٹ پتھر کے خداؤں کو
ستاروں کو درختوں کو الاؤں کو بلاؤں کو ۴

رواج و رسم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے یہ
رضا کارانہ اس بیگار میں پکڑے ہوئے تھے یہ ۵

نمایاں اس پرستش میں بھی تھی شان نمود ان کی
کہ دیکھیں اور کریں تحسیں نصاریٰ اور یہود ان کی

نمود و نام کے عاشق۔ رسومِ بد کے دلدادہ
یہ اس باطل پرستی پر تھے کٹ مرنے کو آمادہ

یہ رسوائی کے ڈر سے دختروں کو قتل کرتے تھے
شماتت کا تھا ان کو خوف اللہ سے نہ ڈرتے تھے ۱

۱ فصاحت خودستائی اور دُوسروں کی تحقیر میں صرف ہوتی تھی۔ شجاعت اور جراُت کا نشانہ اپنے ہی بھائی تھے۔ بیکاری۔ کاہلی۔ جوا۔ شراب ان کی طبیعت ثانی تھی۔

۲۔اپنے فحش کارناموں کومشتہر کرنے میں زبان کی ساری طاقت خرچ کر دیتے تھے۔

۳۔ بت پرستی نے دل و دماغ پر قابض ہوکران کوتو ہم پرست بنا دیا تھا۔

۴۔ فطرت کی ہر ایک شے پتھر۔درخت چاند۔ستارے۔پہاڑ۔دریاوغیرہ کواپنا معبود سمجھنے لگے تھے۔

۵۔رواج ورسم پر مرتے تھے۔(دیکھو رحمتہ اللعالمین صفحہ ۷)

## اسلام کی مخالفت کا سبب

اسی باطل پرستی کے خلاف اسلام آیا تھا
فلاح دو جہاں کی اراستہ جس نے دکھایا تھا
مگر اسلام لانے سے نمود و نام جاتے تھے
نمائش اور فخر و ناز کے سب کام جاتے تھے؟
نسب ناموں کے طولانی دفاتر چاک ہوتے تھے
نشان رنگ وخوں مٹتے تھے دامن پاک ہوتے تھے
یتیموں اور غلاموں کے حقوق ایجاد ہوتے تھے
یتیم آباد ہوتے تھے ۔ غلام آزاد ہوتے تھے
بھلا وحشت نہ ہوتی کس طرح اسلام سے ان کو
کہ ملتی تھی رہائی گیسوئے اصنام سے ان کو
یہ معبودان سنگ وخشت سے مُنہ موڑتے کیونکہ
بہت نازک تھے دل ان کے بتوں کوتوڑتے کیونکر؟

## تشریح:

۱ مدعیانِ شرافت دیدہ دلیری سے اپنی بیٹیوں کو زمین میں زندہ گاڑ دیتے تھے۔(رحمۃ للعلمین)

۲ آنحضرت ایک طرف بت پرستی کی برائی کرتے تھے۔اور دوسری طرف بداخلاقیوں اور افعال ذمیمہ اور فخر وغرور سے نفرت کا اظہار فرماتے تھے۔اور منع کرتے تھے۔اس سے قریش کی شان میں فرق آتا تھا۔اور اُن کی عظمت اقتدار کی شاہنشاہی متزلزل ہوتی تھی۔ ۳ حاشیہ دیکھو اگلے صفحہ پر (دیکھو سیرت النبی از مولانا شبلی)

خدا ہے اور واحد ہے۔سمجھ میں آنہ سکتا تھا
کسی کی یہ نہ سنتے تھے کوئی سمجھا نہ سکتا تھا۱
یہ اپنی ذات کو اشراف بھی تسلیم کرتے تھے
مگر گرگ و سگ وخنزیر کی تعظیم کرتے تھے
گوارا تھا بروئے دام ودوسجدے میں جھک جانا
رہ حق میں قدم بھولے سے اُٹھ جائے تو رک جانا
حصولِ دین حق میں ان کو کھو جانے کا خطرہ تھا
جہاں میں اشرف الخلوق ہو جانے کا خطرہ تھا
گراں تھی سادگی اس قوم کی شانِ امارت پر
امارت ہی نے اُکسایا تھا ان کو قتل و غارت پر۲
نمائندے تھے یہ سارے عرب کی اکثریت کے
علمبردار تھے دنیا میں دور جاہلیت کے

## تشریح:

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۹)؎ مخالفت اسلام کا سب سے بڑا سبب جس کا اثر قریش بلکہ سارے عرب پر یکساں پڑتا تھا۔ کہ جو معبود سینکڑوں برس سے حاجت روائے عام و خاص بنے ہوئے تھے۔ جن کے آگے وہ ہر روز پیشانی رگڑتے تھے۔ اسلام کا انکا نام ونشان مٹاتا تھا۔ اور اُن کے بارے میں کہتا تھا۔ اِنَّکُم وَمَا تَعبُدُونَ مِن دُونِ اللہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ تم اور جن چیزوں کو تم پوجتے ہو سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔
(سیرت النبی)

؎ خدا کی ہستی کا اقرار اور جزا اور سزا کا تصور تنیک وبد افعال پر نیک وبد نتائج کا مترتب ہونا ان کے نزدیک تمسخر تھا۔ اور دہریے بھی عرب میں تھے۔ تین خداؤں کو ماننے والے بھی خدا اور انسان میں کشتی کرانے والے بھی حیات وموت کو اتفاق اور وقت سے موسوم کرنے والے اور تین سو ساٹھ خداؤں کو ماننے والے بھی (رحمتہ للعالمین)

؎ اسلام کا اصل فرض اس طلسم کو برباد کرنا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ قریش کی عظمت واقتدار اور عالمگیر اثر کا بھی خاتمہ تھا۔ اس لئے قریش نے شدت سے مخالفت کی اور اُن میں جن لوگوں کو جس قدر نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اُسی قدر زیادہ سرگرم تھے۔ (سیرت النبی)

## بظاہر غرور بیجا بھی نہ تھا

بظاہر کوئی بیجا بھی نہ تھا فخرو غرور ان کا
عرب میں شہرہ جنگ آوری تھا دُور دُوران کا
عرب کے ہر قبیلے نے سیادت ان کی مانی تھی

کہ بیت اللہ پر ان کی نیابت خاندانی تھی
زمیں پر دُور تک جھنڈے گڑے تھے ان کی جرأت کے
مقابل میں نہ تھا کوئی قبیلہ ان کی طاقت کے
بوقت جنگ یہ انساں نہیں خونخوار چیتے تھے
سرمدیان اپنے دشمنوں کا خون پیتے تھے
یہ ہیبت ناک تھے سفاک تھے جنگ آزمودہ تھے
ہزاراں بارسختی دیدہ وسنگ آزمودہ تھے
یہ جمعیت جدھر بھی ازپئے بیداد اٹھتی تھی
فضا میں چار سو فریاد ہی فریاد اُٹھتی تھی
دھواں اٹھتا تھا چلتے تھے یہ جن آباد راہوں سے
فلک روپوش ہو جاتا تھا انسانی نگاہوں سے
قوی بازو بھی تھے تعداد بھی ان کی زیادہ تھی
اثر والے بھی تھے امداد بھی ان کی زیادہ تھی ۔
برائے جنگ یہ گھر سے قدم جسدم اٹھاتے تھے
دھڑک جاتا تھا دل دھرتی کا دشمن سہم جاتے تھے

تشریح:

لے قریش کا نازوغرور بہت بڑھ گیا تھا۔ سارے عرب بلکہ شام و دربار روم اور ایران تک ان کی تخی جاتی تھی۔ عرب میں بادشاہوں کے قافلوں اور مال کو لوٹ لیا جاتا تھا۔ مگر قریش مستثنےٰ تھے۔ روم اور ایران میں ان کے مال تجارت پر محصول نہ تھا۔ اور قبائل ان کے اثر میں تھے۔ (رشاد الحکمتہ)

# بدر کی شکست گویا شیر کو زخم

نگاہیں ان کی خوف انگیز نظاروں کی عادی تھیں
پرانے تجربوں نے ہمتیں ان کی بڑھا دی تھیں
کسی نے پیٹھ دیکھی ہی نہ تھی میدان میں ان کی
شکست بدر سے فرق آ گیا تھا شان میں ان کی
غضب تھا۔ غیظ تھا انکو اس ہزیمت پر
پڑی تھی ضرب کاری قومیت کی قدر و قیمت پر
اُٹھا لایا تھا پھر سے مدیان میں جوش انتقام ان کو
بغیر انتقام[2] بدر جینا تھا حرام ان کو
اُٹھے تھے دہر سے اسلام کی ہستی مٹانے کو
ہدایت کا چراغ نُور پھونکوں سے بجھانے کو
یہ تیاری یہ لشکر اور یہ سامان جنگ ان کا
یہاں تک بڑھ کے آنا چڑھ کے آنا بے درنگ ان کا
یہ کیا تھا۔ اک یقیں تھا سازو ساماں اور کثرت پر
نمود و نام پر رنگ اور خوں پر شان و شوکت[2] پر

تشریح:

[1] ان کو رہ رہ کر خیال آتا تھا۔ کہ دنیا کیا کہیگی۔ (رشاد الحکمتہ)

[2] بدر کے بعد ہر گھر ماتم کدہ تھا۔ اور مقتولین بدر کے انتقام کے لئے مکہ بچہ بچہ مضطر تھا۔ (سیرت النبی)

## اِن کے ارادے

ہزیمت کو نشانِ حق نہیں گردانتے تھے یہ
کہ ان باتوں کو امر اتفاقی جانتے تھے یہ
یہ وحدت کے مقابلے اکثریت لے کے آئے تھے
کچل دینے مٹا دینے کی نیت لے کے آئے تھے
اُحد کی جنگ کیا تھی انتقام وحشیانہ تھی
رعونت کے سمندِ ناز پر اک تازیانہ تھی
یہ آئے تھے خدا والوں کا استیصال کرنے کو
جو سر سجدوں میں جھکتے ہیں انہیں پامال کرنے کو
وہ جس نے اَنتُمُ الْاَعْلَوْن کا مژدہ سنایا تھا
اُسے خاموش کرنے کو انہیں شیطان لایا تھا
یہ آئے تھے مسلمانوں کے قتلِ عام کی خاطر
یہ سب کچھ کس کی خاطر تھا نمود و نام کی خاطر

لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (آل عمران)

# باب سوئم

## تینوں جماعتیں اپنے اپنے رنگ میں قریش

سر میداں نمایاں ہو رہا تھا حال تینوں کا
نمود نام والوں کا ۔ شریفوں کا ۔ کمینوں کا
قریش اپنے نمود و نام کا ڈنکا بجاتے تھے
جوانوں اور سامانوں کو میداں میں سجاتے تھے
ہم اپنی برتری منوائینگے شمشیر کے دم سے
اگر ہم کو نہیں تم مانتے ۔ آؤ لڑو ہم سے

## مسلمان

شریف انساں مساوات بنی آدم کے حامی تھے
اخوت کے مبلغ تھے محبت کے پیامی تھے
ہر اک انسان کے جینے کا حق منوانے آئے تھے
ورق تاریخ استبداد کا الٹانے آئے تھے
انہیں لایا تھا اس میدان میں جذبہ بھلائی کا
ضعیفوں کی مدد کا اور غلاموں کی رہائی کا

## منافق

خبیثوں پر مگر اک گو مگو کا رنگ طاری تھا
بندھی تھیں گھگیاں رُوحوں پہ خوف جنگ طاری تھا
یہ نکلے تھے فقط مال غنیمت کی اُمیدوں میں

نہ تھا منظور ان کو نام لکھوانا شہیدوں میں
نظارا موت کا دیکھا تو جانیں ان کی تھرائیں
پسینے چھٹ پڑے چہروں کے اوپر زردیاں چھائیں۔

## جماعتوں سے بالا۔خدا کا رسولؐ

مگر اللہ کا مرسلؐ ۔ مگر اسلام کا ہادیؐ
وہؐ جس کی ذات پر موقوف تھی بدو نکی آزادی
اُٹھا تھا ساری دُنیا کے مصائب دُور کرنے کو
جفا کا آئنہ سنگ وفا سے چور کرنے کو
وہ حملہ آوروں کی شوکت وحشمت سے واقف تھا
قریشی قوم کی بیباکی وجرأت سے واقف تھا
وہ اپنے ساتھ سرمایہ نہ طاقت لے کے آیا تھا
صداقت کا مبلغ تھا صداقت لے کے آیا تھا

## اُسؐ کے ساتھی

ہزار افراد اُسؐ کیس اتھ نکلے تھے مدینے سے
انہی میں تین سو اشخاص تھے لبریز کینے سے
وہؐ ان کی نیتوں انکے ارادوں سے بھی واقفت تھا
وہؐ ان فتنوں کے آئندہ فسادوں سے بھی واقف تھا
مگر جب تک زبانیں ان کی تھیں اللہ کی اقراری
شریعت ان سے کر سکتی نہ تھی اظہار بیزاری!
رسالتؐ نے ہمیشہ رحم کھایا حال پر ان کے

کیا شاہد فقط اعمال کو اقوال پر ان کے

تشریح:

۱ رسول اللہ صلعم سے اکثر کہا گیا۔ کہ منافقین کو سزا دیجئے۔ ہمیشہ فرمایا۔ کیا وہ زبان (ظاہر) سے اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ (دیکھو طبری و طبقات)

۲ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ ابن اُبی منافق کی حرکتوں سے غصہ میں بے تاب ہو گئے اور عرض کی کہ کسی کو ارشاد ہو اس منافق کی گردن اڑا دے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم یہ چرچا پسند کرتے ہو۔ کہ محمدؐ اپنے ساتھ والوں قتل کر دیا کرتے ہیں۔ (سیرت النبی)

## کانٹوں سے پھول

انہی کانٹوں میں امید گل توحید تھی اسؐ کو
کہ ان کی نسل سے اسلام کی اُمید تھی اسؐ کو
زمیں شور سے پیدا کئے تھے پھول بھی اسؐ نے
مرتب کی تھی اک جمعیت معقول بھی اسؐ نے
یہ جمعیت بظاہر مشتمل تھی چند جانوں پر
اسی کی پیروی لیکن مقدر تھی زمانوں پر
یہی جمعیت معقول یعنی سات سو انساں
خدا د مصطفےٰ پر آج ہونے آئے تھے قرباں
انہی پر اشرف المخلوق کا اطلاق ہونا تھا
انہی کو تا قیامت شہرۂ آفاق ہونا تھا
سکھا کر دردمندی اور شرافت کے اصول ان کو

سرِ راہ شہادت لے کے آیا تھا رسول ان کو

## کفّارِ مکہ اور مسلمان آمنے سامنے

اُدھر نازاں تھے کثرت پر نمود و نام والے بھی
اِدھر راضی رضائے حق پہ تھے اسلام والے بھی
نمود و شان وشوکت شور و غوغا اکثریت کا
اقلیت کی خاموشی تقاضا حسن نیت کا

## منافقین کا جماعت سے کترا جانا

کھڑے تھے اب منافق اس طرح اسلام سے ہٹ کر
سمٹ جاتا ہے جیسے ابروئے صبح سے چھٹ کر
شہادت کیلئے غازی ہوئے جس وقت آمادہ
صفیں ہونے لگیں میداں میں بہر جنگ استادہ
برائے حفظ دیں تسلیم جاں کا وقت آپہنچا
میان دوست دشمن امتحاں کا وقت آپہنچا
ہوئے بہر جہاد اسلام کے غازی جو صف بستہ
توانبوہ منافق نے مدینے کا لیا رستہ

## نعرہ منافقانہ

کیا ابن اُبی نے جب ارادہ بھاگ چلنے کا
نکالا ڈھونڈ کر اس نے بہانہ بچ نکلنے کا
پکارا۔" مشورہ میرا محمدؐ نے نہیں مانا
مجھے کچھ بھی نہیں سمجھا۔ مجھے کچھ بھی نہیں جانا!

دیا تھا مشورہ میں نے مدینے ہی میں رہنے کا
وہاں پر کوئی اندیشہ نہیں تھا خون بہنے کا
محمدؐ نے کوئی عزت نہیں کی میری رائے کی
سہوں میں پیڑ اپنی جان پر اب کیوں پرائے کی
میری رائے نہ مانی رائے مانی چند لڑکوں کی
ہلاکت اب ہماری ہوگئی پابند لڑکوں کی
وہ لڑکے جن پہ عاید ہی نہیں فرض جہاد ابتک
ہیں کھانے کھیلنے کی چند باتیں جن ک ویاد ابتک
محمدؐ اُن کے کہنے پر نکل آئے مدینے سے
یہ ملّت ہو چکی ہے واقعی اب سیر جینے سے
نظر آتی ہے نسبت مجھ کو پربت اور رائی کی
بھلا دیکھو تو ۔ یہ بھی کوئی صورت ہے لڑائی کی!
جو دانا ہیں وہ بچوں کی طرح ضد پر نہیں اڑتے
ہمیں رکھئے معاف ۔ ایسی لڑائی ہم نہیں لڑتے
پیام موت ہے جب چیونٹی کے پر نکلتے ہیں
وہ مرجائیں جو مرنا چاہتے ہوں ہم تو چلتے ہیں

## تشریح

۱ صفیں بندھنے لگیں۔تو ابن ابی نے گھر کا راستہ لیا۔پکار کر کہا۔محمدؐ نے میری رائے نہیں مانی ۔اُن لڑکوں کی رائے پر میداں میں نکلے ہیں۔جن پر جہاد بھی واجب نہے ں۔یہ کہکر شتر کی طرح آگے ہی آگے ہولیا (دیکھو طبری)

۱ ابن اُبی نے کہا ہم محمدؐ کی نصرت کرتے ہیں۔مگر مدینے کے اندر رہ کر۔یہاں

لڑائی تو کوئی بھی نہیں ہے محض ہلاکت ہے۔پھر جب لڑائی ہی نہیں تو نصرت کیسی۔
(رشاد الحکمتہ)

## فوج اسلام کا تاثر

نمایاں کر کے انسانی کجی کو۔ اور کینے کو
منافق منہ چھپا کر ہو لیا سیدھا مدینے کو
وہ بزدل بے وفا غدار جو ساتھ آئے تھے اِسکے
صف لشکر سے گھُنگٹ کھا کے اسکے ساتھ ہی کھسکے[ا]
فلک حیران تھا اہل زمیں کی کج ادائی سے ہزار افراد
میں سے تین سو کی بے وفائی سے
صداقت کی گواہی جس گھڑی شمشیر نے چاہی کنارا
کر گئے اِبن اُبی اور اُس کے ہمراہی
یہ نقشہ دیکھ کر محو تحیر رہ گئے غازی
کہ غیرت کے منافی تھی بشر کی یہ دغا بازی
اُحد میں فوجِ مسلم پر یہ پہلی ضرب کاری تھی
بقیہ فوج پر اس وقت اک عبرت سی طاری تھی
ابھی ساعت نہیں آئی تھی خنجر آزمائی کی
کہ پورے تین سو فراد نے یوں بیوفائی کی

تشریح:

ا جب عبداللہ اُبی اور اسکے ساتھی گھروں کو چل نکلے تو عمر بن حزام کے فرزند عبداللہؓ نے جو نبی سلمہ میں سے تھے۔ انکا پیچھا کیا۔ اور یہ کہتے چلے کہ برادرِن قوم

میں تمہیں خدایاد دلاتا ہوں ۔اور وہ وعدہ جو رسول اللہ سے کیا تھا۔دیکھواپنی قوم سے منہ نہ موڑواو اللہ کی راہ میں جنبازی دکھاؤ۔دشمنوں کو پیچھے ہٹاؤ۔انہوں نے جواب دیا۔یہاں ہمیں تو کوئی لڑائی بھڑائی نظر نہیں آتی ۔اگرلڑائی نظر آتی تو کاہیکو جاتے ۔ آخر یہ مدینے میں جاگھسے اور عبداللہ نے پکار کر کہا۔عزیز وخدا تمہیں اسکی سزا دے گا۔اور انشاء اللہ اسلام کو تمہارے تعاون سے بے نیاز کردے گا۔(دیکھو سیرت القران علام رشید رضا مصری)

# باب چہارم

## اُحد میں لشکروں کی ترتیب

### صفوف اسلامی

خدا کی فوج میں اب سات سو افراد باقی تھے
بروئے لشکر شیطاں یہ آمزاد باقی تھے
نہ کثرت تھی نہ سامان دغا موجود تھا ان میں
مگر یہ مطمئن تھے مصطفٰے موجود تھا ان میں
ہزار افراد میں سے اِک تہائی کا نکل جانا
بہت ممکن تھا اس سے پاؤں اکثر کا پھسل جانا
کوئی پروانہ کی اِس کی مگر اللہ کے بندوں نے
نظر حق وصداقت ہی پہ رکھی حق پسندوں نے
مقابل مشرکوں کے تھا ہی کیا اسلام کا لشکر
اب اُس سے دو تہائی رہ گیا اسلام کا لشکر
اسی سے کام لینا تھ اگر محبوب داور کو
دیا ترتیب آنحضرتؐ نے اس چھوٹے سے لشکر کو

### تیراندازوں کا تعین۔ اور تاکید استقامت

پچاس افراد تیرا انداز اک ٹیلے پہ ٹھہرائے
قسم ان کو دلائی اور یہ الفاظ فرمائے لے
کہ یہ گھاٹی بہت ہی سخت ہے اللہ کے بندو!

مثال کوہ ڈٹ جاؤ یہاں اے کوہ مانندو!
مبادا اس طرف سے فوج دشمن حملہ آور ہو
تمہاری استقامت کا خدائے پاک یاد رہو
میری آنکھیں لگی ہیں دشمنوں کے اُن سواروں پر
کہ غفلت دیکھ لیں تو آپڑیں غفلت شعاروں پر
تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم قائم یہیں رہنا
بھمن اک دوسرے کے متصل رہنا قریں رہنا
مسلماں جنگ میں مغلوب ہوں یا غالب آجائیں
بھگادیں دشمنوں کو یا ہزیمت خود ہی کھاجائیں
ہماری فوج نے میدان جیتا ہو کہ ہارا ہو
ظفر پیش نظر ہو یا خلاف اس کے نظارا ہو
مناہی ہے تمہیں اس مرحلے کو چھوڑ دینے کی
نہ کرنا جرأت اِس عہد وفا کو توڑ دینے کی
دراندازوں کا خطرہ ہے یہاں دربان بن جاؤ
رہو پشتے پہ قائم اور پشتیبان بن جاؤ
سواران قریش اس راہ سے ہم پر اگر آئیں
تو سب مردان تیرا انداز اُن پر تیر برسائیں
بہادر حملہ آور لڑنے مرنے سے نہیں ڈرتے
مگر رہو اور تیروں کے مقابل رُخ نہیں کرتے
شکست و فتح کی اچھی بُری کوئی بھی صورت ہو
تمہاری رائے میں ہم کو مدد کی بھی ضرورت ہو

جمے رہنا اسی ٹیلے پہ ہردم باخبر رہنا
کوئی صورت ہو مضبوطی سے اپنے حال پر رہنا
ہے تم پر فرض نگرانی ۔عقب سے آنے والوں کی
رکھو تحدید اپنے نفس کی اپنے خیالوں کی
ہدایت کو جو مانے بس وہی سچا مجاہد ہے
یہ تم پر عہد ہے جس کا خدائے پاک شاہد ہے

تشریح:

لے یہاں عینیں کی پہاڑی تھی۔ جو لشکر کیبایں جانب تھی۔ او جس کیساتھ ہی ایک چھوٹی سی گھاٹی میں دشمن تھے اندیشہ تھا۔ کہ دشمن نہگہاں پیچھے سے نکل کر حملہ نہ کردیں۔ آپ نے پچاس تیراندازوں کو یہاں مقرر فرمایا۔ اور تاکید کی۔ کہ یہاں جمے رہنا۔ (خاتم المرسلین)

آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمان کامران ہوں یا ناکام۔ مگر تم اس گھاٹی سے نہ ہٹنا۔ آپ کے الفاظ یہ بھی تھے۔ اگر چہ تم دیکھو کہ پرندے لشکر (السلام) کو اُچک کر لئے جارہے ہیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو مشرک تم پر پلٹ پڑیں (دیکھو تفسیر القرآن رشید رضا مصری)

لے آپ نے فرمایا اگر سورانِ قریش لشکر کی پشت سے حملہ آور ہونا چاہیں۔ تو ان کو چوڑے پھال کے تیروں سے مارو۔ گھوڑے تیروں کا رخ نہیں کرتے۔

(دیکھو ابن اسحاق)

## تیراندازوں پر عبداللہ بن جبیر کا تقرر

غرض مردان تیرا انداز پشتے پر ہوئے قائم
نظر میں تاکہ رکھیں درّہِ مخدوش کو دائم

کہے بہر نصیحت اور بھی کلمات خیران پر
معین کر دیئے افسر یہاں ابن جُبیرؓ اِن پر

## بقیہ فوج کی تقسیم

بقیہ فوج کو ہادیؐ نے یوں تقسیم فرمایا
سلیقہ ربط وضبط جنگ کا تفہیم فرمایا
جمایا سعدؓ کو اور بوعبیدؓ کو مقدم پر
جو انمردانِ ساقہ پر کیا مقدادؓ کو افسر
عکاشہؓ کی یمینی فوج پر مامور فرمایا
ابوسلمہؓ کی سرداری میں بازوئے یسار آیا
زبیرؓ وحمزہؓ و حیدرؓ کو قلب فوج پر رکھا
ستارا ہر مجاہد کا اٹھا کر اَوج پر رکھا[1]

## تشریح:

[1] آپ نے ابوعبیدہ بن الجراحؓ۔اور سعد بن ابی وقاصؓ کو مقدمہ پر اور مقدادؓ کو ساقہ پر مقرر کیا۔حضرت عکاشہ بن محض اسدیؓ کو میمنہ پر اور بوسلمہ بن عبدالاسدؓ کو میسرہ پر۔حضرت علیؓ۔حضرت حمزہؓ۔اور زبیرؓ کو قلب میں مقرر فرمایا۔(دیکھو طبری)

## علمبر دار اسلام[1]

ہوا ارشاد مصعب بن عمیرؓ۔ آگے بڑھو آؤ
تم اس فوج مجاہد کے علم بردار بن جاؤ
ہوا فرطِ خوشی سے رنگ رُک گلنار مصعبؓ کا
کہ یہ پاس وفا۔ اللہ رہے نادار مصعبؓ کا

جھکے بوسہ دیا۔ سرکارؐ کے دستِ مبارک پر
مثال کوہ میدان مے ں ہوئے قائم علم لے کر
یہ جھنڈا صلح کا پیغام تھا دنیائے ہستی میں
نشان حق پرستی تھا جہانِ خود پرستی میں

## ارشادات عالی

مرتب کرلیا جب لشکر اسلام ہادیؐ نے
سنایا اس طرح اللہ کا پیغام ہادیؐ نے
کہا جب تک نہ دشمن خود کرے اقدام لڑنے کا
ہماری سِمت سے آئے نہ ہرگز نام لڑنے کا
بگوش ہوش سُن لو یہ نصیحت اے مسلمانو!
کہ مخلوقات کا حق اپنے حق سے بھی فزوں جانو!
بہر صورت اطاعت اور طاعت ذات باری کی
علامت ہے خلوص وصدق کی پرہیز گاری کی
نصیحت ہے یہی وقت جہاد ایمان والوں کو
رہے یاد آیت حق العباد ایمان والوں کو
ذخیرہ خیر کا ہے یا مقام اجر و جزا کا ہے
یہ سب کس کے لئے ۔اس کیلئے ہے جو خدا کا ہے
جہاد اُس کیلئے ہے جو خدا کی چاہ رکھتا ہے
فساد اس کیلئے جو حُب مال وجاہ رکھتا ہے
جسے ذوقِ یقین اللہ پر ہے اور قیامت پر

بوقت جنگ وہ قابض رہیگا استقامت پر
جو اپنے فرض کو سمجھے ۔ جو اپنا فرض ادا کردے
جو اپنی جان خالق کی محبت میں فدا کردے
متاعِ رُشد ورَافت جس کو مالک سے ہوارزانی
مقدر میں اسی کے ہے شہادت اور قربانی

تشریح:

۱ آپ نے مصعب بن عمیرؓ کو اُحد میں بھی علمبردار بنایا۔ (دیکھو طبری)

۲ آپ نے میدان اُحد میں جنگ سے پہلے خطبہ ارشاد فرمایا۔اورتا کید فرمائی ۔کہ پہل نہ کی جائے ۔نیز مسلمانوں کوراستی اورراست شعاری اوردوسروں کے حقوق کا خیال رکھنےاوراکل حلال کی تاکید کی ۔اورفرمایا۔کہ جہاد کے معنے ادائے فرض ہے جان ومال کے ساتھ (دیکھورشادالحکمۃ)

## شکست وفتح سے بے نیازی

خدا کے حکم پر خلق خدا کے واسطے مرنا
بہت آسان ہے کہنا۔ بہت دشوار ہے کرنا
جو حق کو دوست رکھتا ہے خدا ہے دوستدار اس کا
نظر ہے جسکی ناحق پر تو ہے شیطان یار اس کا
شکست و فتح کو تم چھوڑ دو اُس کی مشیت پر
نظر رکھو فقط حسن عمل پر حسن نیت پر
خدا ہر آئنہ ہے نیتوں کا جاننے والا

ہمارے حال اور اعمال کو پہچاننے والا

## شہادت ہی اصل اسلام ہے

شہادت ہی جہاد فی سبیل اللہ کی صورت ہے
برائے فتح صبر واستقامت کی ضرورت ہے
مسلمانوں کا حصول مال وزر کیا ہے شہادت ہے
مسلماں کے لئے فتح وظفر کیا ہے شہادت ہے
جہاد راہ حق کے اہے غزا کیا ہے شہادت ہے
مسلمانوں کے لئے فتح وظفر کیا ہے شہادت ہے
جہاد راہ حق کے اہے غزا کیا ہے شہادت ہے
ہماری زندگی کا مدعا کیا ہے شہادت ہے
اسی صورت سے نصرت کی طلب کرتے ہوئے نکلو
کہ ارشاد باری کا ادب کرتے ہوئے نکلو

## طاعت پیمبرؐ راستبازی اور راستی

فقط خوشنودی خالق اسی پر ہے مسلمانو
کہ پیغمبر کرے جو حکم لازم اس کو گردانو
تمہارے نفس پر جو فرض عاید ہے بجا لاؤ
نہ تم سختی سے گھبراؤ نہ اپنی حد سے بڑھ جاؤ
میں ہر آئینہ خواہاں ہوں تمہاری راستبازی کا
یہ دنیا میں ہے سب سے بڑا انعام غازی کا

## پہلوتہی۔تفرقہ ونفاق کی ممانعت

ادائے فرض سے پہلو تہی تاخیرو کوتاہی
ہیں ان سب کے نتائج ضعف ایماں اور گمراہی
نفاق واختلاف باہمی ہے خبث باطن کا
یہ اُن کے کام ہیں اللہ پر ایمان نہیں جن کا
جماعت میں جوڑالیں تفرقہ ۔ بہرزراندوازی
خدادیتا نہیں ایسوں کو ہرگز فتح فیروزی
نہ ڈھونڈو آسرا راہِ خدا میں جُزخدا کوئی
خدا کے قرب کا رستہ نہیں اس کے سوا کوئی

لے آپ نے فرمایا۔ میں ہر حالت میں تمہاری راست بازی کا حریف ہوں۔
(ابن اسحاق)

## رسُولؐ کی اطاعت نصرت کا وسیلہ ہے

وسیلہ نصرتِ حق کا پیمبرؐ کی اطاعت ہے
شفاعت اس کا حصہ ہے جسے حق پر قناعت ہے
پیمبرؐ جس عمل کا حکم دے کرنے پہ جھک جاؤ
پیمبرؐ روک دے جس کام سے فی الفور رُک جاؤ
الگ تفریق سے رہ کر رہو ملّت سے وابستہ
کہ ہے فوز و فلاح دو جہاں کا اک یہی رستہ

# موت وحیات اور حلال وحرام

خیال مرگ سے بے فائدہ انسان ڈرتا ہے
بغیر اذنِ خالق کوئی جیتا ہے نہ مرتا ہے
بقدر یک نفس قبضے میں لاسکتا نہیں کوئی
بڑھا سکتا نہیں کوئی گھٹا سکتا نہیں کوئی
مقدر رزق جس کا جس قدر ہی کھا نہ لے جبتک
خدا کی نعمتوں سے اپنا حصہ پا نہ لے جبتک
فرشتہ موت کا اُس پر مسلط ہو نہیں سکتا
بغیر حکم حاکم جان شیریں کھو نہیں سکتا
تمہیں اس باب میں ایمان کو محفوظ رکھنا ہے
حصول رزق میں پاکیزگی ملحوظ رکھنا ہے
مسلمانوں کے حصے میں فقط کل حلال آئے۔
کمی بیشی کی صورت ہو تو رازق کا خیال آئے
نہیں گنجائش مال حرام اسلام کے اندر
گوارا ہو نہیں سکتا۔ یہ کام اسلام کے اندر
محارم سے کرو پرہیز اگر ایمان والے ہو
پیمبرؐ تم میں ہے موجود تم قرآن والے ہو
گنہ آلود فکر رزق کی تم کو مناہی ہے
یہ تلقین پیمبرؐ ہے یہ ارشاد الٰہی ہے
مقام جنگ ہو یا صلح کا ہنگام ہو کچھ ہو

حصول رزق میں تکلیف ہو آرام ہو کچھ ہو
طریق راستبازی چھوڑ دینا منع ہے تم کو
صفا کا شیشہ دل توڑ دینا منع ہے تم کو
مسلمانو۔ یہ درس زندگی جب تک نہ بھولوگے
جہان کامرانی میں پھلو گے اور پھولوگے
صفوں کو انتہائی ربط سے آراستہ کرلو
دلوں کو نور جوش وضبط سے پیراستہ کر لو
صفائے قلب سے میدان میں استادہ ہوجاؤ
جہاد فی سبیل اللہ پرآمادہ ہو جاؤ
جو تیرا انداز ہیں ۔قائم رہیں مخدوش ٹیلے پر
نظر تا اختتام جنگ ہو دشمن کے حیلے پر
بصد اصرار کی جاتی ہے تاکید ان کو
کہ ٹیلے سے نہ بھٹکادے کسی منظر کی دید ان کو
خلاف راہِ پیغمبرؐ قدم جو بھی اٹھائے گا
کوئی رستہ نہ دیکھے گا کوئی منزل نہ پائے گا

## تشریح:

[1] آپ نے فرمایا۔ مال حرام حاصل کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ (دیکھو سیرت ابن اسحٰق)

# فوج غنیم کی ترتیب

## قریشی جیوش کی تقسیم

ادھر کفار مکہ نے سجایا فوج والوں کو
سنبھالا افسروں نے پیدیوں کو اور رسالوں کو
سپہ سالار ابوسفیاں بصد فخر سپہ داری
سرمیدان کرتا تھا نمود شان سالاری
دکھائی افسران فوج نے تنظیم لشکر کی
ہوئی تھی رات ہی سے اسطرح تقسیم لشکر کی

## خالد کا رسالہ

رسالہ اک یمیں پر جس کے خالد بن ولید افسر
مثال شیر غراں مستعد ہردم جھپٹنے پر وہ
خالد جسکو اک دن خادم اسلام ہونا تھا
وہ جس کو فاتح ایران و مصر و شام وہ نا تھا
ابدتک نام جس کا رشک مہرو ماہ بننا تھا
جسے اسلام کے ہاتھوں میں سیف اللہ بننا تھا
وہ خالد جو مظلوموں کا حامی ہونیوالا تھا
قیادت میں اُسی کی ظالموں کا اک رسالہ تھا
مقدر تھی قیادت جس کو افواج الٰہی کی
وہ خالد لے کے آیا تھا یہاں نیت تباہی تھی

# عکرمہ بن ابوجہل کا رسالہ

اسی صورت رسالہ میسرے پر بھی جمایا تھا
یہاں بوجہل کے فرزند کو افسر بنایا تھا
دماغ عکرمہ ابن ابوجہل آج کیا ملتا
کہ اس کو اب نظر آتا تھا بدلایا باپ کا ملتا
خبر کیا تھی کہ اک دن مائل اسلام ہونا ہے
خدا کے غازیوں میں عکرمہ کا نام ہونا ہے
نہیں تھی تاب ابھی نور جہاں تاب محمدؐ کی
قسم کھا کر چلا تھا قتل اصحاب محمدؐ کی
سواروں کا پرائے کر کھڑا تھا تاک میں یہ بھی
بڑا فتنہ تھا اعدائے رسول پاک میں یہ بھی

## تشریح:

۱ حضرت خالد بن ولیدؓ جو بعد اسلام لائے اور سیف اللہ مشہور ہوئے۔

۲ عکرمہ ابن ابی جہل جو اسلام کا شدید ترین دشمن تھا۔ فتح مکہ کے بعد عفو عام کی صورت میں تھا۔ آخر تھا۔ آخر مسلمان ہوگیا۔ اور رام کے معرکوں میں اسلام کے لئے جنگ کی۔ (دیکھو طبری اور ابن اسحٰق)

## ابوسفیان اور کفار کے علمبردار میں جھڑپ

تھا لے شہرہ آل عبدالدار کی شان شجاعت کا
نشاں بردار ٹھہرایا گیا ان کو جماعت کا
قریش مکہ جب بھی تاخت پر تیار ہوتے تھے
تو عبدالدار والے ہی علمبردار ہوتے تھے
انہی میں اک بہادر پہلواں کا نام طلحہ
عدوئے دین حق تھا دشمن اسلام تھا طلحہ
ابوسفیاں نے بلوایا اُسے اور ہنس کے فرمایا
کہ اے طلحہ تمہارے امتحاں کا وقت بھی آیا
ہم آئے ہیں یہاں پرانتقام بدر لینے کو
تسلط میں نبوت کا مقام صدر لینے کو
علم پر برسر میداں اگر کوئی وبال آیا
سمجھ لینا قریشی شان و شوکت پرزوال آیا
علم گرسرنگوں ہو جائے لشکر تھم نہیں سکتا
بہادر سے بہادر کا قدم بھی جم نہیں سکتا
تجھے اے طلحہ اس لشکر کی عزت آج رکھنا ہے
ہماری اور اپنے خانداں کی لاج رکھنا ہے
ذرادل تھام کر قرشی علم کو تھامنا طلحہ
کہ ہوتا ہے لڑائی میں قضا کا سامنا طلحہ
علمبرداری کے دم سے ہے بازی لڑائی کی

علم رکھ دو اگر ہمت نہ ہو جنگ آزمائی کی
نہ ہو ہمت تو لاؤ خود علم اپنا اٹھالیں ھم
علمبردار لشکر اور ہی کوئی بنالیں ھم

## تشریح:

۱ے قبیلہ عبدالدار کو قریش کی علمبرداری کا منصب حاصل تھا۔(دیکھو طبری)

۲ے ابوسفیان طلحہ بن عثمان سے (جو عبدالدار کا سردار تھا۔) کہا۔تم اس لواء کو مضبوط پکڑو۔ہمارے درمیان چھوڑ دو۔کیونکہ جب نشان پر زوال آئیگا۔تو پھر قیام نہ ہوگا۔ (دیکھو طبقات ابن سعد)

## طلحہ کا جواب سخت

ابوسفیاں کے طعنے سے غضب میں بھر گیا طلحہ
زباں پر آئی گالی۔ ضبط لیکن کر گیا طلحہ
کہا۔کیوں اسقدر باتیں بناتے ہو ابوسفیاں
سرمیداں کمینہ پن دکھاتے ہو ابوسفیاں
علمبردار ہونا حق ہے میرے ہی گھرانے کا
میں اس کو دیکھ لونگا۔ جو علم لینے کی ٹھانے کا
میں واقف ہوں تمہارے حاسدانہ رنگ خصلت سے
مجھے محروم کرنا چاہتے ہو آج شہرت سے
اگر مغلوب ہوجانے کا ہوتا کوئی اندیشہ
علم کا نام ہی لیتے نہ ہرگز تم دغاپیشہ
یقین فتح ہے تم سے اس لئے باتیں بناتے ہو

بہادر بنتے ہو تنتے ہو اور شیخی دکھاتے ہو
شرارت وقت نام و ننگ کرنا چاہتے ہو تم
سر میداں مجھی سے جنگ کرنا چاہتے ہو تم
قسم ہے لات کی کہنا تمہارا ہو نہیں سکتا
کسی کو ہم علم دے دیں گوارا ہو نہیں سکتا
علم برداری جنگ آل عبدالدار کا حق ہے
تمہاری کد و کاوش آج اس بارے میں ناحق ہے
نموو نام کی تم ہم کو ترکیبیں سکھاتے ہو
سپہ سالار بن کر شان استادی دکھاتے ہو
ہمارے فرض کیا ہے تم سے بہتر جانتے ہیں ہم
بہادر اور بزدل کون ہے پہچانتے ہیں ہم
حفاظت اس علم کی ہے۔ہمارا کام ہم جانیں
ہم اپنا نام اُچھالیں یا کریں بدنام ہم جانیں
تمہارے پیٹ میں اُٹھنے نصیحت کا مروڑا کیوں
ہمارے کام میں اٹکاؤ تم آ کے روڑا کیوں
علم کو لے سکو گے تم نہ منت سے نہ جبریہ
ہٹو اب سامنے سے اس نصیحت کا ہے شکریہ

## ابوسفیان کا کھسیانا پن

ابوسفیان ہوا طلحہ کی باتوں سے جو کھسیانا
کہا اے طلحہ تم نے میرے مطلب کو نہ پہچانا

اگر رکھو گے باہر ضابطے سے تم قدم اپنا
تو اتنا یاد رکھو ہم بنالیں گے علم اپنا

کہا طلحہ نے لیکن ؏ علم جب بن کے آئیگا
اُسے بھی کوئی عبدالدار والا ہی اُٹھائیگا

غرض یہ تو تو میں میں ردّ وکد اور تیز گفتاری
ہوئی مشکل سے ختم اور پائی طلحہ نے علمداری

جہاں کبر و عنت ہو وہاں جھگڑا ضروری ہے
یہ وحدت کے منافی ہو۔ اسی کا نام دوری ہے

علم کے سائے میں بڑھ بڑھ کے عبدار والوں نے
صفیں آراستہ کیں پیدیوں نے اور رسالوں نے

## لشکر مشرکیں کی صف بندی پر ایک نظر

یہ طاقت کی حماقت تھی ۔ خودی کی خود نمائی تھی
بشر کی فطرت بد تھی مجسم ہو کے آئی تھی

یہ معبود ان باطل کی مدد کرنے کو آئے تھے
خدا کا آخری پیغام رد کرنے کو آئے تھے

بہت مرغوب تھا آئین باطل کا دوام ان کو
شکست بدر کا لینا تھا حق سے انتقام ان کو

یہ دشمن تھے شریفوں کی حمایت کرنیوالوں کے
مخالف تھے ضعیفوں سے رعایت کرنیوالوں کے

انہیں مطلوب تھی نام آوری تھی قتل و گارت بھی

ستم بھی فتنہ انگیزی بھی اظہار امارت بھی
یہ تاریکی میں رکھنا چاہتے تھے اس زمانے کو
یہ آئے تھے چراغ نور پھونکوں سے بجھانے کو
گماں شعلہ جوالہ ہوتا تھا نیزوں پر
چمکتے تھے سروں پر خود چار آئینے سینوں پر
تبر تیرا خنجر اور ڈھالیں اور تلواریں
جمی تھیں بھوری بھوری ریت پر لوہے کی دیواریں
تڑپ اٹھتی تھیں یوں برچھونکی انیاں اٹھکے شانوں سے
عیاں ہوتا تھا جس طرح سانپوں کی زبانوں سے

## تشریح:

۱؎ طلحہ بن ابوطلحہ اور عبدالدار والے ابو سفیان کی بات سے سخت برافروختہ ہو گئے اس کو برا بھلا کہا۔ابو سفیان نے کہا ہم نیا علم بنالیں گے۔تو کہنے لگے۔کہ اگر تم نیا علم بنالو گے۔تو اسے بھی سوائے ہمارے کوئی ہاتھ نہ لگانے پائیگا۔

(رشاد الحکمۃ)

# اپنا اپنا رنگ نمائش

## عمرو ابن عاص

نمایاں کر رہا تھا فخر جنگی جیش جیش اپنا
ثقیفؔ اپنا احابیشؔ اور کنانہؔ اور قریش[1] اپنا
نمایاں تھے صفوں میں سرغنے بھی خاص خاص انمیں
بہت نامی بہت مشہور تھے عمرو ابن عاص ان میں[3]
وہی عمرو ابن عاص اک دن جنہیں اسلام لانا تھا
مجاہد بن کے جن کو تابہ ارض نیل جانا تھا
اُڑاتا تھا زمین مصر پر اسلام کا جھنڈا
جنہیں کرنا تھا رومی لشکروں کے جوش کو ٹھنڈا
وہی عمرو ابن عاص اپنی سرافرازی سے بے بہرہ
کھڑے دیتے تھے آج اپنے متاع کفر پر پہرا

# آنحضرتؐ کے خاص مخالفین

## پانچ سازشی

تھے شامل سب کے سب اعدائے آں عالیجنابؐ ان میں
نمایاں تھا مگر ابلیس کا خاص انتخاب ان میں
رسول پاک پر حملے کی نیت کر کے آئے تھے
گھروں سے اپنے سامان اذیت کر کے لائے تھے
زیادہ تر تھے فکر صاحب لولاکؐ میں دشمن
پئے قتل نبیؐ ہر سو کھڑے تھے تاک میں دشمن
یہ پانچ ابن شہاب وعبہ وابن حُمید اَسَدی!
اُبَیّ ابن خلف جمحی وابن قمیہ لیثی
قسم کھائی تھی ان پانچوں نے کعبے کو گرانے کی
ہوا تھی ان سروں میں شمع عرفاں کو بجھانے کی
ہویدا تھی ارادوں کی بدی ان کی نگاہوں سے
کھڑے تھے کینہ جو لپٹے ہوئے اپنے گناہوں سے
کسی نے تیغہ خونخوار پہلو میں دبایا تھا
کوئی تیر اور کوئی سنگ و فلاخن لے کے آیا تھا

تشریح:

لے اُبی ابن خلف جمحی۔ ابن قیمہ لیثی۔ ابن شہاب۔ وعتبہ بن ابی وقاص یعنی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بھائی اور ابن حمید اسدی نے باہم قول وقرار کیا تھا۔ کہ آج رسول اللہ کو شہید کر دینگے۔ (دیکھو طبری) ابن ہشام طبقات ابن سعد)

## چھٹا فتنہ

یہ پانچوں ہر طرح تیار تھے بیدار تھا فتنہ
علاوہ ان کے آج اک اور ناہنجار تھا فتنہ
چھپا کر حربہ اور صورت بنا کر بے زبانوں کی
کھڑا تھا آڑ لے کر سنگدل سنگیں چٹانوں کی!
وحشی تھا۔ غلام اُن سازشی افراد نامی کا
جو خون حمزہؓ سے دھوتے تھے داغ اپنی غلامی کا

تشریح:

وحشی ایک ٹیلے کے پیچھے چھپا کھڑا تھا۔
(دیکھو طبقات ابن سعد)

# باب پنجم

## تقدیر کے مقابل تزویریں

## آغاز جنگ سے ایک ساعت پہلے

سجائی جا چکی میداں میں فوج قریش آخر
سنبھالے افسروں نے بڑھ کے اپنے جیش آخر
قطاریں پیدلوں کی بن گئیں لوہے کی دیواریں
نظر آنے لگیں ہر سمت ڈھالیں اور تلواریں
گھٹائیں ابر ظلمت بار کی میدان پر چھائیں
زبانیں اژدھوں کی برقیں بن بن کے لہرائیں
پناہ سینہ ہائے کینہ پرور بن گئیں ڈھالیں
ضیائے مہر کے مدمقابل تن گئیں ڈھالیں
سروں پر خود چہروں پر جھلم اور گرز شانوں پر
بشر گھوڑوں پہ تھے یا دیو بیٹھے تھے چٹانوں پر
برستی تھی عجب بد منظری سی بد قماشوں پر
کمانیں دوش پر تھیں جسطرح کرگس ہوں لاشوں پر
یہ عقرب تھے کہ خنجر۔ ناگنیں تھیں یا کہ تلواریں
غضب کا جوش تھا نتھنوں میں یا سنپونکی پھنکاریں

## یہ سب کس کے مخالف تھے

یہ ساری فوج آہن موج یہ فولاد کا طوفاں
خدا کے بالمقابل لے کے آیا تھا جس شیطاں
قطاریں پیدیوں کی اور پرے جنگی رسالے کے
قطاریں پیدیوں کی اور پرے جنگی رسالے کے
یہ سب کس کے مخالف تھے۔فقط اک کملی والےؐ کے
مگر وہ کملیؐ والا بھی زمانے سے نرالا تھا
زباں خاموش تھی ۔ لیکن اسی کا بول بالا تھا
نہ وہ تیروں سے ڈرتا تھا۔نہ شمشیروں سے خائف تھا
مرتب کرکے لشکر ۔ محو اور ادو وظائف تھا
اُدھر جوش نمائش اور اظہار تجمل تھا
ادھر اخلاق عالی تھے متانت تھی تحمل تھا
اُدھر تیاریاں تھیں سازشیں تھیں اور تدبیریں
اِدھر لَا تُفْسِدُوافِی الْاَرض کی ہوتی تھیں تفسیریں

## قریشی عورتوں کا راگ

قریشی ناریاں میداں میں گاتی ہوئی نکلیں
تھرکتی دف بجاتی ناز وکھلاتی ہوئی نکلیں
حسینہ ناگنیں لہروں میں لہراتی ہوئی نکلیں
دلوں پر لوٹتی اور پیچ بل کھاتی ہوئی نکلیں
ابوسفیان کی زوجہ ہند سب سے آگے آگے تھی

یہ بجلی آج اس ابر غضب کے آگے آگے تھی

## نغمہ زنانِ قریش اُردو میں

ہم بجلیاں انوار کی
ہم ناریاں ہیں نار کی
ہم دختریں ہیں نور کی
ہم مشعلیں ہیں طور کی
ہم پیاریاں ہیں پیار کی
ہم ناریاں ہیں نار کی
چلتی ہیں قالینوں پہ ہم
جیسے چلیں کبک دری
رکھتی ہیں سر سینوں پہ ہم
باصدا دائے دلبری
ہم ہیں طلسم رنگ و بو
حسن نظر کی آبرو
مانگیں ہماری مُشکبُو
شعلے ہیں یازیب گلو
لڑیاں دُر شہوار کی
ہم بجلیاں انوار کی
ہم ناریاں ہیں نار کی
ہم ہیں ستارہ زادیاں

افلاک کی شہزادیاں
دِکھلاؤ گے جرأت اگر
لاؤ گے انسانوں کے سر
دینگی مبارک بادیاں
افلاک کی شہزادیاں
رکھے جو بستر کی طلب
وہ جنگ کی سختی سہے
تمثال شیر پُر غضب
خونریزو درّندہ رہے
سینے پہ چرکے کھاؤ گے
ہم سے گلے مل جاؤ گے
گر بزدلی دکھلاؤ گے
آغوشِ بستر پاؤ گے
اُجڑی ہوئی آبادیاں
ہم ہیں ستارہ زادیاں
افلاک کی شہزادیاں
یہ ٹولی سامنے سے فوج کے گاتی ہوئی نکلی
ستم کرتی ہوئی گذری غضب ڈھاتی ہوئی نکلی
یہ نکلی جس طرف نالے تھے فریادیں تھیں آہیں تھیں
کمان ابرو تھے ان کے او رتیرا نکی نگاہیں تھیں
یہ افسوں کار گر نکلا یلان نامور جھومے

ھُبل کا نعرہ مارا اور قبضے تیغ کے چومے

تشریح:

۱؎ دوسری عورتوں کے علاوہ ہند بنت عتبہ یعنی ،زوجہ ابوسفیان ۔اُم حکیم عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی ۔فاطمہ بنت ولید حارث بن مغیرہ کی بیوی ۔اور خالد کی بہن ۔برزہ بنت مسعود ثقفی صفوان بن امیہ کی بیوی ۔ ریطتہ بنت سنبہ عمرو بن عاص کی بیوی ۔سلافہ بنت سعد طلحہ بن طلحہ علمبردار ۔قریش کی بیوی ۔اور خناس ۔یعنی مسلمانوں کے علمبردار اور مدینہ کے پہلے مبلغ اسلام حضرت مصعب بن عمیرؓ کی کافرہ ماں ۔

(دیکھو سیرت النبی از شبلی اور خاتم المرسلین از شرر)

## ابو ۱؎ عامر راہب میدان میں

صفیں باندھے کھڑے تھے کفر و دیں میدان کے اندر
قیامت ٹوٹنے والی ہی تھی اک آن کے اندر
یہ عالم تھا کہ نکلا صف سے بد گوہر ابُو عامر
پرکھنے کو چلا اسلام کا جوہر ابُو عامر
فریب راہبیت کا لباس اس کے بدن پر تھا
خداد مصطفےٰؐ پر طعن کافر کے دہن پر تھا
سوا دو سَو غلامانِ قریش اس کی مدد پر تھے
یہ ناہنجار اپنے شرک ہی کی خوئے بد پر تھے
بساطِ جنگ پر شیطان کا بن کر نقیب آیا
مقدّس سانپ فخر نوعِ آدمؑ کے قریب آیا
غلاموں کو جمایا پتھروں کے ڈھیر پر اس نے

یہاں سے لشکر توحید پر ڈالی نظر اس نے

## تشریح:

لے (حاشیہ صفحہ ۱۱۲) نحن بنات طارقٍ نمشي على النمارقٍ . مشيي القَطى البوارقِ والمسک فی المغارقِ والدّر فی المخانقِ . اِنْ تقبُلو انعايِقِ. ونفرش النمارقِ. اَوْتدبدو لفارقِ فراق غَيرَوَامق.

ترجمہ: ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں ۔نرم گدیلوں پر چپتی ہیں ۔جس طرح سفید سفید کبک چلیں ۔ہماری مانگیں مشک بھری ہیں ۔گلے میں موتیوں کے ہار ہیں ۔اگر لڑائی کی طرف رُخ کرو گے ۔تو ہم گلے سے لگا ئیں گی ۔اورتمہارے لئے نرم بچھونے بچھا ئیں گی ۔اور اگر منہ پھیرو گے ۔تو ہم تم سے جدا ہو جا ئیں گی ۔جسطرح کوئی غیر محبّ جدا ہوتا ہے ۔(دیکھو خاتم المرسلین)

لے سب سے پہلے جس نے آغاز جنگ کیا ۔فاسق ابو عامر راہب تھا ۔جو مدینے ہی کے قبیلہ اوس کا ایک فرد تھا ۔اور مشکرین سے دعوے کرکے آیا تھا کہ تمام قبیلے کو محمدؐ کے خلاف کردونگا ۔یہ دوسو زیادہ عبَید ہ یعنی غلامان قریش ساتھ لیکر میدان میں آیا ۔(دیکھو طبقات ابن سعد ۔طبری ۔کامل ابن اثیر)

## ابو عامر کی حیرت اور حسد

اگر چہ مختصر سی فوج تھی محبوبِؐ داور کی
شعاعیں اس پہ قرباں تھیں مگر خورسید خاور کی
یہ کچھ کم سات سو افراد تھے اللہ کے غازی
ادائے فرض کی خاطر کھڑے تھے بہر جانبازی
مہاجر بھی نظر آتے تھے ۔اور انصار بھی ان میں

کھڑے تھے اوس وخزرج کے بڑے سردار بھی اُنمیں
کبھی اک دوسرے کو قتل کرنے میں قسائی تھے
مگر اب یہ نظر آیا۔ کہ باہم بھائی بھائی تھے
کبھی اک دوسرے کی جان لینے پر تھے آمادہ
یہاں اک دوسرے پر جان دینے کو تھے استادہ
انہیں مل بیٹھنے پر آج مائل کر دیا کس نے!
انہیں یک قالب و یک جان و یکدل کر دیا کس نے!
یہ جلوہ دیکھ کر جی جل گیا۔ طیش آ گیا اس کو
اخوت کا یہ منظر۔ شیر بن کر کھا گیا اس کو
دل ناری میں خفت نے غضب کی آگ بھڑکائی
دھواں بن کر خباثت چہرہ تاریک پر چھائی
فریب پارسائی کے دہن پر شیطنت بولی
مخاطب ہو کے اس نے اوس والوں سے زباں کھولی

## ابو عامر کی تقریر!

ابو عامر ہوں میں اے میرے بچوں میرے فرزندو
مری اک بات سُن لو جنگ سے پہلے خردمندو
مجھے پہچانتے ہو ۔ میرا رتبہ جانتے ہو تم
زباں سے کچھ کہو۔ دل میں تو مجھ کو مانتے ہو تم!
تمہارے درمیان رہتا تھا میں کیسے بھلے تم تھے
زمانہ تم سے دبتا تھا۔ کچھ ایسے مَن چلے تم تھے

عَرب کترا کے چلتے تھے مرے یثرب کی بستی سے
کہ ڈرتے تھے تمہارے سایہ تیغ دو دستی سے
اگرچہ کشت ِ ادخوں تھا اوس وخزرج کے گھرانے میں
مگر اک دھاک تھی بیٹھی ہوئی سارے زمانے میں
تم اپنے گھر میں مرنے مارنے سے جب نہ ڈرتے تھے
بہادر جان کر اغیار بھی پرہیز کرتے تھے
تم آپس میں جولڑتے تھے یہ خصلت تھی دلیروں کی
کہ مل کر بیٹھنا عادت نہیں ہوتی ہے شیروں کی
مگر افسوس تم نے اپنی خصلت کو بدل ڈالا
تمہیں بزدل سمجھ لیتا ہے اب ہر دیکھنے والا
کبھی تم شیر تھے ۔ اب بھیڑ بکری ہو گئے ہو تم
تمہیں کیا ہو گیا ۔ کیوں جاگتے میں سو گئے ہو تم
ہمارے وقت میں کوئی نمازی تھا نہ صائم تھا
تمہارے ساتھ میں تھا اور تمہارے رعب قائم تھا
سبق جس نے پڑھایا ہے تمہیں صلح واخوت کا
حقیقت میں وہ دشمن ہے تمہارے زور وقوت کا
نتیجہ دیکھ لو ۔ بھیڑوں کا گلہ جان کر تم کو
ضعیف وبیکس و بے بال و پر گردان کر تم کو
عرب کے لوگ اسی بستی پہ حملے کر کے آتے ہیں
تمہیں ہر مرتبہ ٹھوکر لگاتے ہیں ۔ جگاتے ہیں
مگر تم ہو ۔ کہاں اُفتاد کو رفعت سمجھتے ہو

محمدؐ کی زباں کو آیہ رحمت سمجھتے ہو
نہ ہونے سے میرے تم نے بہت سے رنج اٹھائے ہیں
قتالِ بدر میں اکثر بہادر کام آئے ہیں
یہاں بھی آج اک بھاری مصیبت آنے والی ہے
قریشی فو تم پر موت بن کر چھانے والی ہے
تمہارا ان سے جھگڑا کوئی ذاتی ہے نہ آبائی
پرائی آگ میں جلنا۔ کہاں کی ہے یہ دانائی
تم اپنا گھر سنبھالو۔ اور خبر لو کام دھنوں کی
کہ طالب ہے قریشی قوم اپنے بھائی بندوں کی
بہت کافی ہے جو تم دے چکے ہو میہمانوں کو
نصیحت میری مانو اب بچالو اپنی جانوں کو
میں تم کو قتل ہونے سے بچا لینے کو آیا ہوں
تباہی کی نگاہوں سے چھپا لینے کو آیا ہوں
بسو تم چل کے اپنے شہر عالیشان کے اندر
وہ باہم فیصلہ کر لینگے۔ خود میدان کے اندر
مجھے امید ہے۔ تم اس نصیحت کو نہ ٹالو گے
گھروں میں جا کہ اپنے بال بچوں کو سنبھالو گے
وہ دشمن ہے جو تم کو اس طرح میداں میں لاتا ہے
تمہارا دوست تم کو موت کے منہ سے بچاتا ہے
ابو عامر کی یہ تقریر تھی اِک دامِ صیادی
گوارا کر نہیں سکتی تھی جس کو رُوحِ آزادی

مسلماں جانتے پہچانتے تھے اس کی عیّاری
اب اس تقریر سے بھی کھل گئی راہب کی مکّاری
اُتر آیا تھا یہ شیطان پھر فرسودہ گھاتوں پر
ہنسے انصاراس بیہودہ کی بیہودہ باتوں پر

تشریح:

لے اوس وخزرج اگر چہ ایک ہی خاندان سے تھے۔لیکن عرب کی فطرت کے مطابق ان میں خانہ جنگیاں تھی۔اور آپس میں خونریزلڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔رسول اللہ نے ان میں صلح وصفا کی بنیاد ڈالی۔اور اسلام نے اُن کو خانہ جنگیوں سے باز رکھا۔(رشاد الحکمتہ)

## انصار کا جواب

حدِ برداشت سے جب یاوہ گوئی بڑھ چلی اس کی
جواب صاف نے آخر مٹادی بے کلی اس کی
جواب اک فقرہ تھا۔لیکن بڑی ہی جامعیّت کا
یہ اک اظہار تھا۔ صِدق و صفاو حسن نیّت کا
کہا انصار نے لا مرحبا(مدُود) لا اھلاً
"کوئی مونس نہ ہو تیرا جہاں میں اوخدا دُشمن"
کہاانصار نے جس دم یہ فقرہ یک زباں ہو کر
اڑا جامہ فریب دوستی کا دھجیاں ہوکر
اِسی فقرے نے اِس کی صورت اصلی عیاں کردی
اتارا زاہد مکّار نے ملبُوس ہمدردی

بھنویں سکڑیں۔ بھنچے لب۔ نتھنے پھولے پھٹ گئے دیدے
پھر اُس سمت جس جانب کھڑے تھے اسکے گودیدے
چڑھا ایسا مزاج راہب کم ظرف کا پارا
اٹھا کرایک پتھر لشکر اسلام پر مارا
غلاموں نے بھی تقلید راہب کے اشاروں کی
تواضع پتھروں سے کی گئی سجدہ گذاروں کی
احدلہ کی جنگ کا آغاز تھا۔ اس سنگ باری سے
فلک حیران تھا۔ اہل زمیں کی بدقماری سے

تشریح:

لہ انصار نے ابو عامر کے ہفوات سن کر اتنا کہا۔ 'لا مرحبا ولا احلا۔ یعنی تجھ کو فراخی دست نصیب نہ ہو۔ اور تیرا کوئی مونس نہ ہو۔ (دیکھو طبری و کامل ابن اثیر)

## پتھر کا جواب پتھر۔ ابُو عامر کا فرار

اچانک یوں جو پتھر لشکر اسلام پر برسے
جواب اسلام کو دینا پڑا پتھر سے
مقابل سے جونہی چوٹیں چلیں گھبرا گئے بُزدل
نہ لائے تاب۔ اک ساعت میں منہ کی کھا گئے بُزدل
جو پہلے چھیڑ کرتے ہیں۔ وہی مغلوب رہتے ہیں
''کلوخ انداز را پاداش سنگ است'' اسکو کہتے ہیں
بچا کر اپنی جانیں کوئی پیچھے اور کوئی آگے
ابوعامر اور اس کے ساتھ والے سب کے سب بھاگے

بظاہر مضحکہ انگیز تھا۔ یہ طرزِ نظارا
صفِ اسلام نے لیکن نہ اس پر قہقہہ مارا
مزاج کُفر و ایماں کی یہی تو حدِ فاصل تھی
کہ دشمن کی ہزیمت سے بھی عبرت ان کو حاصل تھی

تشریح:

1. ابو عامر پہلا شخص تھا۔جس نے اُحد میں ضرب کی بنا ڈالی۔اس کے ساتھ غلامانِ قریش تھے۔اور یہ سب مسلمانوں پر پتھر پھینکنے لگے۔(کامل۔ابن اثیر)

2. مسلمانوں نے پتھر کے جواب میں پتھر ہی مارنے پر اکتفا کی۔ا یکساعت پتھر چلے۔ابو عامر اور اسکے ساتھی عبید (غلام) بھاگ گئے۔(رشادالحکمۃ)

# غلامی

غلامی میں بشر غیرت پہ قائم رہ نہیں سکتا
ثبات و صبر سے کوئی مصیبت سہہ نہیں سکتا

غلامی میں بشر عزّت کے معنی بھول جاتا ہے
پہن کر طوق لعنت کا خوشی سے پھول جاتا ہے

غلامی سربلندی کے نتائج سے ڈراتی ہے
زمیں پر پیٹ کے بل رینگنے کا گُر سکھاتی ہے

غلامی دیکھتی ہے خوفِ جاں ہر عزم کے اندر
ہراساں نزم کے اندر۔ گریزاں رزم کے اندر

غلامی میں ارادے پختگی پیدا نہیں کرتے
دلوں کو حسن استقلال پر شیدا نہیں کرتے

غلامی آدمی سے آدمیّت چھین لیتی ہے
عمل دیتی ہے لیکن حُسن نیّت چھین لیتی ہے

غلامی ذوق کی قاتل ۔ غلامی فکر کی دشمن
عدوئے خود شناسی اور خدا کے ذکر کی دشمن

غلامی عقل سے خالی ۔ غلامی عشق سے عاری
غلامی طالب آرام جو یائے ہوس کاری

جہاد زندگی میں خنجر جلاد کے ڈر سے
غلام اپنی ہی گردن کاٹتے ہیں اپنے خنجر سے

غلامی کی نگاہیں ماد رائے شک نہیں جاتیں

الجھ پڑتی ہیں پردوں سے حقیقت تک نہیں جاتیں
غلامی اپنے ہاتھوں اپنی زنجیریں بناتی ہے
پہن کر پھر یہ زیور ناچتی ہے اور گاتی ہے

## کرائے کا سپاہی

کرائے کا سپاہی موت کے سائے سے ڈرتا ہے
یہ اکثر مرتبہ مرتا ہے اور بے موت مرتا ہے
کرائے کا سپاہی پیشہ ور جلاد ہوتا ہے
غلام زر شہید ذوق استبداد ہوتا ہے
نہیں ہوتا ہے اس کے دل میں جذبہ جاں نثاری کا
مثال اس کی ہے ایسی جس طرح کتا شکاری کا
یہ صیدِ نرم کے پیچھے بڑی گرمی دکھاتا ہے
مقابل شیر آجائے تو اکثر دُم ہلاتا ہے
اسی صورت غُلامانِ قریش آئے تھے لڑنے کو
بزعمِ خویش گویا بھیڑ بکری کے پکڑنے کو
مقابل میں نظر آئی جو صورت اِن کو شیروں کی
ہوئی سرد ایک ہی بھپکی میں گرمی اِن دلیروں کی

## ابو عامر کا فرزند حنظلہؓ

ابو عامر کا بیٹا حنظلہؓ مردِ مسلماں تھا
یہ غازی بھی اُحد کے دن شریک اہل ایماں تھا
یہ قصہ پاک کرنا چاہتا تھا اس فسادی کا

مگر پابند تھا مردِ مجاہد حکم ہادیؐ کا
اجازت کی طلب میں وہ رُخ رحمت کو تکتا تھا
پسر لیکن پدر پا ہاتھ اٹھائے ہو نہ سکتا تھا
اسی دستور کی ہر جنگ میں رحمتؐ تھی گردیدہ
پسر کے ہاتھ سے قتلِ پدر تھا ناپسندیدہ

تشریح:

لے ابو عامر کفار کی طرف سے لڑ رہا تھا۔لیکن اس کے صاحب زادے حضرت حنظلہؓ اسلام لا چکے تھے۔انہوں نے آنحضرتؐ سے باپ کے مقابلہ میں لڑنے کی اجازت مانگی۔لیکن رحمتِ عالمؐ نے یہ گوارانہ کیا۔کہ بیٹا باپ پر تلوار اٹھائے۔ (سیرت النبی)

## رسالتؐ کا احسان

مسلماں ان کو دھر سکتے تھے تیروں کے نشانوں پر
مگر ہادیؐ کو آیا رحم انسانوں کی جانوں پر
نہیں تھے ذوقِ آزادی سے بہرہ مند بیچارے
کہ آقاؤں کی مرضی ہی کے تھے پابند بیچارے
نہ کرنا چاہتے تھے قتل آں علیجنابؐ اُن کو
لہٰذا پتھروں ہی سے دیا اُن کا جواب اُن کو
پڑا چھوٹا سا اک پتھر ابو عامر کی چھاتی پر
دہن نے چیخ ماری اس کے دل کی بے ثباتی پر
بڑی تیزی سے راہب کی زباں پر گالیاں آئیں

غلامی نے نہ راہیں بھاگ جانے کے سوا پائیں
سراسیمہ ہراساں۔ ہانپتے۔ چوٹوں کو سہلاتے
پلٹ کر دیکھتے۔ اک دوسرے کی ٹھوکریں کھاتے
غلامان قریش اپنی صف لشکر میں جا پہنچے
بڑی راحت ملی۔ زندہ سلامت گھر میں آ پہنچے

## آقاؤں کی بیدادی

قریشی فوج نے دیکھی جو نامردوں کی نامردی
سب ان کو گالیاں دینے لے از راہ بیدردی
بھگوڑے سامنے پہنچے جو اپنے اہل لشکر کے
اڑائی ان کے سر پر خاک سب نے مُٹھیاں بھر کے
ہنسی اُڑتی تھی جس جانب کو بھاگے تھا ابو عامر
ندامت پیچھے پیچھے آگے آگے تھا ابو عامر
قریشی فوج اس رنگ ہزیمت سے تھی کھسیانی
مسلمانوں کا دل بڑھنے سے تھی ان کو پریشانی
بہادر بھی نرالے شان بھی ان کی نرالی تھی
کوئی ہنستا تھا ان پر اور کسی کے لب پہ گالی تھی

## طلحہ۔ علمبردار قریش کا طیش !

علمبردار طلحہ ہو گیا غُصے میں دیوانہ
مخاطب فوج سے ہوکر پکار اُٹھا دلیرانہ
دلیرانِ قریش اپنے غلاموں کو نہ لڑواؤ

قصور ان کا نہیں ہے بیوقوفو! ہوش میں آؤ
غلاموں کو محاذ جنگ پر بھیجا ہی کیوں تم نے
مسلمانوں کو سمجھا تھا۔ مگر صید زبوں تم نے
یہ ساری بیوقوفی تھی سپہ سلار صاحب کی
ابو عامر کے دھوکے میں مٹادی آبرو سب کی
یہ خدمتگار بے چارے قتال و جنگ کیا جانیں
غنیمت ہے یہی۔ میداں سے لیکر آ گئے جانیں
ٹھہر سکتے نہیں میدان میں ٹٹو کرائے کے
ضرورت پر نہ اپنے کام کے ہیں نے پرائے کے
یہ زندہ آگئے ہیں دشمنوں کی مہربانی سے
انہیں چھوڑو۔ بھلا کیا فائدہ اب آنا کانی سے
انہیں چھوڑو۔ تمہیں بدلا مسلمانوں سے لینا ہے
وطن والوں سے اور یثرب کے دہقانوں سے لینا ہے
وہ ''بدلہ'' سامنے ہے آج بچکر جا نہیں سکتا
محمدؐ آج کوئی معجزہ دکھلا نہیں سکتا
تمہاری فصل ہے تیار آؤ کاٹ کر دھر دیں
بڑھو۔ آؤ مسلمانوں کا یکسر خاتمہ کر دیں
ابوسفیان تم اس راہب کی صورت دیکھتے کیا ہو
یہ بیچارہ تو ہے مٹی کی مورت دیکھتے کیا ہو
بہت بیتاب ہیں قریشی بہادر جنگ کرنے کو
ہیں تیغیں منتظر روئے زمیں گلرنگ کرنے کو

اجازت دو۔ کہ اب لشکر بڑھ چھوڑ دے یہ تقریریں
بہادر کے لئے ہیں ننگ چالیں اور تدبیریں
طریق بزدلانہ اب سہا جاتا نہیں مجھ سے
جو چاہے وہ رہے چُپکا رہا جاتا نہیں مجھ سے

❁❁❁

# باب ششم

## کفر و اسلام کی با قاعدہ جنگ

## حق کی اقلیت باطل کی اکثریت پر غالب علمبردار قریش کا اقدام

### میدان

بڑھا غصّے میں طلحہؔ۔ لشکر اسلام کی جانب
بُرا آغاز چل نکلا۔ بُرے انجام کی جانب
علم کے سائے میں آگے بڑھے اب فوج والے بھی
صفیں جُنبش میں آئیں۔ نکلے پیدل بھی رسالے بھی
اِدھر خورشید عالمتاب بام کوہ پر آیا
اِدھر تیغوں نے اُٹھ کر کر دیا میدان پر سایا
اِدھر سنگیں چٹانوں پر شعاعیں دھوپ کی چھائیں
اِدھر جوش و تحمل کی نگاہیں اُٹھ کر ٹکرائیں

### طلحہؔ کی مبارز طلبی!

ابو سفیانؔ کے دل میں تو یہی تھا آج منصوبہ
کہ ہو جائے اسی ریلے میں شکل جنگ مغلوبہ
مسلمانوں کی قلّت کو یہ کثرت گھیر کر مارے
کوئی بچکر نہ جائے کھیت میداں میں رہیں سارے
مگر روکا انہیں۔ اِن کے علمبردار طلحہ نے
کیا پُر شور نعرہ کھینچ کر تلوار طلحہ نے

ٹھہر جاؤ۔ مجھے اپنا ہنر تو آزمانے دو
مسلمانوں کے چیدہ پہلوانوں کو بلانے دو
صفیں مضبوط رکھو۔ اور تماشا دیکھتے جاؤ
گراتا ہوں ابھی لاشے پہ لاشا دیکھتے جاؤ''
رُکی فوج قریشی اور آگے بڑھ گیا طلحہ
غرور و ناز کا اک اور زینہ چڑھ گیا طلحہ

تشریح:

1 علم بردار قریش نے بڑھ کر مبارز طلب کیا (رشاد الحکمۃ)

## طلحہ کا اسلامی عقائد پر تمسخر

بالآخر اک جگہ اپنے قدم کو اس نے ٹھہرایا
مسلمانوں کی جانب دیکھکر جھنڈے کو لہرایا
زرہ سینے کی۔ سر کا خود ۔ چہرے کا جھلم چمکا
علمبردار کا سارا بدن زیر علم چمکا
پکارا اے مسلمانو! مجھے پہچانتے ہو تم
میں طلحہ ہوں! علمبردار سب کچھ جانتے ہو تم
میں آیا ہوں کہ تم کو گلشن جنگ میں پہنچا دوں
گلستاں کی کرا دوں سیر اور حوروں سے ملوا دوں
کسی کافر کے ہاتھوں سے شہادت تم جو پاؤ گے
تمہارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ تم جنّت میں جاؤ گے
وہ جنّت جس میں حوریں منتظر ہیں ہر مجاہد کی

وہی جنّت جو بزم عیش ہے ہر خشک زاہد کی اگر کافر کو
تم نے مار ڈالا جنگ باہم میں
تو وہ مرتے ہی سیدھا جائیگا قعر جہنم میں
جہنم جس میں کافر آگ کی بستی میں بستے ہیں
جہنم جس میں انسانوں کو زہری سانپ ڈستے ہیں
جسے جنت کی خواہش ہو وہ میرے سامنے آئے
مجھے دوزخ میں بھیجے یا سوئے جنت چلا جائے
بہت مشتاق ہوں میں دوستوں دوزخ میں جانیکا
میری آتش مزاجی کو ہے لپکا آگ کھانے کا

تشریح:

لے مشرکین کا علمبردار طلحہ بن عثمان بڑھ کے آگے آیا۔ پکارا۔ اے اصحاب محمد تمہارا اعتقاد ہے۔ دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۲۱)

## مسلمانوں کا ضبط

یہ طعن سو قیانہ اور طرز اشتعال اِس کی
یہ گستاخانہ استہزا۔ یہ آنکھیں لال لال اس کی
یہ نمرودی نمود اس کی یہ انداز خطاب اس کا
مسلماں جُز جواب تیغ کیا دیتے جواب اس کا
اُٹھا سینوں میں شعلہ ہر طرف احساس غیرت کا
مگر آئین ربط وضبط آئینہ تھا حیرت کا
شہادت کی طلب میں غازیان شیر دل جھومے

نبیؐ کی سمت دیکھا اور قبضے تیغ کے چومے
حرارت بڑھ گئی کچھ اور بھی قلب مسلماں میں
نکلنا چاہتا تھا ہر مجاہد بڑھ کے میداں میں

تشریح:

لے (حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۲۰) کہ تمہاری تلواریں ہمیں دوزخ میں اور ہماری تلواریں تمہیں جنت میں پہنچا دیتی ہیں۔ کون جنت کا مشتاق ہے کہ میری تلوار اس کی آرزو پوری کرے۔ (خاتم المرسلین)

قریش کا علم بردار طلحہ صف سے نکل کر پکارا۔ کیوں مسلمانوں تم میں کوئی ہے کہ یا مجھے جلد دوزخ میں پہنچا دے یا خود میرے ہاتھوں جنت میں پہنچ جائے۔
(سیرت النبی از علامہ شبلی)

## علیؓ المرتضےٰؓ کا جوش جہاد

رسول اللہؐ کے روئے مبارک پر تبسم تھا
زباں خاموش تھی لیکن نگاہوں میں تکلم تھا
مجاہد منتظر تھے بخت کس خوش بخت کا جاگے
کہ اتنے میں علیؓ المرتضےٰؓ صف سے بڑھے آگے
نگاہِ مصطفےٰؐ سے مرتضےٰؓ نے حوصلہ پایا
محبت نذر گزرانی۔ محبت ہی صلہ پایا
پئے تعظیم جُھک کر اور ہادیؐ کی رضا لے کر
بڑھا شیر خدا میدان میں نام خدا لے کر[1]
نہ سینے پر زرہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا
فقط تلوار تھی۔تلوار ہی مردوں کا گہنا تھا

تشریح:

[1] طلحہ بن عثمان کے مقابلے کے لئے حضرت علیؓ (طبری)

## علیؓ اور طلحہ

جہاں طلحہ کھڑا تھا مستعد۔ تیار وآمادہ
ہوئے اس کے مقابلے شاہِ مرداںؓ جاکے استادہ
کہا طلحہ نے اے میرے عزیز ابن ابی طالبؓ
یہ تم پرشوقِ جنت ہوگیا کیوں اس قدر غالب!
جوانی میں ہوا کرتی ہے یہ دنیا بہت پیاری
تعجب ہے تمہیں دنیا سے کیوں ہے اتنی بیزاری

بہر صورت نہیں تم کو پسند آئین دنیا کے
تو مجھ کو بھی خوشی ہو گی تمہیں جنت میں پہنچا کے
سنبھل جاؤ۔ سنبھالو تیغ۔ میرے سامنے آؤ
کرو خود سیرِ جنّت یا مجھے دوزخ میں پہنچاؤ
تبسم زیرِ لب فرما کے حیدرؓ نے یہ فرمایا
(ہمارا وقت ابھی دنیا سے جانے کا نہیں آیا،
مگر اہاں[1] مضطرب ہے تو بہت دوزخ میں جانے کو
کہ روحیں جانتی ہیں اصل میں اپنے ٹھکانے کو
دِکھا طلحہ۔ دکھانا ہے اگر کوئی ہنر تجھ کو
کہ جانا ہے پھر اپنی منزلِ مقصود پر تجھ کو
علیؓ کی بات سُن کر طیش سے تھرا گیا طلحہ
لگی ایسی کہ تاؤ اور ابھی اب کھا گیا طلحہ
کہا۔ غصہ دلاتی ہے یہ تیری گفتگو مجھ کو
یہ تیرا حوصلہ۔ پہنچائے گا دوزخ میں تو مجھ کو!
کہا مَولا علیؓ نے۔ ہاں یہی میرا ارادہ ہے
تسلّی رکھ۔ ترِی خاطر درِ دوزخ کشادہ ہے

## تشریح:

[1] حضرت علیؓ طلحہ کے مقابلے میں نکلے تو کہا میں تجھے دوزخ میں پہچائے دیتا ہوں۔ (رشاد الحکمتہ، سیرت النبی)

# علیؓ اور طلحہ کی شمشیر بازی

کہ بند اب تو غصّے میں لب تقریر طلحہ نے
جمایا پینترا اور کھینچ لی شمشیر طلحہ نے
مثال ابر گر جا۔ تیغ بجلی کی طرح چمکی
نگاہیں جم گئیں اس جنگ پر مردان عالم کی
اُدھر تھیں کفر کی اپنے علم بردار پر آنکھیں
ادھر ایماں کی روئے حیدرؓ کرّار پر آنکھیں
چڑھا تھا نشہ کافر کو شراب کبروستی کا
کیا فرق علیؓ پروار شمشیر دو دستی کا
گری تدبیر منہ کھولے ہوئے تقدیر کے سر پر
یہ اللہ نے لیا شمشیر کو شمشیر کے سر پر
اُدھر تھا زور باطل اور شیطاں کی ہوا خواہی
ادھر سینہ سپر ہو کر لڑی تیغ یداللٰہی
بہم دست وگریباں تھیں حق و باطل کی شمشیریں
اُدھر شیطاں کی تاویلیں۔ ادھر قرآں کی تفسیریں
تزلزل تھا فضا میں ہول کی صورت ہویدا تھی
ہوا میں اک نرالے ساز کی آواز پیدا تھی
جُدا ہو ہو کے ملتی تھیں گلے۔ یہ تیز تلواریں
کہ جیسے سان پر رہ رہ کے اٹھتی ہیں نئی دھاریں
علم بردار تھا مغرور پختہ کاریِ فن پر

تسلّی تھی کہ مغفر سر پہ ۔ چار آئینہ ہے تین پر
سمجھتا تھا ۔ ابھی کم عمر ہے ابن ابی طالبؓ
توقع تھی کہ بس چھا جاؤ نگا۔ آجاو نگا غالب
حقیقت سے مگر ناداں رکھتا تھا نہ آگاہی
کہاں کی پیش ستی کے مقابل تھی ۔ یداِلٰہی
سنبھلنے کے لئے مُہلت نہ دیتا تھا وہ دم بھر کی
مگر الجھاؤ سے یک بار نکلی تیغ حیدرؓ کی
اٹھی ۔ اٹھکر کھنچی۔ کھنچ کر گری لوہے کے مغفر پر
یہ مغفر کٹ گیا۔ آئی ہوئی اب آگئی سر پر
سرِ خود سر کو توڑا چہرہ کاٹا۔ حلق سے نکلی [1]
صدائے الحذر ہر سُو زبان خلق سے نکلی
اٹھا عرش معلّٰے کی طرف چہرا پیمبرؐ کا
زبان پاک سے نغمہ اٹھا اللہ اکبر کا[2]
اُٹھا اک غلغلہ تکبر کا اللہ والوں میں
سمایا ہول قریشی پیدیوں میں اور رسالوں میں

تشریح:

[1] علیؓ نے چابکدستی سے ایک ایسی ضرب طلحہ کے سر پر لگائی ۔ کہ اس کے سر میں تیر گئی ۔ یہاں تک کہ سر اس کا ریش اور زرتک دو بارا ہو گیا ۔ ( رشاد الحکمت )

[2] حضرت علیؓ نے طلحہ پر ایسی تلوار ماری کہ سر سے یسنہ تک اتر گئی ۔ اُس دم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند فرمایا ۔ ( تاریخ العمران )

## طلحہ کہ برہنگی اور علیؓ کی حیا اور مروّت

ابھی میدان میں آیا تھا قاتل کی طرح طلحہ
ابھی اس خاک پر تھا مرغِ بسمل کی طرح طلحہ
برہنہ پُشت پر سے ہوگئی تھی لاش خودسر کی
نظر اس رنگ سے آئینہ عبرت تھی حیدرؓ کی
حیا پرور وہ آنکھیں جھک گئیں دشمن کی ذلّت پر
علم اس کا اٹھایا ڈال دی مجروح پر چادر عدو بھی ہونہ
بے پردہ عجب احساس تھا دل میں
خدا کا خوف تھا دل میں نبیؐ کا پاس تھا دل میں
وہ لشکر کررہے تھے اس جو انمردی کا نظارا
کہ بسمل پر دوبارا ہاتھ حیدرؓ نے نہیں مارا
سبق دے کرنگاہوں کو نگاہ پردہ پوشی سے
شہِ مرداں پلٹ آئے سُوئے لشکر خموشی سے
اِدھر تکبیر تھی زیب زبان پاک پیغمبرؐ
علم اسلام کا لہرا رہا تھا فرق اِقدس پر
لگائے لشکر توحید نے تائید کے نعرے[1]
فضا میں بس گئے اللہ کی توحید کے نعرے

تشریح:

[1] علی المرتضٰے نے اُسے برہنہ دیکھ کر رحم کیا۔ اس پر دامن جھنڈے کا ڈال کر چلے آئے۔ ایسی حالت میں کہ ابھی اس میں جان باقی تھی۔ واپسی پر بغیر قتل کے

چلے آنے کا سبب پوچھا گیا۔تو علیؑ نے کہا۔ مجھے اس کی برہنگی سے شرم معلوم ہوئی۔ مگر اس ضرب سے خدا اس کو ضرور دوزخ تک پہنچا دیگا۔رشاد الحکمتہ )

## قریشی فوج کا غضبناک حملہ

قریشی فوج پہلے ہی سے تھی غصے میں دیوانی
ہوئی تازہ ندامت سے تو اب کچھ اور کھسیانی
صفوں میں رہ سکی قائم نہ ربط وضبط کی صورت
جنوں بن کر نمایاں ہوگئی اب خبط کی صورت
غضب کے غیظ کے غصّے کے نعرے ہر طرف گونجے
صدائے دف اُٹھی نقارے خانے صَف بصَف گونجے
بڑھے تیر و کماں لے لیکے پیدل بھی رسالے بھی
مگر تھے مستعد بہر قتل اللہ والے بھی
اُٹھی خاک زمیں یک بار قصدِ آسماں لے کر
مسلمانوں کی قلت پر ضعیفی کا گماں لے کر

## اسلام کا جھنڈا

صفِ اوّل پہ تھے تشریف فرما ہادیؐ اکرم
ہوا کو دے رہا تھا جُنبشیں اسلام کا پرچم
یہ جھنڈا تھا خدا کا۔ مصطفٰےؐ کا اور قرآں کا
مٹانے آیا تھا نام و نشاں فرعون وہاماں کا
یہ جھنڈا تھا جہاد فی سبیل اللہ کا جھنڈا
یہ جھنڈا تھا شہنشاہوں کے شاہ نشاہ کا جھنڈا

یہ جھنڈا خاکیوں پر نور برسانے کو آیا تھا
سرِ مخلوق پر یہ رحمت باری کا سایا تھا
شریفوں نے بنایا تھا۔ شریفوں کی حمایت میں
ضعیفوں نے اٹھایا تھا ضعیفوں کی حمایت میں
یہ جھنڈا آدمی کو امن کا پیغام دیتا تھا
مُساوات واخوت کی صلائے عام دیتا تھا
یہ جھنڈا تھا زمانے میں نشاں ظلِ الٰہی کا
اِسے دعویٰ تھا بہرو وہ جہاں عالم پناہی کا
غلاموں کا اور مزدوروں کی خاطر جنگ کرنے کو
زبان محنت و سرمایہ ہم آہنگ کرنے کا
رسالتؐ کے سرِ اقدس پہ لہراتا ہوا جھنڈا
شعائیں نور ربانی کی برساتا ہوا جھنڈا

## جھنڈے کا گیت

نام خدا کا جھنڈا
پیغام خا کا جھنڈا
یہ جھنڈا ایمان کا جھنڈا
قرآنی فرمان کا جھنڈا
سب سے اونچی شان کا جھنڈا
نام خدا کا جھنڈا
مال سے پیارا جان سے پیارا

دل کا نور آنکھوں کا تارا
دوجگ میں عزت کا سہارا
نام خدا جھنڈا
دین کا اور دنیا کا اجالا
حُرمت والا ۔ عزت والا
سب سے اونچا سب سے بالا
نام خدا کا جھنڈا نام خدا کا جھنڈا
پیغام خدا کا جھنڈا
ظالم کا دل پھٹ جاتا ہے
ظلم کا بادل چھٹ جاتا ہے
جب میدان میں ڈٹ جاتا ہے
نام خدا کا جھنڈا
نام خدا کا جھنڈا
پیغام خدا کا جھنڈا
لہرائے گا اوج کے اوپر
دریا کی ہرموج کے اوپر
میداں کی ہر فوج کے اوپر
نام خدا کا جھنڈا
نام خدا کا جھنڈا
پیغام خدا کا جھنڈا
غازی رَن میں اَڑ جاتا ہے

اس کا پر تو پڑ جاتا ہے
جب دھرتی پر گڑ جاتا ہے
نام خدا کا جھنڈا
نام خدا جھنڈا
پیغام خدا کا جھنڈا
نارِتعصب سرد کرے گا
کوہِ ستم کو گردے کرے گا
زنگ حسد کو زرد کریگا
نام خدا کا جھنڈا
نام خدا کا جھنڈا
پیغام خدا کا جھنڈا
او ظالم ۔ مغرور رسم گرا!
دیکھ مسلمانوں کا لشکر!
لہراتا ہے جس کے سر پر
نام خدا کا جھنڈا
نام خدا کا جھنڈا
پیغام خدا کا جھنڈا
یہ جھنڈا مزدور کا حامی
مظلوم و مجبور کا حامی
نار کا دشمن نور کا حامی
نام خدا کا جھنڈا

نام خدا کا جھنڈا
پیغام خدا کا جھنڈا

## قریش کا عام دھاوا

## ارشاد ہادیؐ پر مسلمانوں کی نیز افگنی

بڑھتی فوض قریشی جب برائے جنگ مغلوبہ
رسولؐ اللہ پر ظاہر ہوا باطل کا منصوبہ
صحابہ سے رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا
ابھی ٹھہرو۔ تمہارا وقت بڑھنے کا نہیں آیا
خدا کے فضل سے تیرافگنی کے ہو دھنی تم بھی
کرو تیرا فگنوں کے سامنے تیرا فگنی تم بھی
نہ کھاؤ خوف کثرت سے نہ ہو آزردہ قلت پر
شکست و فتح ہے موقوف استقلال ملت پر
برائے جنگ۔ ایمائے امام انس و جاں لے کر
ہوئے اللہ کے بندے مستعد تیروکماں لے کر
قریشی فوج کیا تھی۔ ایک آندھی بڑھتی آتی تھی
بلند و پست وادی پر اُتری چڑھتی آتی تھی
بالآخر لاشیہ طلحہ پہ آپہنچے یہ دیوانے
لگے بے ساختہ کبار مینہ تیوں کا برسانے
مگر دینا پڑا جلد اپنی تندی کا حساب ان کو
لب سو فار سے ملنے لگا ان کو جواب ان کو

سزا پانے لگے ظالم مسلمانوں کے ہاتھوں سے
قضا پیدا ہوئی مظلوم انسانوں کے ہاتھوں سے
کماں کھینچتے ہی بسم اللہ کی آواز آتی تھی
فضا میں بے تحاشا ایک بجلی کوند جاتی تھی
کمانوں سے ادھر ہوتی تھی پیدا ایک آہٹ سی
سنائی دیتی تھی یک دم پر ونکی سنسناہٹ سی
فرشتے موت کے تیروں کو رکھ کر اپنے شانوں پر
بیک جست نظر لے لیکے جاتے تھے نشانوں پر
قریشی حملہ آور زخم کاری کھا کے گرتے تھے
پیادے چیخ کر اور گھوڑ چڑھے لہرا کے گرتے تھے
مسلمانوں کا کوئی تیر بھی خالی نہ جاتا تھا
دلوں میں بیٹھتا تھا۔ یا کلیجوں میں سماتا تھا
ہوا میں گونجتا تھا شورو شیون اہل باطل کا
نظر آتا تھا منظر ہر طرف مُرغانِ بسمل کا
قریشی فوج اُس دم ہر طرح تیروں کی زد پر تھی
باذِن اللہ قضا اللہ والوں کی مدد پر تھی

## تشریح:

لے بعض تیراندازوں کا بیان ہے کہ ہم اپنے تیروں کو نگاہ کرتے تھے۔ جو تیر ہم ان کے خیل پر چلاتے تھے ہم نے کسی تیر کو نہیں دیکھا کہ وہ زمین پر گرا ہو یعنی خالی نہ جاتا تھا۔ (رشاد الحکمۃ)

# قریش کی پریشانی اور قرشی عورتوں کی جولانی

دُھواں بن کر سُلگتی آگ سے چھٹنے لگے دشمن
مقابل موت تھی پیچھے مڑے ہٹنے لگے دشمن
قریشی پیدلوں نے کھا کے گھنگٹ اب جو منہ موڑے
زمیں پر آرہے اسوار بد کے اس طرح گھوڑے
قریشی عورتوں نے جب یہ مردوں کا سماں دیکھا
جوان و پیر کے چہرے پہ طاری خوف جاں دیکھا
بڑھیں اِن بزدلوں کی بزدلی پر طیش کھا کھا کر
زمیں سر پر اٹھالی دف بجا کر اور گا گا کر[1]
کسی کے لب پر گالی تھی۔ کسی کے منہ میں قسمیں تھیں
انہیں غیرت دلانے کی یہی بیہودہ رسمیں تھیں[2]
وئے مردوں کو طعنے عورتوں نیاس قیامت کے
قدم اکھڑے ہوئے تھے گڑ گئے مارے ندامت کے
صفیں تیروں کی زد سے ہٹ کر پھر جمنے لگیں آخر
جو بھاگی جارہی تھیں ٹولیاں تھمنے لگیں آخر

## تشریح:

[1] ہنداور اس کی ساتھ والیاں طبل و دف بجا بجا کر اور گا گا کر لوگوں کو جوش میں لاتی تھیں مردوں کا آمادہ جنگ کرتی تھیں۔ اور واقعات بدر یاد دلاتی تھیں (رشاد الحکمۃ)

[2] ان کے ہاتھوں میں سرمہ دانیاں اور سلائیاں تھیں۔ جب ان کیمردوں میں

کوئی بھگاتا نظر آتا۔تو یہ چیزیں ان کو پیش کرتیں اور کہتیں ۔سنگار کرو ۔تم مرد نہیں عورت ہو۔ (رشاد الحکمۃ)

## ابو شیبہ کی علم برداری

مگر حملے کا دل میں حوصلہ پاتا نہ تھا کوئی
علم فوج قریشی کا نظر آتا نہ تھا کوئی
علم نے ڈھانک رکھا تھا علم بردار کا مردہ
اسے بڑھ کر اٹھائے ۔ یہ کسی کا تھا نہ دل گردہ
ابو شیبہ علم بردار طلحہ کا برادر تھا
جواں تھا پہلواں تھا۔ صاحب ہمت دلاور تھا
بہت صدمہ تھا اس کو اپنے بھائی کی ہلاکت کا
کبھی دیکھا نہیں تھا مرحلہ ۔ ایسی نزاکت کا
قریشی فوج پر اس وقت اک سکتہ سا چھایا تھا
علم اب تک کسی نے بھی نہیں جا کر اُٹھایا تھا
قریشی عورتوں کے طعن سنکر اس کو ہوش آیا
علم برداراب میں ہوں ابو شیبہ کو جوش آیا
نمود ونام نے اُکسادیا جرات دکھانے کو
ابو شیبہ بڑھ امدیان سے جھنڈا اُٹھانے کو
نظر آئی سر میدان عبرت کی تیرگی
علم جس دم اٹھایا ۔ نعش طلحہ ہوگئی ننگی
علم اُٹھا تو اُٹھی ساتھ ی ہی اک موج بیداری

قریشی عورتیں اس دم علم کے گرد تھیں ساری
ابو شیبہ علم کو لے کے اپنی فوج میں آیا
قریشی عورتوں نے دف بجائی اور رجز گایا

مقید ہے مری ہستی تمنائے شہادت میں
میں خود حائل نظر آتا ہوں آج اپنی سعادت میں
سر میداں مبارز کو ہے زعم اپنی جوانی کا
یہ مرد پیر ہی دیگا جواب اس لن ترانی کا
سہی جاتی نہیں مجھ سے یہ نشائستہ گفتاری
کہ میرے قلب پر تیغ زباں کی ضرب ہے کاری
میری جانب سے اب حد ہو چکی ہے بردباری کی
اجازت دیجئے بہر خدا میدان داری کی

## اجازت میداں اور حضرت کے تاثرات

اجازت عم پیغمبر نے اس انداز سے چاہی
کہ حیرت سے انہیں تکنے لگا زور یداللّٰہی
صدائے مرحبا وحبذا تھی برلب حیدرؓ
شہادت گاہ کی جانب چلا تھا عم پیغمبرؐ
جلالت دیدنی تھی مصطفےٰ کے عم عالی کی
جمال ہاشمی تھا آج اک صورت سوالی کی
سوالی کون ۔ اپنی جان دینے کا تمنائی
سوالی کون۔ ابوطالب کا ۔ عبداللہ کا بھائی

وہ حمزہؓ ناز تھا اہل عرب کو جس کی طاقت پر
فدا ہونے چلا تھا اب بھتیجے کی صداقت پر
رسولؐ پاک کے چہرے سے اک رقت نمایاں تھی
یہ وہ رحمت تھی جسکی کوئی غایت تھی نہ پایاں تھی
نگاہیں مضطرب ہلکا تبسم روئے زیبا پر
تصور مطمئن تھا ۔ مرضی عرش معلے پر
ہوا ارشاد اے عم خجستہ فام بسم اللہ
کدا حافظ ہے کیجے نصرت اسلام بسم اللہ یہ اقدام
شہادت بر سبیل حسن نیت ہے
محمدؐ اس پہ راضی ہے ۔ جو اللہ کی مشیت ہے
فراق عارضی سب کے لئے اک دن مقرر ہے
ملاقات اب لواء الحمد کے نیچے مقدر ہے
یہ فرما کر دکھائی انتہائی شان رحمانی
کہ بڑھ کر چوم لی سرکار نے حمزہؓ کی پیشانی
ونور نور حق سے چہرہ حمزہؓ چمک اٹھا
جلد کندن نے پائی۔ یہ زر خالص دمک اٹھا

## کفار پر حمزہؓ کا رعب

مسرت کا عجب عالم تھا اسلامی غضنفر پر
کہ لہراتا تھا ایک بال شترمرغ آپ کے سر پر
لڑائی میں یہ حمزہؓ کا نشان امتیازی تھا

کہ حمزہ بشیر دل تھا۔ نازش مردان غازی تھا
ابوسفیاںؔ نے دیکھی شکل حمزہؓ کی تو گھبرایا
ابو شیبہ کے اقدام و غاپر دل میں پچھتایا
پکارا اے ابو شیبہ سنبھل کر دو بدو ہونا
بڑی ترکیب سے اس جنگجو کے رو برو ہونا
یہ حمزہ ہے بہت مشکل ہے اس کے وار سے بچنا
بہت خونخوار ہے اس تیغ دامن دار سے بچنا
کہیں تیزی میں اس کے ہاتھ سے چرکا نہ کھا جانا
کسی صورت اِسے لڑتے ہوئے پیچھے لگا لانا
ابو شیبہ ہنسا مقصد سپہ سالار کا پاکر
سنبھالا اپنے بھالا سانپ کی مانند بل کھا کر
نظر ڈالی مگر حمزہؓ نے جس دم سامنے آکر
تو دل سینے کے اندر رہ گیا یک بار تھرا کر

## حمزہ اور ابوشیبہ

کہا تو شکوہ کرتا تھا علیؓ کی نوجوانی کا
تجھے مقتول طلحہ پر گماں تھا ناتوانی کا
مناسب تھا کوئی بوڑھا جواں کے سامنے آئے
تقابل تا کہ محروم توازن ہی نہ رہ جائے
بہادر بن کے استعمال کر زور جوانی کو
کہ حاجر ہے یہ مرد پیر تیری قدردانی کو

ابو شیبہ کو اس شائستہ گفتاری پہ حیرت تھی
یہی طرز شریفانہ تھی جو شایان غیرت تھی
جواب اس نے دیا اے حمزہؓ تو مردِ دلاور ہے
بہادر ہے جری ہے بحر جرأت کا شناور ہے
کیا ہے قتل تو نے بدر میں قرشی جوانوں کو
پچھاڑا ہے عرب کے اچھے اچھے پہلوانوں کو
ہماری قوم تیرے خون کی پیاسی ہے مدت سے!
گھروں میں کانپتے ہیں بال بچے تیری دہشت سے
بہت اچھا کیا تو خود ہی میداں میں نکل آیا
میرے ہاتھوں سمجھ لے آج پیغام اجل آیا
تری بدقسمتی نے تجھ کو میداں میں نکالا ہے
تجھے خوں ریزوں کا آج بدلا ملنے والا ہے
تو اپنی نرم باتوں سے مجھے بہلا نہیں سکتا
جواں ہویا کہ بوڑھا مجھ سے بچکر جا نہیں سکتا
کہا حمزہؓ نے خیر اب بند کردیا قیل وقال اپنی
میں تیرے سامنے موجود ہوں حسرت نکال اپنی
میں خود ہی دیکھ لونگا جو مرا اللہ دکھائے گا
یقیں رکھ۔ بھاگتا میداں سے تو مجھ کو نہ پائیگا
یہ میداں ہے یہاں مہلت نہیں باتیں بنانے کی
دکھا جو ہر کہ ساعت ہے یہی جو ہر دکھانے کی
تو زور آور ہے ۔ اپنے زور کا اظہار کر مجھ پر

قدم آگے بڑھا مردانگی سے وار کر مجھ پر
شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مرد مؤمن کو
کہ مؤمن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

تشریح:

لے ابو شیبہ عثمان قریش کے علمبردار نے حمزہؓ سے کہا۔ میں تم ہی کو ڈھونڈتا تھا۔ کیونکہ تو نے بدر میں قریش کے بچوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ کر دیا ہے۔ (تاریخ العمران)

## ابوشیبہ اور حمزہؓ کی جنگ

بڑھی اس گفتگو سے اب جو کافر کی غضب ناکی
کیا غافل سمجھکر وار نیزے کا یہ چالاکی
وہ غافل ان کو سمجھا تھا۔ مگر ہشیار تھے حمزہؓ
یہ گھاتیں جانتے تھے آزمودہ کار تھے حمزہؓ
وہیں قائم رہے۔ بس اِک ذرا سا جسم لہرایا
اِسی جُنبش میں یہ نیزہ بغل کے درمیاں آیا
بنان نیزہ بائیں ہاتھ سے تھامی۔ دیا جھٹکا
ابو شیبہ سے نیزہ چھین کر کچھ دُور دے پٹکا
کہا۔ بانکے جواں بیدل نہ ہو اوسان قائم رکھ
نکال اب میان سے تلوار اپنی شان قائم رکھ
بھڑک اٹھا یہ سن کر شعلے کی مانند ابوشیبہ
ہوا کچھ اور بھی اب چاق اور چو بند ابوشیبہ

اُدھر کافر کا پنجہ قبضہ شمشیر پر آیا
اِدھر دستِ مسلماں خامہ تقدیر پر آیا
اُدھر بھی تیغ لنگر دار باہر میان سے نکلی
اِدھر بھی ایک چھوٹی سے پری زندان سے نکلی
اُدھر گویا دہان غار سے اک اژدہا نکلا
اِدھر روشن ہوئی دنیا کہ موسیٰ کا عصا نکلا
پڑا اب سایہ شمیشیر دامندار حمزہؓ پر
ابو شیبہ نے قوت سے کیا اک وار حمزہؓ پر
اُٹھا کر تیغ حمزہؓ نے بھی گانٹھی تیغ دشمن سے
صدا سب نے سنی آہن کے ٹکرانے کی آہن سے
اچانک دست چابکدست نے ہلکی سی دی تھپکی
دو لشکر دیکھتے تھے دھوپ میں اک کوندنی لپکی
جھکایا ہاتھ کو پھرتی سے اک ٹھوکا دیا ہٹ کر
زمیں پر جاگرا تیغ ابو شیبہ کا پھل کٹ کر
شکست تیغ سے کافر کے منہ پر چھا گئی زردی
لگی راہ فرار اب ڈھونڈنے اِس کی جوانمردی
برابر کی لڑائی کا نہ پایا جب کوئی یارا
شکستہ تیغ کا قبضہ سرِ حمزہؓ پہ دے مارا
جناب حمزہؓ کا روئے مبارک اک طرف سرکا
اور اس کے ساتھ ہی نعرہ ہوا اللہ اکبر کا
زمیں و آسماں پر ایک ہیبت ہوگئی طاری

ادھر نوری بڑھا آگے۔ اُدھر ہٹنے لگا ناری

## ابو شیبہ کے امدادی

ابو شیبہ کے بچنے کا نہ دیکھا جب کوئی رستہ
پئے امداد ابوسفیاں نے بھیجا فوج کا دستہ
بڑھا اس کی مدد کو ایک بازوئے صف لشکر
ابو شیبہ ہٹا پچھلے قدم سوئے صف لشکر
اُدھر انبوہ بڑھتا آرہا تھا گھیرنے والا
اِدھر تنہا کھڑا تھا فوج کا منہ پھیرنے والا

## ابو شیبہ کا قتل

کیا حمزہؓ نے پھر اک نعرہ شیرانہ میداں میں
بڑھے آگے دکھائی ہمتِ مردانہ میداں میں
ابوشیبہ ابھی تک قُربِ لشکر میں نہ تھا پہنچا
کہ لے موت کا پیغام عزرائیل آپہنچا
کہا اے نوجواں اک پند پیرانہ تو لیتا جا!
جہنم کی طرف جاتا ہے ۔ پروانہ تو لیتا جا!
ابو شیبہ رُکا ۔ امداد ملنے کے بھروسے پر
جمائے پھر قدم اس نے نکالا ڈاب سے خنجر
پہنچ جائینگے اِمدادی بڑی اُمید تھی اس کو
مگر حمزہؓ کی تیغ تیز نے مہلت نہ دی اس کو
گری شمشیر پر تنویر ۔ ابو شیبہ کے مغفر پر

یہ مغفر کٹ گیا۔ اپنی مصیبت ٹالدی سر پر
پڑی سر پر۔تو سر نے بھی بتائی راہ گردن کی
اسے دیکھا تو گردن نے بھی کھڑی کی کھولدی تن کی
سر د گردن سے کیا لینا تھا اس تیغ ہلالی کو
کہ یہ تو آئی تھی۔ قلب وجگر کی دیکھا بھالی کو
بڑی خوبی سے اس نے سر کو توڑا حلق کو چیرا
کٹا سینہ ترشتا ہے چھری سے جس طرح کھیرا
یہ قطع راہ کر کے سینہ پرکینہ میں آئی
کلیجے پرنظر کی اور ناپی دل کی گہرائی
جو صورت چاہ میں چاہی وہ خاطر خواہ پیدا کی
گھری ظلمت کدے میں آپ اپنی راہ پیدا کی
زرہ بکتر کی ہر الجھن کو سلجھایا یا نکل آئی
نبریز ناف سیدھا راستہ پایا نکل آئی
دکھایا عدل اِس نے سامنے ہر دوست دشمن کے
صفائی سے برابر کے دو ٹکڑے کر دیئے تن کے

## حضرت حمزہؓ پر مقتول کے امدادیوں کا حملہ

اُٹھا تھا زعم یکتائی میں جو عقل وخر دھوکر
پڑا تھا خاک پر وہ منکر تو حید دھو کر
نہ ہونے پایا تھا بد بخت کا لاشہ ابھی ٹھنڈا
تڑپتے تھے اِدھر ٹکڑے اُدھر تھا سرنگوں جھنڈا

کہ یورش کرکے پہنچے دس سپاہی فوج دشمن کے
مقابل ہو گئے روباہ۔ مردِ شیر افگن کے
یہ قُرب فوج دشمن تھا ۔ اکیلے تھے یہاں حمزہؓ
غضنفر تھے مگر ان بکریوں کیدرمیاں حمزہؓ
دکھادی لشکروں کو شان فن جنگ حمزہؓ نے
کہ جس پر ہاتھ مارا کر دیا چورنگ حمزہؓ نے
وہ کھیلے جنگ کی بازی اکیلے اس جماعت میں
گرادیں سات نامردوں کی لاشیں ایک ساعت میں
جو باقی تھے اُنہیں بھی دھرلیا اب تیغ کے آگے
یہ عالم دیکھ کرتینوں کے تینوں چیخ کر بھاگے

## لشکر اسلام کو اذن جنگ مغلوبہ

غضب طاری ہوا اس واقعے سے فوج اعدا پر
تہیہ کر لیا حملے کا سب نے مرد تنہا پر
اِدھر جمعیت اسلام نے یہ ماجرا دیکھا
عرب کا چاند کالی بدلیوں میں پیرتا دیکھا
علمبردار کا مقتول ہونا او رگر جانا
جناب حمزہؓ کی تنہائی اور جوش فدا کاری
یہ سب کچھ ہورہا تھا فاصلے پر دُور وادی میں
مگر روشن تھا آئینے کی صورت چشم ہادیؐ میں
مسلمانوں کے سینے پھٹ رہے تھے ضبط کے مارے

مگر مجبور تھے پابند حکم ضبط تھے سارے
نبیؐ کے حکم کی اب منتظر فوج مسلماں تھی
نظر آیا کہ دست نور میں ایک تیغ براں تھی!

تشریح:

لے کفار مسلمانوں کی تیراندازی سے پیچھے ہٹ گئے تھے۔اور علمبردار بڑھ بڑھ کر لڑ رہے تھے۔عین اس وقت جب ابوشیبہ بن عثمان حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔کفار نے بڑھ کر غلبہ کیا۔اُس وقت آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور ایک تلوار جو حضور کے دست مبارک میں تھی دکھا کر فرمایا۔کون اس تلوار کا حق ادا کریگا۔(تاریخ العمران)

## رسالت کی تلوار لے

رسول اللہ نے یہ تیغ اٹھائی اور فرمایا
"مسلمانوں بڑھو آگے بڑھو وقت قتال آیا"
نبیؐ تلوار دینا چاہتا ہے اس دلاور کو
"رکھے ملحوظ جو میدان میں فرمان داور کو"
کوئی لے ہے۔تم میں جو تکمیل آمین وفا کردے؟
جو اس تلوار کو حق آج میداں میں ادا کردے

## جیّد صحابہ کو اس تلوار کی حسرت

یہ سن کر ہر مجاہد کو ہوئی شمشیر کی حسرت
ہویدا تھی نگاہوں سے جوان وپیر کی حسرت
اکابرؓ نے نبیؐ کے روئے پُر تنویر کو دیکھا

بڑے ارماں بڑی اُمید سے شمشیر کو دیکھا
تھا دریا موج زن ہر دل میں شوق بے نہایت کا
بنوں اے کاش میں ہی آج مورد اس عنایت کا!
یہ بیتابی ہوئی پیدا دل فاروقؓ اعظم میں!
کہ آئے سر جھکائے خدمت سالارِ عالمؐ میں
گذارش کی ۔ کہ یہ تلوار فدوی کو عنایت ہو
ہمیشہ بندہ احسان ہوں میں مجھ سے رعایت ہو
مگر سرکارؐ نے انکار کے الفاظ فرمائے
تو یہ حسرت لئے خدمت میں اکثر نامدار آئے۲؎
بصد اصرار اپنے شوق کا اظہار فرمایا
مگر اللہ کے محبوب نے انکار فرمایا ۳؎
اُحد میں آج کیا مد نظر تھا کوئی کیا جانے
خدا جانے خدا کا بھید۔ یا پھر مصطفٰے جانے
بھلا اب کس کی جرأت تھی کہ جرأت سے بڑھے آگے
سبھی حیراں تھے دیکھیں بخت کس خوش بخت کا جاگے!
نگاہیں ڈھونڈتی تھیں کون اس پردے میں پنہاں ہے
کہ جس کی دست بوسی کے لئے یہ تیغ عریاں ہے
ادھر تھی جام حسرت ہی سے محفل دم بخود ساری
لب ساقی پہ تھا دریائے تکرار صلا جاری
بندھی تھیں اہل جرأت کی اُمیدیں دست اشرف سے
یہ عالم تھا کہ نکلے بُو دجانہؓ آخری صف سے

## تشریح:

۱ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت زبیرؓ اور بہت سے صحابہ کبارؓ نے حضرت سے اس تلوار کی خواہش کی مگر آپ نے انکار فرمایا

۲ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔حضرت عمر فاروقؓ۔حضرت علی المرتضیٰؓ اور مختلف لوگوں نے اس تلوار کو مانگا۔مگر آپ نے کسی کو یہ تلوار نہ دی۔(خاتم المرسلین)

۳ آنحضرتؐ نے دست مبارک میں تلوار لے کر فرمایا۔کون اس حق ادا کرتا ہے۔اس سعادت کے لئے دفعتہً بہت سے ہاتھ بڑھے۔(سیرت النبیؐ)

## ابودؓجانہ کو عطائے شمشیر

کہا۔ سرکار اس تلوار کا حق جانتا ہوں میں
فقط حق ہی اسے مطلوب ہے پہچانتا ہوں میں
مین اس کا حق ادا کردونگا دین و جان وایماں سے
کہ داغ خون ناحق لے کے آؤ نگا نہ میداں سے
مقدر ڈھونڈتا تھا اس ادائے والہانہ کو
عطا کردی گئی یہ تیغ براں بودؓ جانہ کو۱

## ابودؓجانہ کی رفتار ناز

چڑھا نشہ خوشی کا بودؓ جانہ جوش میں جھومے
جھکے تلوارے لی ۔ اور دست مصطفےٰ چومے
لپیٹا سرخ کپڑا گرد سراس مرد اکملؓ نے
اکڑ کر پہلوانوں کی طرح بڑھ کر لگے چلنے۲
تبسم زیر لب فرما کے ہادیؐ نے یہ فرمایا

کہ ہاں آگے بڑھو آگے بڑھو وقت جہاد آیا
اگرچہ ناپسندیدہ ہے ایسی کبک رفتاری
مگر ایسے مواقع پر یہی رفتار ہے پیاری!
اِشارہ کرکے میداں کی طرف دست پیمبرؐ نے
کہا دیکھو بڑھایا ہے قدم باطل کے لشکر نے
بڑھو تم بھی خدا کا نام لے کرائے مسلمانو!
خدا و خلق کی خاطر ادائے فرض کی ٹھانو!
فقط توحید کی خدمت کا دم بھرتے ہوئے نکلو
سرِ میداں رضائے حق طلب کرتے ہوئے نکلو

## تیراندازوں کو آخری تاکید

مگر ٹھہری رہے پشتے پہ تیر انداز جمعیت
نہیں لازم اسے ہرگز عدول حکم کے نیت سے
مجھے اندیشہ ہے ان تیرا اندازوں کے دستے سے
مناسب ہے تمہیں قول پیمبرؐ دل نشیں رہنا
جہاں ٹھہرا دیا ہے تم کو۔ تم قائم وہیں رہنا
اگر نکلے سواران قریشی کوئی دستہ
تو لازم ہے۔ کہ تیر انداز روکیں پُشت کا رستہ
ہماری فوج فاتح یا شکست انجام ہو۔ کچھ ہو
گرفتاری کا منظر ہو۔ کہ قتل عام ہو۔ کچھ ہو
تمہیں ہر حال میں قائم یہاں رہنا مناسب ہے

سمجھ لو نیت و اعمال کا اللہ محاسب ہے
بناتا ہوں تجھی کو شاید اے پروردگار ان پر
حق تبلیغ پورا ہو چکا ہے بار بار ان پر

تشریح:

لے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ چال خدا کو سخت ناپسند ہے۔لیکن اس وقت پسند ہے۔(سیرت النبی)

لے جب عام حملے کے لئے جمعیت اسلام کو حضرت نے حکم فرمایا۔تو پھر ایک مرتبہ تیراندازوں کے قریب آ کر فرمایا ہرگز ٹیلا نہ چھوڑنا۔اور فرمایا۔کہ خدا کو تم پر شاید کرتا ہوں (رشاد الحکمۃ)

## اُحد میں پہلی جنگ مغلوبہ

یہ فرما کر بڑھایا فوج کو محبوب دا اور نے
کیا اقدام میداں ہر مجاہد ہر دلاور نے
وہاں حمزہؓ پر نرغہ ہو گیا تھا فوج اعدا کا
تھپیڑا سہہ رہا شیر حق ہر موج دریا کا
اُٹھا اک نعرہ تکبیر میدان شہادت میں
بڑھی فوج مسلماں اپنے ہادیؐ کی قیادت میں
اُدھر سے جھوم کر برسے قریشی فوج کے بادل
اُحد کی سرزمیں پر چھا گیا تھا ایک ٹڈی دل
کمال شان ایماں دیدنی تھی اس نظارے میں
کہ حمزہؓ غوطہ زن تھے عیناس قلزم کے دھارے میں

جدھر اٹھتا تھا پائے حمزہؓ دشمن ہٹتے جاتے تھے
اُبھرتا تھا جہاں خورشید بادل چھٹتے جاتے تھے

## علمبرداران قریش کی جرأتیں

قریشی عورتیں بھی دف بجاتی اور رجز گاتی
پڑی پھرتی تھیں شعلے جنگ کے میداں میں بھڑکاتی
قریب اک دوسری کی آخر کار آ گئیں فوجیں
تلاطم ہو گیا برپا بہم ٹکرا گئیں موجیں
گتھا اک اک مسلماں سات سات اعدائے ملت سے
لیا پھر اک سبق میدان میں کثرت نے قلت سے!
کھنچیں تیغیں اُٹھے خنجر۔ چلے نیزے تنیں ڈھالیں
کٹے مغفر پھٹے سینے۔ چھٹے بازو۔ نُچیں کھالیں
اِدھر بندے تھے رحماں کے ادھر پیرو تھے شیطاں کے
بہم دست و گریباں تھے مظاہر کفر و ایماں کے
اٹھایا تھا علم کفّار کا طلحہ کے بیٹے نے
ابھارا جنگ کے فتنے کو اس قسمت کے ہیٹے نے
مثال شعلہ جوالہ ہر جانب لپکتا تھا
زرہ بکتر سجے تھے۔ خود بھی سر پر چمکتا تھا
پڑی جونہی نگاہ حضرت سعدؓ۔ وقاصؓ اس پر
کیا اک تیر چلّے سے رہا بالا ختصاص اس پر!
کسی پر حملہ کرنے کو بڑھایا تھا قدم اس نے

مگر اس تیر سے گوشہ نہ پایا جز عدم اس نے
در آیا حلق میں تیرا اور زباں باہر نکل آئی
گرا ہاتھوں سے جھنڈا ساتھ ہی اس کی اجل آئی
یہ بسمل خاک پر تڑپا۔ تڑپ کر ہو گیا ٹھنڈا
مسافع ابن طلحہ نے اٹھایا اب یہی جھنڈا
نشانہ اس کو نیزے کا بنائے اابن افلحؓ نے
مگر مردان عبدالدار تھے غصّے میں دیوانے
علم کے گرد تھے جیسے ہوں گرد شمع پروانے
علمبرار کالاشہ ابھی گرنے نہ پاتا تھا
جھپٹ کر ہر کوئی اُسکی جگہ لینے کو آتا تھا
کلاب اک فرد کامل نے اٹھایا کفر کا جھنڈا
زبیر ابن عوامؓ اس پر گرے اور کر دیا ٹھنڈا
شریح سے قارظہ تھا فن قرشہی میں بڑا کامل
نہایت تمکنت سے اس لواء کا وہ ہوا حامل
جناب حیدرؓ کرّار کے ہاتھوں گیا مارا
پڑی وہ ضرب کاری کھل گیا کافر کا بھنڈارا
بغل کے راستے سے قلب تک یہ تیغ در آئی
تو دونوں لشکروں کو اک عجب صورت نظر آئی
علم سے باطنی رشتہ علم بردار کا ٹوٹا
گرے پہلو بہ پہلو ساتھ ظاہر کا نہیں چھوٹا

## تشریح:

۱؎ اب طلحہ کے بیٹے عثمان نے علم قریش اٹھایا۔حضرت سعدؓ وقاص نے ایک ایسا تیر مارا۔کہ زبان باہر نکل آئی۔ (رشادالحکمۃ)

۲؎ اب مسافع ابن طلحہ نے یہ جھنڈا اٹھایا۔اس کو ابن افلح نے قتل کیا۔(تاریخ العمران)

۳؎ کلاب ابن طلحہ نے یہ جھنڈا اٹھایا۔تو زبیر ابن عوامؓ نے نیزہ سے اس کو ہلاک کیا۔(تاریخ العمران)

۴؎ شریح قارظہ جو قریش میں بڑے مرتبے کا پہلوان تھا۔علم لے کر بڑھا۔اس کو حضرت علیؓ نے ایک ہی وار میں ختم کر دیا۔(تاریخ العمران)

## علم باطل سرنگوں

یہ جھنڈا جس کا مقصد تھا جہاں میں کشت وخوں کرنا
فریضہ تھا مسلمانوں کا اس کو سرنگوں کرنا
اٹھا لیتے تھے عبدالدار والے یہ علم بڑھکر
مگر غازی بھی کر دیتے تھے سران کا قلم بڑھکر
کبھی حمزہؓ نے سردارنِ عبدالدار کو مارا
کبھی شمشیر حیدرؓ نے علم بردار کو مارا۱؎
نصیبہ قوم قرشی کا کبھی ابھرا کبھی ڈوبا
یہی معلوم ہوتا تھا ۔ ابھی ڈوبا۔ ابھی ڈوبا
تباہی دیکھ رکاس رنگ سے اپنے گھرانے کی
رہی جرأت کسی میں بھی نہ جھنڈا اٹھانے کی

کیا جانے لگا اتلاف جاں سے اجتناب آخر
یہ دیکھا تو بڑھ ان کا غلام ناصواب[2] آخر
اگرچہ آل عبدالدار کا یہ زرخریدہ تھا
مگر مشہور تلوریا تھا۔ حرب و ضرب دیدہ تھا
اُٹھایا جنگ کا جھنڈا پکارا فوج کو اُس نے
بتوں کا نام لے لیکر اُبھارا فوج کو اس نے
جنونِ مرگ بے ہنگام جب دیکھا سوار اس پر
ہوا سایہ فگن دامان برقِ ذوالفقار اس پر[1]
پڑا تھا اب یہ خود بھی اور علم بھی فرش کے اُوپر
علم اسلام کا اڑتا تھا۔ اَوج عرش کے اوپر

## تشریح:

[1] کفار کے علم بردار لڑلڑ کر قتل ہوتے جاتے تھے۔ تاہم علم نہ گرنے پاتا تھا۔ (سیرت النبی)

[2] صواب غلام نبی عبدالدار تھا۔ اُحد میں غلامان قریش میں سے اسی نے قتال کیا۔ (تاریخ العمران)

## علمبردار[ؓ] اسلام

یہ سرافراز تھا حامل تھے مصعبؓ بن عمیرؓ اس کے
علیؓ تھے راست پرا دردستِ چپ پر تھے زبیرؓ اسکے
یہ جھنڈا بڑھ رہا تھا ہر طرف ارشاد ہادیؐ پر
نمایاں تھا برابر بلند و پست وادی پر

علم کے سائے میں اس طرح وقف جنگ تھے مصعبؓ
کہ دامان بہار زخم سے گلرنگ تھے مصعبؓ
قریشی فوج کا ہر فرد اس جھنڈے کے درپے تھا
جھپٹتے تھے کمال تندہی سے زاغ وبوم اس پر
مگر مصعبؓ کے بازو اس طرح ان کو ہٹاتے تھے
کہ رکھوالے تھے گویا کھیت سے طائر اُڑاتے تھے
جدھر کرتے تھے حملہ بھیڑ چھٹ جاتی تھی آگے سے
تہ شمشیر صف کی صف الٹ جاتی تھی آگے سے

تشریح:

ا صواب۔غلام نبی عبداللہ ار نے قریش کا علم اٹھایا۔اور حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ (رشادالحکمۃ)

## حضرت ابُو دجانہؓ اور حق شمشیر رسالت

صحابہؓ ا دیکھتے تھے جاں نثاری بودجانہؓ کی
کہی تھی بیٹھی ہوئی اک دھاک اس مردیگانہ کی
رسول اللہؐ کی بخشی ہوئی شمشیر چلتی تھی
تو گویا آسیائے گردش تقدیر چلتی تھی
وہ سب افسر جو بنیاد فساد جلاہلا نہ تھے
وہی جنگ اُحد میں زیر تیغ بُو دجانہؓ تھے سر مقتل تلاش
ان کو تھی ایسے بد نہادوں کی
کہ جن کی ذات دُنیا میں چنگاری تھی فسادونکی

جو پیچھے رہ کے قریشی فوج کو آگے بڑھاتے تھے
وہ فتنے آج اس تلوار کے سائے میں آتے تھے چھپے
تھے اس شکاری کے شکارا بنوہ کے اندر
درآئے بود جانہؓ بار بارا نبوہ کے اندر[2]
وہ اصلی سرغنوں کو دور ہی سے تکا لیتے تھے
انہی کو زیر تیغ صاحب لولاکؐ لیتے تھے
عطائے خاص کو پورا ادب ملحوظ رکھا تھا
کہ حق تلوار کا ہرحال میں محفوظ رکھا تھا
درآتے تھے وہ تیروں اور شمشیروں میں درّانہ
وہ تنہا جنگ کرتے تھے نہنگانہ ۔ پلنگانہ

تشریح:

[1] آنحضرتؐ نے جب تلوار ابو دجانہؓ کو تفویض فرمائی تو اُن صحابہؓ کبار میں سے بعض جن کو حضورؐ نے تلوار دینے سے انکار فرمایا تھا۔ تخص میں رہے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ ابو دجانہؓ کا قتال غزوہ اُحد میں واقعی اس شان کا تھا۔ کہ اس سے بہتر خیال میں نہیں آسکتا۔ رشاد الحکمۃ )

[2] ابو دجانہؓ فوجوں کو چیرتے لاشوں پر لاشہ گراتے چلے جاتے تھے۔ (سیرت النبیؐ)

## ہند کی سرگرمیاں

قریشی عورتیں ان کافروں کا دل بڑھاتی تھیں
کبھی آگے کبھی پیچھے صفوں کے دف بجاتی تھیں[1]

نظر آیا جواب میداں میں کُٹتا ہوا قیمہ
ابوسفیاںؔ کی زوجہ ہندؔ پھرتی تھی سرا سیمہ۲
نظر آنے لگا تھا رنگ کچھ بیرنگ میداں میں
تو اس عورت پہنا تھا لباس جنگ میدان میں
کھڑی تھی مرد بن کر پشت پر یہ اپنے لشکر کے
بھگوڑے قریشوں کو گالیاں دیتی تھی جی بھر کے
نظر آتا تھا جس دم بھاگتا کوئی جواں اس کو
تو بڑھ کر پیش کر دیتی تھی اپنی چوڑیاں اس کو
زبان طعن سے سینے میں خنجر بھونک دیتی تھی
دلا کر شرم اس کو آگ میں پھر جھونک دیتی تھی

تشریح:

۱ زنان قریش ہند زوجہ ابوسفیان کی معیت میں تھیں ۔اور دف بجاتی کبھی صفوں کے آگے کبھی پیچھے ہو جاتی تھیں ۔(رشادالحکمۃ )

۲ ہند قریش کو بھاگتے دیکھ کر گبھرائی ہوئی کبھی اِدھر ۔کبھی اُدھر دوڑاتی تھی ۔ (رشادالحکمۃ )

## ابوُ دُجانہ ہند کو قتل کرنیکا قصد کرتے ہیں

پڑی کچھ فاصلے سے بوُدُجانہ کی نظر اس پر
وہ سمجھے فوج دشمن کا کوئی بڑا فسر
جو پیچھے فوج کے تاریں لڑائی کی ہلاتا ہو
بجھی چنگاریوں کو اپنی پھونکوں سے جگاتا ہو

وہ لشکر کو ہٹاتے مارتے اُس کی طرف نکلے
بزوردست وباز و توڑ کر ہر ایک صف نکلے
قریب ہند پہنچتے تیغ کھینچی اور للکارا
کہ آمیرے مقابل اوفسادی اور فریب آرا
کہاں چھپ کر کھڑا ہے دیکھ عزرائیل آپہنچا
یہ تیرے ذبح کو فرزند اسماعیل آپہنچا
یہ سُن کر ہند کے ہوش اُڑ گئے۔لرزہ ہوا طاری
قضا کو سامنے دیکھ۔تو بھولی ہیکڑی ساری
پکاری میں تو عورت ہوں مجھے مارو نہ اے بھائی
یہاں چپکی کھڑی ہوں میں تو لڑنے کو نہیں آئی
یہ کہ کر کانپتے ہاتھوں سے اپنی زلف سرکائی
حنائی ہاتھ کی سُرخی بھی ہاتھوں ہاتھ دکھلائی
جناب بودجانہؓ پر کھلا اب آنکھ کا دھوکا
کیا ہی چاہتے تھے وار لیکن ہاتھ کو روکا

## تشریح:

1 ابودُجانہ نے کہا۔وہ لوگوں کو گالیاں دیتی۔کوستی اور شرم دلاتی تھی۔تب میں نے اس پر تلوار اٹھائی۔اور میں اسے مرد جانتا تھا۔(رشادالحکمۃ)

## توقیر شمشیر رسولؐ

کہا معلوم ہے گو مجھ کو تیری فتنہ انگیزی
تری آنکھوں سے ظاہر ہو رہی ہے خوئے خونریزی

طرح بہر شفیع دو جہاںؐ دیتا ہوں میں تجھ کو
تو کوئی بھی ہو اور عورت۔ اماں دیتا ہوں میں تجھ کو
یہ شمشیر رسالتؐ ہے ستودہ اور محمودہ
کرو نگا میں نہ عورت کے لہو سے اس کو آلودہ ا
تلاش گردن مردان پختہ کار ہے اس کو
ضعیفوں۔ عورتوں بچوں پہ اُٹھنا عار ہے اسکو
عیاں فرما کے جو ہر اہل اماں کے بسالت کا
جھکے اور قبضہ چوما جھوم کر تیغ رسالتؐ کا
پلٹ کر ہو گئے جنگاہ میں پھر معرکہ آرا
جہاں اُنڈی ہوئی تھی آب تیغ تیز کی دھارا

تشریح:

ا ابودجانہؓ فوجوں کو چیرتے لاشوں پر لاشے گراتے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہند سامنے آگئی۔ اس کے سر پر تلوار رکھ کر اٹھالی۔ کہ رسولؐ اللہ کی تلوار اس قابل نہیں۔ کہ عورت پر آزمائی جائے۔ (سیرت النبی)

## مسلماں متحد ہو کر جنگ کرتے ہیں

اگرچہ چھ گنا زاید تھے مشرک اہل ایماں سے
مگر منہ موڑ کر بھاگے چلے جاتے تھے میداں سے
صحابہؓ جنگ میں اک دوسرے کے تھے معاون بھی
برائے فوج کثرت وحدت ملت کے ضامن بھی
رفیقوں کی حفاظت تھی انہیں ملحوظ دشمن سے

اسی باعث تھا ابتک ہر کوئی محفوظ دشمن سے
خراش جسم مسلم سے بھی ہوتا تھا ملال ان کو
تھا اپنی جان سے بڑھکر اخوت کا خیال ان کو
نظر اک دوسرے کے حال پر رکھتا تھا ہر کوئی
مدد کرتا تھا جب مشکل میں آتا تھا نظر کوئی
یہی تھا ربط باہم ان کو استحکام کا باعث
یہی تھا اس جہاں میں غلبہ اسلام کاباعث
اخوت نے کئے تھے اس طرح دل متحدان کے
کہ میداں میں زمین وآسماں بھی تھے مدان کے

تشریح:

لے ابودجانہ فوجوں کو چیرتے لاشوں پر لاشے گراتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہندسامنے آگئی۔اس کے سر پر تلوار رکھکر اٹھالی۔ کہ رسول اللہ کی تلوار اس قابل نہیں۔ کہ عورت پر آزمائی جائے۔(سیرت النبیؐ)

## مشرکین کے قدم اُکھڑ گئے

صحابہؓ گرے تھے لشکر کفار کے اوپر
کہ بھاری ہو رہا تھا اک مجاہد چار کے اوپر
شکستہ دل تھے خنجر حوصلے ٹوٹے تھے بھالوں کے
تھے منہ فق چار آئینوں کے سینے شق تھے ڈھالوں کے
چبھیں نتھنوں میں ایناں تیغ پاہو کر پھرے گھوڑے
سواروں کو گرایاں۔ سر کے بل جسدم گرے گھوڑے

قریشی پیدیوں کے اسلحہ بھی تھے بہت بھاری
زرہ پوشی نہ تھی اور بھی وجزگر انباری
قدم اکھڑے تو کام آئیں نہ لنگر دار شمشیریں
کہ تھیں ان مجرموں کے ہاتھ میں پیروں کی زنجیریں
سروں کے خود آنکھوں پر جھکے رُخ سے جھلم سر کے
گرے یوں سنگدل کھا کھا کے چر کے اور مر مر کے
مجاہد بڑھ کر تیغیں مارتے جاتے تھے میداں میں
قریشی سورما جی ہارتے جاتے تھے میداں میں

تشریح:

۱؎ علم برداروں کے قتل اور حضرت علیؓ اور ابو جانہؓ کے بے پناہ حملوں سے فوج قریش کے پاؤں اُکھڑ گئے۔(سیرت النبی)

## خالد کی بے بسی ۱؎

مدد پر ان کی خالد کار سالہ بار بار آیا
کبھی سوئے میں جھپٹا۔ کبھی سوئے یسار آیا
قریشی فوج کی حالت سے خالد کو اذیت تھی
اچانک پُشت پر یلغار کر دینے کی نیت تھی
مگر ہر مرتبہ منہ دیکھتا تھا نامرادی کے
کہ پشتے پر تھے پشتیبان تیرانداز ہادیؐ کے
بگولے کی طرح ہر بار چکر کھا کے آتا تھا
مگر تیروں کی بارش دیکھتا تھا لوٹ جاتا تھا

رسالہ عکرمہ کا دے رہا تھا ساتھ خالد کا[1]
کہ لینا تھا اسے بھی آج بدلہ اپنے والد کا
نصیب ان کو ہوئی تھی نامرادی اور ناکامی
کہ پشتے پر جمے تھے تیرا اندازنِ اسلامی
مقام سخت گھاٹی تنگ تھی اور فرش پتھریلا
رسالوں اور لڑنے والوں میں حائل تھا یہ ٹیلا
یہی تھا مرکزی نقطہ نگاہِ پاک ہادیؐ میں
مقام امتحاں تھا احد کی تنگ وادی میں
اسی باعث ہوئی تھیں تیرا اندازوں کو تاکیدیں
کہ پُشتے پر جمے رہنے سے وابستہ تھیں اُمیدیں
رسول اللہ کو معلوم تھا کفار کی نیت
اسی باعث یہاں رکھی تھی تیرانداز جمعیت
سواروں نے تو رہواروں پہ توڑے قمچیاں کوڑے
مگر ہر مرتبہ سو فار کھا کھا کر گرے گھوڑے
یہ گھوڑے خوف سے ٹیلے کی جانب رخ نہ کرتے تھے
قدم آگے بڑھانے میں لرزتے اور ڈرتے تھے
جب آیا اس طرف گھاٹی کے اندر گھر لیا گیا خالد
نہ پایا راستہ مایوس ہو کر پھر گیا خالد[2]

## تشریح:

[1] عکرمہ کا رسالہ خالد کیساتھ شامل ہو گیا تھا۔ (رشاد الحکمۃ)

[2] خالد اور عکرمہ اپنے سواروں کو ساتھ لے کر بار بار مقام سفح سے نکلنا اور

مسلمانوں پر آپڑنا چاہتے تھے۔ مگر ٹیلے کے تیر انداز اُن کو کسی طرف بڑھنے نہ دیتے تھے۔ (تاریخ العمران)

## اقلّیت ظفر مند تھی

ادھر جمیعت اسلام تھی مصروف جانبازی
بسان حوصلہ بڑھتے چلے جاتے تھے اب غازی
ہنکاتے مارتے زور آوروں کے وار رو کرتے
ضعیفوں اور اپنے زخمیوں کی بھی مدد کرتے
قدم دھرتی پہ مضبوطی سے دھرتے بڑھتے جاتے تھے
قریشی فوج کا ستھراؤ کرتے بڑھتے جاتے تھے

## نبیؐ نگران کار تھا

وجود پاک ہی روح جہاد اہل ایماں تھا
صحابہؓ اس کی کرنیں تھیں وہ خورشید درخشاں تھا
نہ جانے کھولنا منظور تھیں وہ کون سے گرہیں
کہ سر پر خود تھا۔ زیب بدن تھیں آج دو زرہیں
کمان و تیرو ترکش۔ نیزہ و شمشیر حیراں تھے
مہم غیر معمولی کے یہ سب سازو ساماں تھے
مگر اسؐ نے کسی کو زخم پہنچایا نہ تھا اب تک
کسی کی ذات پر خود حملہ فرمایا نہ تھا اب تک
حفاظت ہی اُسے مطلوب تھی مظلوم ملّتِ کی
بٹھادی دھاک اُسؐ نے لشکر کثرت پہ قلّت کی

وہ شایدؔ تھا بروئے کار زا اپنی جماعت کا
کہ ذمہ دار تھا ایمان والوں کی شفاعت کا
لباس جنگ کی لیکن بالآخر کیا ضرورت تھی
بظاہر تو یہاں پر فتحمندی ہی کی صورت تھی

## مسلمانوں کی فتح

بظاہر لشکر اسلام منصورو مظفرلے تھا
قریشی فوج ہر سو منتشر تھی حال ابتر تھا
قدم اکھڑے ہوئے جمتے نہ تھے جم ہی نہ سکتے تھے
سپاہی بھاگ کر تھمتے نہ تھے۔ تھم ہی نہ سکتے تھے
گرہو حق نے پستی پر گرایا اوج باطل کو
کہ اک ریلے میں برہم کر دکھایا فوج باطل کو
قریش اب ہٹتے ہٹتے تا بہ خیمہ گاہ جا پہنچے
یہاں بھی غازیان فی سبیل اللہ آ پہنچے
یہاں بھی آپڑے غازی یہاں سے بھی قدم اکھڑے
کہ مشکل ہی سے جمتے ہیں قدم جو وقت دم اکھڑے

## تشریح:

لے صحابہؓ کا قول ہے کہ حق تعالی نے اپنے نبیؐ کو کسی جگہ ایسا فیروزہ مند نہیں کیا جیسی ظفرمندی اُحد میں نظر آئی شکست ۔تیر اندازوں کی نافرمانی کے سبب ہوئی ۔ کہ وہ غنیمت میں شمولیت کے لئے ٹیلا خالی چھوڑ آئے ۔

# اکابر صحابہ دشمنوں کے تعاقب میں

مسلمانوں میں جتنے سابق الایماں دلاور تھے
وہ اس اُترے ہوئے سیلاب میں اب بھی شناور تھے
تعاقب کر رہے تھے اب وہ باطل کے گروہوں کا
کہ دل مالِ غنیمت میں نہیں تھا حق پژوہوں کا
یہی تھے عقب میں ہر بھاگنے والی جماعت کے
یہ بندے تھے توکل کے یہ پتلے تھے قناعت کے

تشریح:

۱۔ مشرکین ہٹتے ہٹتے اپنے خیمہ گاہوں تک آ گئے۔ مگر اصحاب رسولؐ نے ان کو یہاں سے بھی بھگا دیا۔ (تاریخ العمران)

۲۔ اکابر مہاجرین اور انصار بھاگنے والے مشرکین کے پیچھے پیچھے تھے۔ جیسے ریوڑ کے پیچھے چرواہے۔ (تاریخ العمران)

## باب ہفتم

# فتنہ مال غنیمت شکست اُحد کی تمہید

## تازہ ایمان مسلمین مال غنیمت کی دُھن میں

مگر وہ تازہ ایمان جو ابھی ناآزمودہ تھے
وہ ہمت کے تو پکے تھے۔ مگر غفلت رُبودہ تھے
قریب منزل مقصود آکر راہ حق بھولے
پڑھایا تھا جو ہادیؐ نے۔ اچانک وہ سبق بھولے
نظارہ دیکھ کر میداں میں دشمن کی ہزیمت کا
دلوں میں شوق پیدا ہوگیا مال غنیمت کا
قریشی خیمہ گاہوں کو لگے زیروزبر کرنے
قدم رو کے تعاقب سے۔ چلے ہمیانیاں بھرنے
فرائض سے ہوئے غافل حصول مال پر ٹوٹے
غنیمت دیکھ کر تیغوں کے قبضے ہاتھ سے چھوٹے
ردائیں خواب غفلت کی نگاہِ ہوش پر ڈالیں
زمیں پر گاڑ کر نیزے کمانیں دوش پر ڈالیں
مقرر تھے غلام اس خیمہ گہ کی پاسبانی کو
وہ بھاگے دیکھتے ہی اس قضائے ناگہانی کو
لہٰذا لوٹنے کے واسطے میدان خالی تھا
یہ سمجھے لوٹنا بھی جنگ کا مقصود عالی تھا
گھسے خیموں کے اندر سازو ساماں جمع کرنے کو

بڑھائے ہاتھ ہر جانب دہان طمع بھرنے کو
غرض اسلام کا لشکر تھا۔ اس غفلت میں آسودہ
نہیں تھا یا دان کو اس گھڑی قرآں کا فرمودہ ؎۲

۱ سب سے پہلے جنہوں نے غنیمت پر ہاتھ دراز کیا۔تازہ ایمان اور اے لوگ تھے۔ل جو پہلے کسی اسلامی جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے۔(رشاد الحکمۃ۔تاریخ)

۱ قریش نے مال و متاع پر اپنے غلاموں کو متعین کیا تھا۔جنہوں نے اسباب متفرق کو یک جر کرکے پوستینیں ڈال دی تھیں۔لیکن جب فتحمند مجاہد آپڑے۔تو غلام بھاگ گئے۔(تاریخ العمران)

۲ یُرِیۡدُوۡنَ عَرَضَ الدُّنۡیَا ف

تم دانا کی دولت چاہتے ہو۔اور خدا آخرۃ چاہتا ہے۔خدا دانا وتوانا ہے۔

## ٹیلے کے تیرانداز۔اور حصول غنیمت کا شوق

اِدھر ٹیلے کے تیرا انداز بھی تھے محوِ نظارہ
کہ پسپا ہوکے لشکر دشمنوں کا بھاگ اُٹھا سارا
نظر آئی گریزاں جب نمود ونام کی دنیا
وہ یہ سمجھ کہ فاتح ہوگئی اسلام کی دنے ا
نظر آئے مسلمانوں محو جب فکر غنیمت میں
تو دلچسپی ہوئی اُن کو بھی اب ذکر غنیمت میں
اُٹھی اِک موج بیتابی قلوب اہل صولت میں
کہ ہم بھی چل کے شامل ہوں حصول مال و دولت میں!

# حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی تنبیہہ

ہوئے مانع مگر اس راہ سے ابن جبیرؓ ان کو
سنایا بڑھ کے فرمان امام اہل خیرؐ ان کو
کہا تم سب کو اس ٹیلے سے ہٹنے کی مناہی ہے
یہیں ٹھہرو کہ یہ تاکید محبوبؐ الٰہی ہے
شرف تم کو ملا ہے آج پشتیبان بننے کا
کرو ہرگز نہ تم اقدام نافرمان بننے کا
پیمبرؐ نے بڑھایا ہے تمہاری قدر و قیمت کو
نہ سمجھ حکم ہادیؐ سے فزوں مال غنیمت کو
تمہیں ہر حال میں قائم یہیں رہنے کی تلقین ہے
یہ ارشاد پیمبرؐ ہے ۔ یہ حکم ہادیؐ دیںؐ ہے

تشریح:

۱ جب مشرک شکست پا کر بھاگے ۔اور مسلمین نے پیچھا کیا ۔اور بہت سے مسلمین ان کے لشکر گاہ کی لوٹ پر مستعد ہوئے اس وقت تیراندازوں میں سے جو مصاف پر مامور باستقامت تھے بعض نے بعض سے کہا ۔اب یہاں کھڑے ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہر آئینہ حق تعالیٰ نے تمہارے دشمنوں کو ہزیمت دی ۔اور تمہارے بھائی ان کے لشکر کو لوٹ رہے ہیں ۔اس لئے آؤ ہم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ مال غنیمت حاصل کریں ۔(رشاد الحکمۃ)

## تاویل احکام نبوّت

یہ سنکر تیرا اندازوں نے باہم تفرقہ ڈالا
لگے سب کرنے تاویل کلام حضرت والا
کہا یہ ہو نہیں سکتا کبھی منشائے پیغمبر ہے۔
یہ ارشاد پیمبرؐ ہے۔یہ حکم ہادی دیں ہے
خدا نے خائب و خاصر کیا باطل کیفوجوں کو
خس و خاشاک نے پلٹا دیا طوفاں کی موجوں کو
ہوئی فضل خدا سے ہم کو حاصل فتح فیروزی
کریں مال غنیمت سے نہ کیوں اب بہرہ اندوزی
ہمارے بھائی دامن بھر رہے ہیں فضل باری سے
ہمیں محروم رہ جائیں بھلا اس بختیاری سے
غنیمت بعد جنگ احسان ہے فیضان نعمت ہے
رہیں ہم بینیاز اس سے تو یہ کفران نعمت ہے ۔

تشریح:

لے تیراندازوں نے آنخضرتؐ کے ارشاد کی تاویل کی ۔اور کہا۔آنخضرتؐ کا منشائے مبارک یہ نہیں ہوسکتا۔جوتم سمجھتے ہو۔(رشاد الحکمۃ)

## تیرانداز ٹیلا چھوڑ کر غنیمت حاصل کرنیوالوں میں

غرض ایسی ہی باتیں کہہ کے تیرانداز چل نکلے
بلندی سے سوئے پستی یہ سب شہباز چل نکلے
رہے ابن جبر آمادہ ہر سعی امکانی

مگر ان کی نصیحت اکثریت نے نہیں مانی
گرے یک لخت جب مال کے پردے نگاہوں پر
کہ بیخود ہو کے جا پہنچے قریشی خیمہ گاہوں پر
کمان و تیرو ترکش اپنی پشت پر ڈالے
حصول مال دنیا کی طرف لپکے خداوالے

## ٹیلے پر حضرت ابن جبیرؓ اور سات تیر انداز

غنیمت کی طلب میں ہو کے نافرمان چل نکلے
کیا پشتے کو خالی اور پشتیبان چل نکلے
ہوئی کمزوری ملت نگاہ ودل کی ناچاقی
فقط اب جبیرؓ اورچند ساتی رہ گئے باقی!
یہ چند افراد ٹیلے پر بدستور اب بھی قائم تھے
شہادت کی طلب تھی زخم ہی ان کے غنائم تھے

## خالد نے ٹیلے کو خالی دیکھا!

ادھر خالد کہ تھا مغلوب تیرا نداز دستے سے
بہت مایوس تھا۔ ہٹ کر کھڑا تھا عام رستے سے
نظر آئی تھی اپنی فوج کو پوری شکست اس کو
تھا اب مقصود اپنے بھاگنے کو بندوبست اس کو
بڑی حسرت سے پھر ٹیلے کی جانب اک نظر ڈالی
تو کیا دیکھا کہ پشت پشتے بانوں سے ہوا خالی
فقط سات آٹھ گنتی کے مجاہد تھے بلندی پر

جو قادر ہو نہیں سکتے تھے اسک راہ بندی پر
مسلمانوں کی غفلت تھی ۔ کہ امراِ اتفاقی تھا
ہوا ثابت کہ حملے کا بھی اِمکان باقی تھا
گنوائی ایک ساعت بھی نہ اب بیکار خالد نے
مسلمانوں پہ کردی پُشت سے یلغار خالدؔ نے

تشریح:

لے تیراندازوں کی اکثریت نے حضرت عبداللہ بن جبیر کی نصیحت نہ مانی ۔اور ٹیلا چھوڑ کر لوٹ میں شامل ہو گئے ۔(رشاد الحکمۃ)

ئے وہ اپنی کمائیں اور تیر بغلوں میں ڈالے تھے ۔اور تاراج مال میں بے خوف وخطر مشغول تھے ۔

لے حضرت بن جبیرؓ محض سات آٹھ ساتھیوں کے کیساتھ ٹیلے پر رہ گئے تھے ۔ باقی سب مقام کو خلی کر گئے ۔(تاریخ العمران)

ئے عبداللہ بن جبیرؓ نے بہت روکا لیکن وہ نہ رکے ۔ تیراندازوں کی جگہ خالی دیکھ کر خاندان ولید جنگی رسالے کے ساتھ عقب سے حملہ کیا ۔(رشاد الحکمۃ)

## حضرت عبداللہ بن جبیر اور انکے ساتھیوں کی شہادت

اگرچہ پشتہ خالی ہو چکا پشتیونوں سے
نہ رک سکتا تھا چند جانوں سے
مگر ابن جبیرؓ اور ان کے ساتھی صادق الایماں
ہوئے خالی جو ترکش سنگ لڑھکاتے رہے اُن پر
رسالے کیسواروں نے بالا آخران کو آگھیرا

شہادت کے طلبگاروں نے لیکن منہ نہیں پھیرا
کیا چورنگ تلواروں نے چھیدا انکو بھالوں نے
ادائے فرض لیکن کردیا اللہ والوں نے
تڑپتے تھے اگرچہ پاک لاشے خاک پر ان کے
ستارے تھے۔ مگر پیشانی افلاک پر ان کے
وہ منزل مل گئی تھی جس کی جستجو ان کو
شہادت کے لہونے کردیا تھا سرخرو ان کو

تشریح:

۱ عبداللہ بن جبیرؓ اوران کے سات آٹھ ساتھیوں نے خالد کی مزاحمت کی۔ لیکن سب شہید کردیئے گئے۔(تاریخ العمران)

## غنیمت لوٹنے والوں پہ خالد نے نظر ڈالی

صفایا ہوچکا ان کو ٹو ٹیلا رہ گیا خالی
اسی ٹیلے سے خالد نے نظر میدان پر ڈالی
نظر آیا قریشی خیمہ گہ پر ایک میلا ہے
مسلمانوں کا قبضہ اور لٹس کا جھمیلا ہے
مجاہد اپنی تیغیں اور خنجر میان میں کرکے ۱
فراہم کر رہے ہیں سازو ساماں ہاتھ بھر بھر کے
کمانیں دوش پر ترکش بغل میں پشت پر ڈھالیں۔
نمایاں شان اطمیان ہے اوست ہیں چالیں۔
نکالی جاچکی ہر ایک شے خیموں کے اندر کی

رسد کی خورجیاں۔ کپڑوں کے بقچے تھیلیاں زر کی
قریشی سورما کچھ دور بھاگے بھاگے پھرتے ہیں
مجاہد پیچھے پیچھے ہیں وہ آگے آگے پھرتے ہیں
ہوئی ہیں دف بجانے والیاں بھی منتشر ساری
پہاڑوں میں چھپی ہیں منہ چھپا کر خوف کی ماری
سپہ سالار ابوسفیاں میں میداں سے غائب ہے
قریب خیمہ گہ اب کوئی افسر ہے نہ نائب ہے
ہوا ہے جوشِ غیرت آلِ عبدلدار کا ٹھنڈا
پڑا ہے خاک ذلت پر قریشی قوم کا جھنڈا

## مسلمانوں کی پشت پر خالد کا حملہ

یہ صورت دیکھ کر خالد کی آنکھوں سے لہو ٹپکا
رسالوں کو بڑھایا ۔ اور بجلی کی طرح لپکا
معیت میں بہت افراد خاص الخاص تھے اسکے
معاون عرکمہ اور عمرو ابن العاص تھے اس کے
رسالے نے لائیدو رُان پر پیچ راہوں سے
جہاں ٹیلوں نے پوشیدہ رکھا انکو نگاہوں سے
مسلماں مطمئن ہو ہو کے باطل کی ہزیمت سے
برابر بھر رہے تھے خورجیاں مال غنیمت سے
نرالا رنگ لائی اب حصول مال کی صورت
کہ غفلت میں رسالے آپڑے بھونچال کی صورت

دکھائی اسقدر غلفت شعاری ہوش والوں نے
خبر اسدم ہوئی جب چھید ڈالا ان کو بھالوں نے ۱؎
یہ سیل مرگ اچانک دفعتاً۔ بے ساختہ ٹوٹا
اِدھر اندوختہ لُوٹا اُدھر نداختہ ٹوٹا
کسی نے کچھ نہ دیکھا۔ کس طرف سے بجلیاں چمکیں
یہ انیاں پشت و پہلو توڑ کر سینوں میں جا دھمکیں
بہت اس ضرب کاری سے گرے بیجان ہو ہو کر
بہت سے زخم کھا کھا پھرے حیران ہو ہو کر
یہ جملہ ہی کچھ ایسا تھا۔ سنبھلنا سخت مشکل تھا
پڑا تھا پیچ ایسا۔ بچ نکلنا سخت مشکل تھا
سواران قریشی آگرے جب تان کر بھالے
ہوئے مقتول سب سے پہلے ٹیلا چھوڑنے والے
گرا کر ان کو لاشیں روند کر آگے بڑھے گھوڑے
غنیمت لوٹنے والوں نے اب گھبرا کے منہ موڑے
نظر آیا کہ سُوا ابلائے ناگہانی ہے
بپا ہے اک تلاطم اور تیغوں کی روانی ہے
اچانک آ لیا تھا موت کے سیلاب نے ان کو
کیا تھا غرق مال وزر کی آب و تاب نے ان کو

## تشریح:

۱؎ خالد بن ولید نے حملہ کیا۔تو اس کے ساتھ عکرمہ بن ابو جہل بھی اپنے سواروں کیساتھ شامل ہوگیا۔ اور بقول بعض عمر ابن العاص بھی خالد کے ساتھ

(رشاد الحکمۃ)

۲ جب خالد کے سوار آپڑے۔تو کوئی انکو روکنے والا تھا۔مسلمین خالی الذہن اور بے پرواہو کر لوٹنے میں مصروف تھے۔اور ایک نے جو کچھ پایا۔اس کے ہاتھ میں تھا۔تا آنکہ ان پر نیزے اور تلواریں پڑنے لگیں۔(رشاد الحکمۃ)

## بھاگی ہوئی قریشی فوج پلٹتی ہے۔

قریشی فوج کے بھاگے ہوئے افراد بھی پلٹے
ابوسفیاں بھی آیا۔ دوسرے جلّاد بھی پلٹے!
شجاعت جاگ اُٹھی ہوگیا بیدار طیش ان کا
پھر اور فوج مسلم پر گرا اب جیش جیش ان کا
ہوا کے ساتھ ہی ان سورماؤں نے بھی رُخ پھیرا
شرارت عود کر آئی مسلمانوں کو آگھیرا
نمایاں رایت اسلام تھا۔ افلاک پر اب تک
قریشی فوج کو جھنڈا پڑا تھا خاک پر اب تک
قضا نے دفعتہً ایسی ہوا بدلی زمانے کی
کہ اک عورت کو جرأت ہوگئی جھنڈا اٹھانے کی
یہ باطل کا نشاں بڑھ کر اٹھایا ایک عورت نے
جنونِ مردانِ خونی کا بڑھایا۔ ایک عورت نے
یہ سارا واقعہ ایسا شرلع و بے تحاشا تھا
زمین آئینہ حیرت فلک عبرت تماشا تھا

تشریح:

۱؎ ان کا جھنڈا زمیں پر سرنگوں پڑا تھا۔اور کسی کو اس کے قریب آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔یکا یک ایسی ہوا بدلی کہ عمرہ بن عقلمہ نام ایک حارثیہ عورت نے اسے اٹھا کر بلند کیا۔(خاتم المرسلین)

۲؎ جب قریش منتشر ہوئے۔ہوا پر پوا چل رہی تھی۔جب قریش نے رجوع کیا ور پلٹ کر آئے۔تو دفعتہً پچھوا چلنے لگی۔مسلمین کا رخ پچھم کی طرف تھا۔جبکہ وہ وہ نہب و غارت میں مشغول تھے۔(رشادالحکمۃ)

## اکابر مجاہدین اسلام کی پامردی

وہ مسلم جو تعاقب کر رہے تھے فوج دشمن کا
پلٹ آئے سبب معلوم کرنے شوروشیون کا
ہوا کا رخ اِدھر سے اُس طرف پلٹا ہوا پایا
مصاف کفر وایماں حلف بصف پلٹا ہوا پایا
کیا تھا فوج دشمن نے پلٹ کر یوں ہجوم ان پر
اچانک آپڑی ہو جس طرح باد سموم ان پر
عدول حکم ہادی نے دکھائی تھی ۔ یہ نیرنگی
فلک نے پھیر لیں آنکھیں زمیں کرنے لگی تنگی
پلٹ کر جلد مردان زمانہ پھر ادھر آئے
علیؓ، حمزہؓ، زبیرؓ، و بودجانہؓ پھر ادھر آئے
مگر روٹھی ہوئی قسمت منائے اب نہ منتی تھی
کچھ ایسی بات بگڑی تھی۔ بنائے اب نہ بنتی تھی

# رسول اللہ پر حملہ کرنے کے متلاشی

## ابن قمیہ

بہت سے سازشی ارکان تلے تھے شقاوت کے
کہ دعوے لیکے آئے تھے محمدؐ کی عدوات کے
انہی میں اک جواں تھا ابن قمیہ نام رکھتا تھا
نبیؐ پر حملہ کرنے کا خیال خام رکھتا تھا
مٹانا چاہتا تھا دہر سے نور مجردؐ کو
بہر سو ڈھونڈتا پھرتا میداں میں محمدؐ کو
محمدؐ ہی پیام زندگانی لے کے آیا تھا
محمدؐ ہی حیات جاودانی لے کے آیا تھا
محمدؐ ہی مٹانا چاہتا تھا زور شیطاں کا
فرشتوں سے بڑھانا چاہتا تھا رتبہ انساں کا
اسیؐ کے خون کا پیاسا تھا یہ ابلیس کا بندہ
اسی کی تاک میں پھرتا تھا یہ تبلیس کا بندہ

لے اُحد میں لشکر اسلام پر جوزد پڑی۔وہ تیر اندازوں کے عدول حکم کے باعث تھی۔(تاریخ العمران)

ٹے عبداللہ بن شہاب زہری۔عتبہ بن وقاص۔ابن قیمہ اُبی بن خلف اور عبداللہ بن حمید اسدی ان سب نے مل کر معاہدہ کیا تھا۔کہ جس طرح بنے آج رسول خدا کا کام تمام کر دینگے۔(خاتم المرسلین)

## حضرت مصعب پر ابن قمیہ کی نگاہ بد

علمبر دار مصعب بن عمیرؓ اللہ کے غازی
نظر آئے اسے انبوہ میں مصروف جانبازی
رسول پاک سے قدرے مشابہ تھا جمال ان کا
علم کے سائے میں خورشید معنی تھا جلال ان کا
ہلاکت گاہ میں اُٹھتا تھا جس جانب قدم ان کا
مسلمانوں پہ سایہ ڈال دیتا تھا علم ان کا
مجاہد غازیوں کا پائے استقلال قائم تھا
کہ میداں میں یہ اسلامی علم فی الحال قائم تھا
یہ منظر دیکھ کر میداں میں مصعب کی بسالت کا
گماں قمیہ کے بیٹے کو ہوا شان رسالت کا
تھا ارماں کعبہ مقصود کو مسمار کرنے کا
تہیہ کر لیا قاتل نے چھپ کر وار کرنے کا

تشریح:

لے مصعب بن عمیرؓ جو آنحضرت سے صورت میں مشابہ تھے اور علمبر دار تھے۔ ابن قمیہ نے ان کو شہید کر دیا۔ (سیرت النبی)

## ابن قمیہ مصعبؓ پر وار کرتا ہے

بڑھایا اس نے گھوڑے کو علم بردار کی جانب
بزعم خود جناب احمد مختارؐ کی جانب
یہ کینہ توز رُخ کے سامنے تو کیا بھلا آتا

چلا چھپتا چھپاتا غازیوں کی زد سے کنیاتا
دغا بزری پہ رکھا جنگ کا دارومدار اس نے
کیا پیچھے سے آ کر بازوئے مصعبؓ پہ وار اس نے
اُحد میں جس نے ابتک غلبہ اسلام رکھا تھا
وہ بازو کٹ گیا۔ جس نے علم کو تھام رکھا تھا
علم تھاما گرا کر ہاتھ سے شمشیر مصعبؓ نے رہے حق
کا علم اونچا۔ یہ کی تدبیر مصعبؓ نے
مگر اس ہاتھ پر بھی ہاتھ مارا ابن قیمہ نے
لگائی تیغ مصعبؓ پر دوبارا ابن قمیہ نے
ہوا اس ضرب سے یہ ہاتھ بھی بیکار مصعبؓ کا
شہادت سے تھا چہرا مطلع الانوار مصعبؓ کا

## مصعبؓ کی شہادت

زمین و آسماں پر چھا گیا اللہ کا دیوانہ
علم کی چھڑ دبالی درمیان گردن وشانہ
قلم ہو کر زمیں پر گر چکے تھے مصعبؓ کے
مگر مصعبؓ تھے قائم اور علم بھی ساتھ مصعبؓ کے
کٹے ہاتھوں کے دونو ٹھنٹ اب چھاتی پر آئے تھے
علم کی چھڑ دبائے۔ دل پہ ہالا سا بنائے تھے
لہو گرتا تھا جیسے ہو کوئی رنگین فوارہ
مگر فرصت کسے تھی ۔ کون کرتا اس کا نظارہ

مجاہد تھے گرفتار اپنے اپنے حال کے اندر
عقابوں کو پھنسایا تھا قضا نے جال کے اندر
علم کی چھڑ پہ گردن اور سرخم ایک شانے پر
جبیں سوئے فلک۔ آنکھیں خدا کے آستانے پر
عجب انداز سے مصعب تھے اب مشہد میں استادہ
دم آخر تک اپنا فرض ادا کرنے پر آمادہ
نہ دل امداد کا جویا۔ خواہان ترحم تھا
زباں پرنغمہ تکبیر۔ چہرے پر تبسّم تھا
اسی عالم میں پھر اک ہاتھ مارا ابن قیمہ نے
علم بردار حق کا سر اُتارا۔ ابن قیمہ نے
سر سجدہ گزار۔ اس طرح اُترا فرش کے اوپر
صدائیں ربی الاعلیٰ کی گونجیں عرش کے اُوپر
جھکا لہرا کے فرش خاک کی جانب تن خاکی
اُٹھا افلاک کی جانب غُبار نور افلاکی

تشریح:

لے لشکر اسلام کے حامل لوا مصعب بن عمیرؓ تھے جب مسلمانوں نے روگردانی کی تو وہ ثابت قدم رہے۔اس وقت اب قیمہ اسپ سوار نے ان کو دیکھا۔اوران کے دست راست پرتلوار ماری۔کہ ہاتھ جدا ہوگیا مصعبؓ نے علم کودست چپ میں لیا۔تب اسنے دست چپ بھی قطع کیا۔تو پھر وہ علم پر جھکے اس کو اپنے کٹے ہوئے بازوؤں سے سینے کیساتھ لپٹالیا۔(رشادالحکمۃ)

لے مصعب بن عمیرؓ ہاشم بن عبد مناف کے پوتے اورسابقین اسلام میں سے

تھے۔آپ نہایت صاحب جمال اور تبلیغ اسلام کرنے والوں میں خاص درجہ رکھتے تھے۔اسلام لانے سے پیشتر جامہ زیبی کے لئے مشہور تھے۔اور اسلام لانے کے بعد یہ حال تھا کہ موٹا کمبل بمشکل پہننے کو ملتا تھا۔ہجرت سے پہلے جب مدینہ منورہ سے کچھ لوگ مکہ پہنچے اور آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خواہش کی۔کہ احکام اسلام سکھانے کیلئے کوئی معلم ان کے ساتھ کر دیا جائے۔تو سرکار دو عالمؐ نے حجرت مصعب بن عمیرؓ ہی کو اس خدمت پر مامور فرمایا۔آپ مدینہ میں آ کر اسعد بن زرارہ کے مکان پر ٹھہرے جو مدینہ کے نہایت مغزز رئیس تھے۔حضرت مصعبؓ کا روزانہ معمول تھا۔کہ ایک ایک گھر کا دورہ کرتے لوگوں کو اسلام کے دعوت دیتے اور قرآن مجھدے پڑھ کر سناتے۔ان کی کوشش سے رفتہ رفتہ مدینہ سے قبا تک گھر گھر اسلام پھیل گیا۔

غزوہ بدر میں بھی علمبر دار کا منصب مصعبؓ ہی کے سپرد تھا۔غزوہ اُحد میں بھی انہی کہ یہ منصب ملا۔آپ کی صورت۔آنحضرتؐ سے ملتی جلتی تھی۔اور اسی شباہت کی وجہ سے اب قیمہ نے ان کو شہید کیا۔(دیکھو ابن اسحق اور طبقات ابن سعد)

# باب ہشتم

## شہادت رسولؐ کی افواہ اُحد میں

## قیامت

### شیطان کا دعویٰ باطل

ادھر اک قہقہہ گونجا۔ دہان اب قیمہ سے
زباں شیطان کی چیخی۔ زبان ابن قیمہ سے
کہ لوگو۔آؤ۔دیکھو میں نے کس کا سرا تارا ہے!
محمدؐ کو مسلمانوں کے پیغمبر کو مارا ہے!
میرے ہاتھوں نے آخر قتل کر ڈالا محمدؐ کو
بجھایا تین پھونکوں سے چراغ نور سرمد کو
یہ کہتا اورخوشی میں ناچتا جاتا تھا دیوانہ
کیا ہو جس طرح کوئی بڑا ہی کار مردانہ

### خبر۔یا۔صاعقہ

اگر چہ بے حقیقت تھی ۔ نہاد بے وقار اس کی
مگر آواز گونجی۔ صورت صوت حمار اُس کی
کسی شیطان نے میدان میں یوں اس کو دُہرایا
کہ اس کا قول بدگوش مسلماناں میں پہنچایا!
صحابہ اس گھڑی ہو سو گرفتار مصائب تھے
سماع و گوش حاضر تھے حواس و ہوش غائب تھے

اثر خود کردنی کا تھا۔کہ دل ان کے فسردہ تھے
ہدف تھے خنجر و شمشیر کے اور زخم خوردہ تھے

## صحابہؓ پر اس خبر کا اثر

یہ شیطانی گجر سنتے ہی بجلی گر گئی گویا
گلوئے زندگانی پر چھری سی پھر گئی گویا
محمدؐ مصطفےٰ جس نے غلاموں کو رہائی دی
اُسی کے قتل ہونے کی صدا ان کو سنائی دی
محمدؐ ہی کے دم سے تھا۔اُجالا ان نگاہوں میں
اُسی کا روئے انور۔شمع تھا ہستی کی راہوں میں
محمدؐ کی شہادت کا سُنا۔ جس وقت آوارہ
بکھرتا سا نظر آنے لگا۔ عالم کا شیرازہ
گرے ہتھیار بازو لڑتے لڑتے تھم گئے ان کے
جہاں بھی تھے۔قدم مٹی کی صورت جم گئے ان کے
نگاہوں پر اندھیرا چھا گیا۔ دل پر غبار آیا
دماغ و دل میں عقل و عاشقی میں انتشار آیا

## اس خبر کے مختلف اثرات

ہزاروں زخم کھائے تھے ۔مگر یہ ضرب تھی کاری
سکوت مرگ کی سی اک غشی سب پر ہوئی طاری
غشی تھی بے ہشتی تھی ۔ خود فراموشی تھی سکتہ تھا
کوئی روئے زمیں۔کوئی فلک کے منہ کو تکتا تھا

ہوئی خود کردانی آئینہ حیرت چھا گئی ان پر
پلٹ کر لشکر دشمن کی آئی آ گئی ان پر
دکھائی تھی یہ صورت فتنہ مال غنیمت نے
کہ مارا فاتحوں کو آج دشمن کی ہزیمت نے

تشریح:

ل قرآن مجید میں غنیمت کی نسبت ''متاع دینوی'' کالفظ آتا تھا اور اس کی طرف انہاک اور وارفتگی پر ملامت کی جاتی تھی۔ جنگ اُحد میں جب اس بنا پر شکست ہوئی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت میں مصروف ہو گئے تو یہ آیت اُتری مِنکُم مَن یُرِیدُ الدُّنیا وَمِنکُم مَن یُرِیدُ الآخِرَۃَ (ترجمہ) تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طلبگار تھے اور کچھ لوگ آخرت کے۔

## مسلمین کی بدحواسی

غبار ایسا اُٹھا تھا دید سے معذور تھی آنکھیں
دلوں میں نور لیکن خاک سے معمور تھیں آنکھیں
کچھ ایسے تھے کہ بیکو کر دیا تھا ان کو حیرت نے
حواسوں پر اڑھا دیں چادریں احساس غیرت نے
نظر آئی ہوا پلٹی ہوئی فتح و ہزیمت کی
تباہ بن گئی تھیں شامتیں مال غنیمت کی
غنیمت کے فراہم کردہ ڈھیروں سے پرے سرکے
لگے بے دیکھے بھالے وار کرنے تیغ و خنجر کے!
دل و دیدہ پہ ایسا چھا چکا تھا اک غبار ان کے

تمیز دوست دشمن کر نہیں سکتے تھے واران کے
نظر کی آب اُتری تھی۔ حیا کی تیز تھیں دھاریں
چلاتے تھے یہ اب میداں میں اندھا دھند تلواریں
خرد پر چھا گئی تھی ایک چادر بد حواسی کی
تزلزل تھا یہاں مہلت کہاں تھی روشناسی کی

تشریح:

ا بدحوسی میں اگلی صفیں پر ٹوٹ پڑیں۔ اور دشمن کی تمیز نہ رہی۔ (سیرت النبیؐ)

## رفاعہؓ اور ریمانؓ کی شہادت

یہ حالت تھی کہ میداں میں رفاعہؓ اور ریمانؓ آئے
سبب اس شور کا دریافت کرنے ناگہاں آئے
یہ بوڑھے تھے قتال و جنگ کی انکو معافی تھی
خدا کی راہ میں ان کی دعائے خیر کافی تھی
یہ دونوں اک جگہ مامور تھے باہر مدینے سے
انہیں اس شور و غل نے کر دیا بیزار جینے سے
شہادت کی خریداری کو دونوں بکف دوڑے
جہاں ارزاں ملے جنس شہادت اسطرف دوڑے
محمدؐ مصطفےٰ کا نام نامی تھا زبانوں پر
کمان و تیر بن کر جا پڑے تیروں کمانوں پر
عصا ہاتھوں میں بارِ عمر سے کمریں خمیدہ تھیں
بخط راست روحین جانب جنت کشیدہ تھیں

اُحد میں ان کے حصّے کی سعادت ملک گئی انکو
شہادت لینے آئے تھے شہادت مل گئی انکو
ہوا اک دوست دستِ دوستاں ہی سے بحق واصل [1]
مگر کی دوسرے نے یہ مراد اغیار سے حاصل [2]
میان دیدہ و دل ایک پردہ تھا یہاں حائل
مسلماں تھے۔ مسلمانونکے ہاتھوں ہر طرف گھائل
کہاں تھی انکو مہلت امتیاز دوست دشمن کی
نظر آتی تھی قاتل شکل ہر اک تیغ افگن کی
پیاپے ان پہ نیزے پڑتے تھے تلوار پڑتی تھی۔
مگر کُھلتا نہ تھا۔ آخر کدھر سے مار پڑتی تھی

تشریح:

[1] یمانؓ جن کو حُسیل بن جابر کہتے ہیں۔ اور رفاعہؓ بن وقش یہ دونوں بزرگ کبیر السن تھے۔ مدینے کے ٹیلو پر عورتوں کے ساتھ چڑھائے گئے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ کاش ہم رسول خدا کے ساتھ اُحد میں ہوتے۔ یہ کہہ کر چل پڑے۔ اور ایسے وقت پہنچے جب مشکریں اور مسلمان باہم مختلط تھے۔ اس وقت ان پر تلواریں پڑ گئیں۔

## بیخود و سکت ہونیوالے

صدا میدان میں گونجی کہ اب لڑنے سے کیا حاصل
"خدا کا پاک پیغمبرؐ کدا سے ہو چکا واصل"
چمک بجلی کی تھی یا آ اعقہ تھا۔ یا کوئی لڑکا

فلک تھرا گیا کچھ اس طرح دھرتی کا دل دھڑکا
یہ صدمہ ہی کچھ ایسا تھ اسنانی ہی کچھ ایسی تھی
دلوں پر ابتلائے ناگہانی ہی کچھ ایسی تھی
کچھ ایسے تھے جنہیں اندوہ کے لشکر نے گھرا تھا
جدھر آنکھیں اُٹھاتے تھے ۔ اندھیرا ہی اندھیرا تھا
حواس وہوش ہر حالت میں قائم رہ نہیں سکتے
محبت آشنا درد جدائی سہر نہیں سکتے

## فاروق اعظمؓ بھی سکتہ میں

خبر سنکر شہادت پائی سردار عالم کی
پراگندہ تھی خاطر بے طرح فاروقؓ اعظم کی
گرے ہتھیار سر سینے کیا وپر جھک گیا ان کا
دماغ از کار رفتہ وہگیا۔ دم رُک گیا ان کا
نہ اب بزرو میں بل تھا اور نہ پیروں میں سکتا گویا
پریشان تھے ۔ زمیں وآسمان وشش جہت گویا
کھڑے تھے اک جگہ ڈوبے ہوئے بحر تحیر میں
یہ کروٹ ناگہانی تھی زمانے کے تغیرؑ میں
سروش غیب سے ہمداستاں تھی جس کی گویائی
غریق خود فراموشی ہوئی تھی اس کی دانائی

# حضرت انس ابن نضرؓ

صحابہ میں انس ابن ِ نضرؓ سے سمت آ نکلے
وہ اس مہلک دورا ہے پر عمرؓ کے رہنما نکلے
جناب انسؓ نے فاروقؓ کو اس رنگ میں دیکھا
عمل کا ترک ایسے صاحب فرہنگؓ میں دیکھا
عمرؓ سے دست وبازو روک لینے کے اسباب پوچھا
رُکے ہیں کس لئے میدان میں پائے طلب پوچھا
کہا وہ شمع جس کے عشق میں جلتے تھے پروانے
اُسے آنکھوں سے اوجھل کردیا اس حشر یا نے
عمرؓ کو بھی جوں جذبات میں کھویا ہوا پایا
جناب اُنسؓ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے فرمایا
کہ اچھا مان لو۔ وہ جسم اطہراب نہیں ہم میں
مگر موجود اس کا دین تو ہے بالیقیں ہم میں
پھر اے فاروقؓ ہم اپنا ادائے فرض کیوں چھوڑیں
خدا تو ہے ہمارے ساتھ اس کو ساتھ کیوں چھوڑیں
ہوا اور اصل بحق وہ جان جاںؐ جس کام کی خاطر
چلو ہم بھی کریں آغاز اُس انجام کی خاطر
یہ کہہ کر انسؓ نے تلوار کھینچی بڑھ گئے آگے
عمرؓ بھی جاگ اٹھیا سطرح جیسے نیند سے جاگے
چلے اُٹھ کر جہاد فی سبیل اللہ کی جانب

کیا عابد نے رُخ اپنا عبادت گاہ کی جانب
بڑھے پھر دشمنوں کی سمت جہدو جنگ کرنیکو
لہو سے نقش پائے عاشق گلرنگ کرنے کو
مقام معرفت میں مرحلے ایسے بھی آتے ہیں
جہاں رہبر نقوش رہرواں سے راہ پاتے ہیں

تشریح:

لے حضرت انسؓ کے چچا (انس بن نضرؓ) لڑتے بھڑتے موقع سے آگے نکل گئے دیکھا تو حضرت عمرؓ نے مایوس ہوکر ہتھیار پھینک دیے پوچھا یہاں کیا کرتے ہو ۔بولے اب لڑکر کیا کریں ۔رسول اللہ نے تو شہادت پائی ۔حضرت انس بن نضرؓ نے کہا انکے بعد ہم زندہ رہ کے کیا کرینگے ۔یہ کہہ کر فوج میں گھس گئے اور شہادت پائی ۔(سیرت النبی)

## وہ جن کے پاؤں اُکھڑ گئے

بہت ایسے بھی تھے جو مطلقا جی چھوڑ بیٹھے تھے
کھڑے تھے بعض بیخود بعض منہ بھی موڑ بیٹھے تھے
قریشی فوج کا دل اور بھی ابھرتا جاتا تھا
یہ دریا جوش کھا کھا کر سروں پر چڑھتا جاتا تھا
کثیر افراد نومیدی سے میداں چھوڑ کر بھاگے ۲
جہاد فی سبیل اللہ سے منہ موڑ کر بھاگے
ہزیمت کوردہ فوج قرشیاں پھر لوٹ آئی تھی
مسلمانوں نے ظاہر میں شکست عام کھائی تھی

ہجوم یاس و نومیدی نے دل کو اس طرح گھیرا
کہ روباہوں کا نرغہ پا کے ان شیروں نے منہ پھیرا
خدا محفوظ رکھے نا اُمیدی سے مسلماں کو
کہ یہ راہ طلب سے دور لے جاتی ہے انساں کو

تشریح:

۱؎ اس آواز سے عام بدحواسی چھائی اور بڑے بڑے دلیروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ (سیرت النبی)

۲؎ اس ھل جل اور اضطراب میں اکثروں نے تو بالکل ہمت ہار دی۔ (سیرت النبی)

## مگر وہ جو پیشتر سے زیادہ ثابت قدم ہو گئے۔

مگر ایسے بھی تھے یہ حرف جن کے گوش میں آئے
لہو میں اور بھی آئی حرارت جوش میں آئے
محبان نبیؐ ایسے بھی تھے فوج مسلماں میں
رہے اوّل سے آخر تک جو قائم آج میداں میں۱؎
اگرچہ دوسروں سے بڑھ کر بیچین تھا اِن کا جی
ادائے فرض ہی دنیا میں نصب العین تھا اِن کا
صدائے اُمتہ اُمتہ ان بزرگوں کی زباں پر تھی
نظر ان کی ہدایات شفیع انس وجاں پر تھی
اگرچہ رنگ حسرت اس خبر سے دل پہ طاری تھی
لبوں پر قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِہٖ کا وِرد جاری تھا۲؎

جو اس حالت میں بھی محو جہاد والہانہ تھا
علیؓ بوبکرؓ حمزہؓ تھے اُسیدؓ وبودؓ جانہ تھے
زبیرو عبدرحمٰن ۔ بوعبیدہؓ حارثؓ و عاصمؓ
خبابؓ وسہلؓ وسعدؓ وطلحہؓ سب تھے ثابت وقائم
ہے شامل ان میں ابن مسلمہ کا نام نامی بھی
معاذ ابن جبلؓ اورکعبؓ کا سم گرامی بھی

## تشریح:

لے جان نثاران خاص برابر لڑتے جاتے تھے۔(سیرت النبیؐ)

سے مسلمان بدحواسی میں ایک دوسرے پر حملہ کرر ہے تھے۔تا آنکہ مسلمین نے خود بخود یہ شانی قرار دی یعنی امت امت۔

سے طلباران شہادت نے تلواروں کے نیام پھینک دئے اورفوج مشرکین میں گھس گئے۔

ان کی زبانوں پرآئیہ وما محمد الا رسولقد خلت من قبلہ الرسل جاری تھا۔(رشاد الحکمة)

## ان کا مقصود

ہوا میں گونج اُٹھی جب خبر قتل پیمبرؐ کی
دلوں میں بس گئی تھی اوربھی تکمیل مقصد کی
یہ مقصد تھا ۔ خداوندان باطلکو مٹا دینا
یہ مقصد تھا۔ دلوں کو نورحق سے جگما دینا
یہ مقصد تھا دفاع آدم سے ابلیسی خصومت کا

یہ مقصد تھا قیام اللہ واحد کی حکومت کا
یہ مقصد تھا یتیموں اورضعیفوں کی مدد کرنا
شریروں کے مقابل میں شریفوں کی مدد کرنا
یہ مقصد تھا ۔ رہا کرنا غلامان مقید کا
یہ مقصد تھا مٹنا فرق ابیض اور اسود کا
یہ مقصد خدمت دیں خدمت اسلام کرنا تھا
محمدؐ کی شریعت کو جہاں میں عام کرنا تھا
اگر چہ چال اس بھونچال میں بیحال تھا ان کا
اسی مقصد کی خاطر صبرو استقلال تھا ان کا
بظاہر چند تنکے تے یہ اس سیلاب کے اندر
کبھی موجوں کے سر پر تھے کبھی گرداب کے اندر
گھرے تھے موت میں یا موت کو گھیرے ہوئے تھے یہ
پھرے تھے قبلہ رُخ۔دنیا کا منہ پھیرے ہوئے تھے یہ

## تشریح:

لے اس نازک وقت میں تیس مرد ثابت قدم رہے۔(تاریخ العمران)

## حضرت حمزہؓ کا جلال

جلال حضرت حمزہؓ مثالِ مہرتاباں تھا
شہادت گاہ ان کی راہ میں گویا خیاباں تھا
سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
الٹتی تھیں صفیں کوئی بھی انکے منہ نہ چڑھتا تھا

جہاں غالب نظر آتا تھا۔ انبوہ قریش ان کو
بھڑ کر اُس پہ جا پڑتے تھے ۔آجاتا تھا طیش انکو
حرارت اور بڑھ جاتی تھی ان کو التہاب آسا
چمکتے تھے شہاب آسا۔ جھپٹتے تھے عقاب آسا
قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میداں تھا
نظر میں طیش پا کر جیش پا کر جیش جیش ان سے گریزاں تھا[1]
نماز صبح سے اک رنگ تھا اس مرد غازی کا
یہ قرب ظہر تھا۔ وقت آچکا تھا اب نمازی کا

تشریح:

[1] حضرت حمزہؓ دو دستی تلوار مارتے تھے ۔اور جس طرف بڑھتے تھے صفیں کی صفیں صاف ہو جاتی تھیں ۔(سیرت النبی)

## سباع غبشانی

سباعؔ اک مرد طاقتور تھا قرشی نوجوانوں میں
گنا جاتا تھا جس کا نام اونچے پہلوانوں میں
یہ بڑھ چڑھ کر مسلمانوں پہ حملے کرتا پھرتا تھا
ہوا سر میں بھری تھی دم خودی کا بھرتا پھرتا تھا
یہ صورت دیکھ کر حمزہؓ نے اسکو دور سے ٹوکا
وہ ان کو دیکھ کر سرکا۔ تو بڑھ کر راستہ روکا
کہا تیری بھی یہ جرأت ہے اور فرزند ختانہ[1]
کہ سیکھی زاغ نے بھی آض شان شاہبازانہ

اِدھر آ۔ تیری جرأت کا مزا تجھ کو چکھا دوں میں
مقابل ہو کہ تیری اصل کا تجھ کو پتا دوں میں
یہ کہہ کر دست چپ سے آپ نے پکڑا گلا اُس کا
گری تلوار اس کی جسم کا نپا برملا اس کا
اُٹھایا خاک سے اس طرح گویا۔ خاک کر ڈالا
گرایا اور لٹایا اورقصہ پاک کر ڈالا
تھے اسکے ساتھ کچھ قرشی جواں اُن پر نظر ڈالی
وہ بھاگے الحذر کہہ کہہ کے پیش ہمت عالی

تشریح:

لے سباع بن غشانی کی ماں مکہ میں ختا نتہاالنساء تھی۔(رشادالحکمۃ)

سباع غشانی سامنے آگیا۔پکارے کہاو ختانۃ النساء کے بچے کہاں جاتا ہے۔ (سیرت النبی)

## وحشی غلام کمیں گاہ میں

یہ سارا واقعہ گذار تھا۔ وحشی کی نگاہوں میں
دبا بیٹھا تھا قاتل اپنی نیت کے گناہوں میں
خبر لیتے تھے حمزہؓ جس گھڑی قرشی جوانوں کی
وہاں وحشی کھڑا تھا ۔آڑ لیکر دو چٹانوں کی!
تعاقب کر رہے تھے حمزہؓ اکفرد فراری کا
کیا وحشی نے اُس دم قصد اس شیر شکاری کا

## وحشی حربہ پھینکتا ہے

شہادت تھی نڈر مکاری درد باہ بازی سے
چلے جاتے تھے حمزہؓ اک ادائے بے نیازی سے
غلام کم نظر نے شست باندھی اُس یگانے کی
کہ جس کی قہرمانی جان تھی سارے زمانے کی
نہ دینی دشمنی تھی اور دنیاوی خصومت تھی
نہ جھگڑا جاہ وثروت کا نہ خطرے میں حکومت تھی
فقط انعام میں کچھ سکہہائے زر کے وعدے پر
فقط بہر شکم کچھ لقمہ ہائے تر کے وعدے پر
غلام تیرہ رونے کی اُسی پر مشق صیادی
جسے مد نظر تھی اِن غلاموں ہی کی آزادی
ہلائی اور تولی ہاتھ میں چالاک نے برچھی
نشانہ کرکے پھینکی دور سے ناپاک نے برچھی
تھی مشہور زمانہ زنگیوں کی حربہ اندازی
نشانہ ناگہانہ بن گیا اللہ کا غازیؓ
رضائے حق یہی تھی ۔ جو قضا کی مشت سے نکلی
یہ برچھی ناف کے نیچے لگی اور پشت سے نکلی!

تشریح:

لے خود وحشی کا قول ہے کہ حضرت حمزہؓ بھیڑ کو چیر کر سباع غبشانی کی طرف بڑھے ۔تب میں ایک پتھر کی آڑ میں چھپ رہا ۔اور میں نے دیکھا ۔کہ میرے

قریب ہی حمزہؓ نے اس کو زمین پر اٹھا کر دے مارا۔اور قتل کر دیا۔

## حمزہؓ وحشی کا تعاقب کرتے ہیں

خدا مصطفٰے کے شیر پر یہ ضرب تھی کاری
اگرچہ زخم مہلک تھا ۔ مگر ہمت نہیں ہاری
اُڑے پرواز جاں کے ساتھ حمزہؓ جانب دشمن
شغال آمادہ رم ہو گے اچھپٹا جو شیر افگن۲
کمینے کی کمیں گہ دیکھ لی تھی مردِ غازی نے
کیا وحشی کا پیچھا دوڑ کر شیر حجازی نے
ادھر وحشی بھی اپنی موت آتی دیکھ کر بھاگا
بدن میں میں رعشہ بھاگا نہ جاتا تھا مگر بھاگا

تشریح:

۱ حمزہؓ سباع کو قتل کر کے کسی دوسرے کے تعاقب میں تھے ۔وحشی نے پانی برچھی تول کر دور سے پھینکی۔ یہ برچھی حضرت حمزہؓ کے مثانے پر لگی ۔ اور پار ہوگئی (تاریخ العمران)

۲ حضرت حمزہؓ نے زخم کھا کر وحشی کا تعاقب کیا۔(رشادالحکمۃ)

## حمزہؓ کی شہادت

گڑھے کھودے گئے تھے جو گذشتہ رات میداں میں
اجل بیٹھی تھی اُن میں اب لگا کر گھات میداں میں
مڑا اک موڑ پر وحشی تو ساتھ اس کے پھرے حمزہؓ قدم
پھسلا اچانک اک گڑھے میں جا گرے حمزہؓ۱

عقاب روح پہلے ہی سے تھا پرواز آمادہ
اُڑا سوئے فلک اب چھوڑ کر یہ جسم اُفتادہ
یہ جنگ و حربہ وضرب وجراحت اک بہانہ تھا
حقیقت میں نشان حق زمانے کو دکھانا تھا
بتانا تھا کرشمہ عاشقوں کے فوق عادت کا
جمانا تھا دلوں پر نقش اس حسن شہادت کا
زمیں سے آسماں تک ایک نورانی غبار اُٹھا
فرشتہ لے کلے جان بندہ پروردگار اٹھا
زمیں پر رہ گیا باقی فقط اک خواں چکاں لاشہ
فروغ زخم بے حد سے بہار بے خزاں لاشہ

تشریح:

ا زخم خوردہ حمزہؓ نے وحشی کا تعاقب کیا۔ مگر ایک گڑھے میں گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔(تاریخ العمران)

## وحشی چھری لے کر کلیجہ نکالتا ہے

تعاقب میں نہ پایا حمزہؓ کو ناپک زنگی نے
یقین آیا کہ رحلت کی جہاں سے مرد جنگی نے
وہ پلٹا ڈرتے ڈرتے غار مہلک کے قریب آیا
رو رشک آسماں کو خاک پر سویا ہوا پایا
رُخ انور پہ وہ ریش سفید و شاندار اُسکی
شہادت سے نمایاں اور شان باوقار اُسکی

ڈرا وحشی کہ پھر کیا ہو اگر یہ شیر جاگ اُٹھے؟
ارادہ تھا۔ ذرا جنبش نظر آئے لو بھاگ اُٹھے
اُٹھا کر کنکری اس سنگدل نے شیر پر ماری!
رہی لیکن شہید کامراں پر بے خودی طاری
یہ دیکھ تو دل وحشی کو اگ گو نہ قرار آیا
چھری لے کر قریب نعش اب یہ نابکار آیا
گڑھے کے اندر اترا۔ کی نہ اب قطع نظر اس نے
شکم چیرا۔ نکالا مردِ مومن کا جگر اس نے!

## تشریح:

۱ وحشی کا قول ہے۔ کہ میں ڈرتا ڈرتا قریب گیا۔ اور میں نے پہلے ایک کنکری ماری۔ مگر حمزہؓ نے کوئی جنبش نہ کی تب میں سمجھا کہ روح نکل چکی ہے۔ (رشادہ الحکمۃ)

## ہند کے لئے ہدیہ

اب اس کرتوت کا انعام لینے کو چلا ناداں
متاع بے بہا کا دام لینے کو چلا ناداں
یہ مقاتل تھا۔ مگر اکسانے والی ہند تھی اس کی
ابوسفیان کی زوجہ اصل میں خاوند تھی اس کی
قریب ہند آیا۔ کارنامہ اپنا بتلایا
جگر حمزہؓ کا دکھلایا پھر اپنا حق بھی جتلایا!
یہ مژدہ سن کے شیطانی مسرت ہند پر چھائی خوشی

میں دیونی کی طرح جھومی اور لہرائی
قسم کھائی تھی حمزہؓ کا جگر کچا چبانے کی
لہو کی پیاس تھی۔ اور بھوک اسکو گوشت کھانیکی
عجب دیوانگی سی چھائی تھی اب اس قسائن پر
تعجب تھا دل وحشی کو بھی اس کے قرائن پر
اہاہا کہتی جاتی منہ بناتی جارہی تھی یہہ
جگر حمزہؓ کا دانتوں سے چباتی جارہی تھی یہہ
جگر تھا اس کے منہ میں خون باچھوں سے ٹپکتا تھا
کھڑا تھا پاس وحشی اور منہ حیرت سے تکتا تھا
نہ اُترا حلق کے اندر گلے میں یہ جگر اٹکا
بالآخر اُس نے اگلا اور زمین پر اسکو دے ٹپکا
میری بھی نسل ہو ایسی۔یہاں کاشوق بیجا تھا
نگلنا اِس کا مشکل تھا یہ حمزہؓ کا کلیجہ تھا
ہوا ہند جگر خوار آج سے مشہور نام اس کا
مگر اترا نہ اِس پر بھی جنون انتقام اس کا
پکاری واقعی تو نے کیا وحشی یہ کام آخر
ملا مجھ کو پسر کا اور پدر کا انتقام آخر
ہوا برباد اِسی حمزہؓ کے ہاتھوں سے میرا میکا
سوائے قتل حمزہؓ دل نہیں طالب کسی شے کا
کہاں ہے نعش حمزہؓ کی نشاں اس کا بتا وحشی
میں آنکھوں سے اُسے دیکھوں مجھے چلکر دکھا وحشی

چلا وحشی اگرچہ اس کا جی ہامی نہ بھرتا تھا
یہ وحشی تھا۔ مگر اب ہند کی وحشت سے ڈرتا تھا
کسی صورت تو آخر ٹالنی تھی یہ بلا اس کو
شہادت گاہ کا منظر دکھانے لے چلا اس کو

تشریح:

۱؎ جگر گلے سے نہ اُتر سکا۔ اس لئے اگل دینا پڑا۔ (سیرت النبی)

۲؎ تاریخوں میں ہند کا لقب جو جگر خوار لکھا جاتا ہے۔ اسی بنا پر ہے (سیرت النبی)

## ہند جسدِ حمزہؓ پر

دکھایا جا بخطہ اُس زمین آسمانی کا
جسد جس جا پا تھا۔ اک حیات جاو دانی کا
پڑا تھا وہ جسد آغشتہ خون و خاک کے اندر
کہ جس کے دبدلے کی دھاک تھی افلاک کے اندر
وہی شیرا نہ صورت تھی وہی مردانہ چہرا تھا
شعاعیں مہر کی بکھری تھیں یا دولہا کا سہرا تھا
ہوا حسن شہادت ہند کی آنکھوں پر آئینہ
کدورت اور چمکی اور بھڑ کی آتش کینہ
شقاوت نے جو دیکھی یہ جلالت مہربایاں کی
بگاڑی کافرہ نے شکل اس مردِ مسلماںؓ کی

## ہند کے گلے کا ہار

نہیں بھایا شہیدان وفا کا رتبہ عالی
چھری سے گوش کاٹے اور بینی قطع کر ڈالی
لیا سینے سے دل سینے میں دل بھی مُردہ تھا اسکا
نکالے پیٹ سے گردے عجب دل گُردہ تھا اس کا
حیا کترا گئی۔ دیکھا جو یہ کار سفیہانہ
کہ اس عورت نے کاٹے مرد کے اعضائے مردانہ
یہ اعضا ایک رشتے میں پروئے موبمو اس نے
بنایا ہار ان کو کر لیا زیب گلو اس نے

## وحشی کا انعام

اُتارا طوق اپنا۔ دے دے انعام قاتل کو
ملے اس جرم کے یہ اچھے خاصے دام قاتل کو
کہا مکے میں چل کر اور دس دینار بخشوں گی
تجھے کھانے کھلاؤنگی تجھے دستار بخشو نگی
چل اب چل کر یہ مژدہ ہم سنائیں اپنے لشکر میں
یہ پیارا ہار لے جا کر دکھائیں اپنے لشکر میں
پہن کر طوق لعنت زرد ہو کر رہ گیا قاتل
دکھا کر گرما گرمی سرد ہو کر رہ گیا قاتل
ابھی دینار کا وعدہ تھا یعنی وعدہ فروا
ابھی دستار کا وعدہ تھا یعنی وعدہ فردا

ابھی مکے میں جانا تھا۔ ابھی دینار ملے تھے
ابھی سارے جہاں سے لعنتوں کے ہار ملنے تھے
کیا محروم ایسے قہرماں سے اُسکی ملت کو
صلہ یہ کچھ ملا پھر بھی نہ سمجھا ذلت کو
غلام آقاؤں کی خدمت کریں اور لاکھ سر ماریں
نصیب انکے ہوا کرتی ہیں پھٹکاریں ہی پھٹکاریں
دیا تاریخ عالم نے بڑا بھاری صلا اس کو
خطاب قاتل حمزہؓ قیامت تک ملا اس کو
خبر کیا تھی کہ آخر تو مسلماں اس کو ہونا ہے
لہو کے آنسوؤں سے عمر بھر یہ داغ دھونا ہے

تشریح:

۱ ہندو وحشی کو ساتھ لے کر حمزہؓ کی لاش پر آئی۔ اس کے دل میں اس قدر عناد بھرا تھا۔ کہ ناک، کان، مذاکیر۔ اعضائے مردانہ) کاٹ لئے۔ (تاریخ العمران)

۱ ہند امیر معاویہ کی ماں ) نے ان پھولوں کا ہار بنایا۔ اور گلے میں ڈالا (سیرت النبیؐ)

۲ ہند نے اپنے کپڑے اور زیور وحشی کو انعام دیا۔ اور گھر پہنچ کر ان کے علاوہ دس دینا دینے کا وعدہ کیا (خاتم المرسلین)

۳ وحشی کو آزادی نصیب ہوگئی مگر چند ہی روز میں کہیں پناہ نہ ملتی تھی۔ (خاتم المرسلین)

## چند سرفروشان اسلام کا ثبات

شہادت پانے والے پا گئے دل کی مرادوں کو
سبق حب نبی کا دے گئے عالی نہادوں کو
اِدھر قتل نبی کا اُٹھتے ہی میداں میں آوازہ
پریشاں ہو گیا تھا غازیان دیں کا شیرازہ
فقط گنتی کے چند اصحاب محو سرفروشی تھے
شہادت کے تمنائی تھے وقف سخت کوشی تھے
شہادت ہی کے طالب تھے یہ سب نام آور و نامی
حیات تازہ کا آغاز تھی یہ نیک انجامی
خبر سنکر رسول اللہ کے مقتول ہونے کے
دلوں کو انتہائی فکر تھی مسئول ہونے کے لۓ
سمجھتے تھے کہ آنے والا ہے روز حساب آخر
خدا کے سامنے دینگے بھلا ہم کیا جواب آخر
قریشی فوج ان شیروں پر گرتی تھی دلیرانہ
مگر خائف نہیں ہوتی تھی ان کے خوئے شیرانہ
یہ کرتے جارہے تھے وار شمشیر دو دستی کا
ہوائے خود سری منہ دیکھتی جاتی تھی پستی کا

## نگاہ ہادیؐ اسلام

نگاہ ہادی اسلامؐ ہر آئینہ شاہد تھی
قضا کا سامنا تھا اور جان ہر مجاہد تھی

مسلمانوں کے ہاتھوں فوج قریشی کی ہزیمت بھی
حصول فتح بھی غفلت پئے مال غنیمت بھی
ادھر ٹیلے سے ہٹنا اپنے تیرا انداز دستے کا
جسے تفویض سدِ باب تھا خالد کے رستے کا
نبیؐ کا حکم سُنکر بھولنا۔ یا بھول ہو جانا
فریضہ چھوڑ دینا۔ لوٹ میں مشغول ہو جانا
ادھر سے نا گہانی ضرب خالد کے سوا رونکی
سنانیں دشمنوں کی اور جانیں جاں نثارونکی
مسلمانوں میں اکثر کا حواس و ہوش کھو جانا
متاع دینوی پاتے ہی غفلت کوش ہو جانا
بہم اک دوسرے پر وار کرنا اہل ایماں کا
فرد ہو پلٹنا از سرِ نو تند طوفاں کا
اقلیت کی لیکن استقامت جاں نثاری پر
یہ سارے واقعات آئینہ تھے محبوب باریؐ پر
اشاروں میں بتایا تھا جو راز اب کھلتا جاتا تھا
کہ داغ غفلت ملّت لہو سے دھلتا جاتا تھا
یہاں ایمان کو تُلنا تھا میزان محبت میں
بشر کا حوصلہ کُھلنا تھا اعلان محبت میں
یہاں نو مسلموں کو مشق کرنی تھی قواعد کی
دکھانی تھی یہاں اُفتاد وقت نامساعد کی
یہاں گر گر کے ناپختہ کار ہونا تھا

یہیں تو لشکر اسلام کو تیار ہونا تھا
کھڑے تھے اسلحہ در بر رسول پاک میداں میں
نظر آتی تھی ہرسوا بتری فوج مسلماں میں
اُبھرتا ڈوبتا ہو جس طرح گرداب میں تنکا
گر وہ شرک میں یہ حال تھا ہر مرد مومن کا
ہٹاتا اور ہنکا تھا ہجوم قرشیاں ان کو
قدم رکھنے کی مہلت تھی نہ زیر آسماں ان کو

تشریح:

۱؎ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۳) تو ہمارا کوئی عذر پیش خدا قبول نہیں ہوسکتا۔ (تاریخ العمران)

## اس اُفتاد کے وجوہ

ہزار افراد اس میداں میں آئے تھے مدینے سے
مگر ان میں تھے پورے تین سو معمور کینے سے۱؎
وہ سب غدار بزدل وہ کمینے اور دُوں ہمت
کہ جنکی زیست بھی لعنت تھی جنکی موت بھی لعنت
وہ صف بندی سے پہلے ہی شگون ناموافق تھے
مسلمانوں میں شامل تھے۔ مگر کامل منافق تھے
ابھی آغاز بازی تھا۔ کہ وہ چوگان سے نکلے
ابھی تغیں نہ نکلی تھیں کہ وہ میدان سے نکلے
بقیہ سات سو اصحاب سب تھے صادق الایماں

ہوئے جو معرکہ آرا بروئے لشکر شیطاں
رہے جبتک یہ قائم اپنے ہادیؐ کی ہدایت پر
خدا ہر آئنہ موجود تھا ان کی حمایت پر
بظاہر تو یہ چھوٹی سی جماعت (بضاعت تھی)
مگر سارے زمانے کے مقابل اک جماعت تھی
یہ زندہ معجزہ تھا صاحب روز شفاعتؐ کا
بکھیرا اس نے شیرازہ ہزاروں کی جماعت کا
مگر جب سر اٹھایا فتنہ مال غنیمت نے
ظفر کا منہ دکھا کر آلیا۔ ان کو ہزیمت نے
نبی کے قتل ہونے کی خبر نے ہمتیں توڑیں
کثیر افراد نے پیٹھیں خدا کی راہ سے موڑیں
سُنائی ہی کچھ ایسی تھی حواس و ہوش کھو بیٹھے
غنیمت کیا ملی اُمید ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے
فقط ستر مجاہد رہ گئے تھے معرکہ آرا
مقابل اس گھڑی جن کی جہان کفر تھا سارا
گھرے تھے قاتلوں میں موذیوں میں بدنہادوں میں
لہو کا آخری قطرہ بہانے کے ارادوں میں
جگر پُرخوں تھے سب کے سوزش داغ جدائی سے
شکستہ دل تھے لیکن کام تھا۔ جنگ آزمائی سے
یہ نازک مرحلہ محتاج تھا۔ جسؐ کی قیادت کا
اُحد کی سرزمیں پرشور تھا اسؐ کی شہادت کا

کہاں تھا وہ امام المرسلینؐ وہ ہادی اعظمؐ
کہاں تھا وہ پناہ بے کساںؐ وہ نازش آدمؐ
جہاد وسعی و کوشش تک وہی تھا پیشروان کا
اُسی کا دم قدم تھا آسرا ہر مرد مومن کا
مگر مال غنیمت پر گرے جب ٹوٹ کر غازی
نظر آیا نہ یہ جذبہ اُسے شایان جانبازی
جہاد اُس کا تھ ابھر دیں یہ دنیا پر ہوئے مائل
میان دیدہ و دل ایک پردہ وہ گیا حائل
قوانین محبت سخت ہیں غفلت کے بارے میں
کہ غفلت چھوڑتی ہے کشتیوں کو لا کے دھارے میں
یہ پائی غفلت یکہ لحظہ کی پاداش اُمت نے
کہ کھائی اپنے ہاتھوں ہی شکست فاش اُمت نے
اُسی کا دست حق شامل تھا باطل کی ہزیمت میں
شمولیت نہ کی اُس نے مگر مال غنیمت میں
صحابہؓ ڈھونڈتے پھرتے تھے ہر سو اپنے ہادیؐ کو
کئے دیتے تھے اپنے خون سے رنگین وادی کو
پڑے پردے نگاہوں پر ہوئے معذور آنکھوں سے
کہ اوجھل ہو گیا تھا دو جہاں کا نور آنکھوں سے
وہ مہر آشکار تھا نظر آتا نہ تھا اِن کو
وہ جلوہ جلوہ آرا تھا نظر آتا نہ تھا ان کو
بہت پر درد تھی اخلاص مندوں کی پریشانی

یہ دل غرق جدائی تھے۔ ادھر تیغوں کی طغیانی
ادھر قلب و جگر کو ناپتی تھیں ان کی شمشیریں
اُدھر آنکھیں تھیں فرطِ رنج سے حسرت کی تصویریں

تشریح:

لے اب اُبی اور اُس کے ساتھی منافق جو جنگ کے شروع ہونے سے پہلے ہی بہانہ کر گھروں کو واپس چلے گئے۔(مصنف)

## ابن قمیہ کے دعوے پر ابو سفیان کا شک

زبان ابن قمیہ پر تھا نعرہ شادمانی کا
سُنایا پھر رہا تھا حال اپنی پہلوانی کا
وہ میں ہوں آج میں نے روز کا جھگڑا چکایا ہے
میرے ہی بازوؤں نے کعبۂ مقصود ڈھایا ہے
سپہ سالار ابوسفیاں مگر تھا بیقرار ابتک
نظر آئی اس کو باغ عالم میں بہار ابتک
اگرچہ ناگوار تھی محمدؐ کی حیات اس کو
مگر ممکن نظر آئی نہ یہ شکل ممات اس کو
خدا جس کا نگہباں ہو فرشتے جس کے رکھوالے
اُسے یہ بے حقیقت ابن قیمہ قتل کر ڈالے!"
بچانا چاہتا تھا بات کچھ پچتی نہ تھی دل میں
خبر ایسی "عظیم الشان" تھی جچتی نہ تھی دل میں
محمدؐ ہی کو یہ بھی ڈھونڈتا پھرتا تھا میداں میں

مگر کوئی پتہ ملتا نہ تھا گنج شہیداں میں
نہ مقتولوں میں اُس کے جسم اطہر کا نشاں پایا
نہ اس میداں میں اُسکو زخمیوں کے درمیاں پایا

تشریح:

لے جاں نثاران خاص برابر لڑتے جاتے تھے۔ لیکن نگاہیں سرور عالم کو ڈھونڈتی تھیں (سیرت النبی)

حضرت علیؓ تلوار چلاتے دشمنوں کی صفیں الٹتے جاتے تھے۔ لیکن کعبہ مقصود (رسول اللہ) کا پتہ نہ تھا۔ (سیرت النبی)

## کعب بن مالک حضور کو پہنچاتے ہیں

یہ نازک تھا اسلام کے عالی اساسوں پر
سروں سے خون بہ بہ کر ٹپکتا لب اسوں پر
نبیؐ کو ڈھونڈتے تھے اور تیغیں منہ پہ کھاتے تھے
خبر اس کعبہ مقصودؐ کی لیکن نہ پاتے تھے
صحابہؓ میں جو یوں ثابت قدم تھے جاں نثاری پر
نگاہ کعبؓ اُن میں سے پڑی محبوب باری ۲ے پر
لباس جنگ پہنے خود برسر تھا۔ زرہ دربر
وہ ہادیؐ وہ شفیع انس وجاں کونین کا سرورؐ
نگاہ کعبؓ نے دیکھی نرالی شان پیغمبرؐ
ہزاروں حملہ آور اور تنہا جان پیغمبرؐ

تشریح:

لے اُحد میں جب ایک حشر برپا تھا۔اور مسلمانوں کا لشکر پراگندہ ہوگیا تھا۔ آنحضرتؐ کو ایک بالشت جگہ سے ہٹتے نہیں دیکھا گیا۔آپ بروئے اعدا اسی طرح قائم تھے۔حالانکہ ہر طرف تیر برس رہے تھے۔اور تلواریں چل رہی تھیں۔(رشاد الحکمتہ)

## کہاں؟

جہاں اِک اِک قدم پر کاسہ ہائے سر لڑھکتے تھے
جہاں بازو پیاپے وار کرنے سے نہ تھکتے تھے
جہاں فرشِ زمیں گلرنگ تھا خون شہیداں سے
جہاں اک اک لعیں ممتاز تھا فرعون وہاماں سے
جہاں اس جرم پر جاں چھین لیجاتی تھی انساں کی
کہ وہ پوجا نہیں کرتا بتوں کی اور شیطاں کی
جہاں لوہے کے سینوں میں نہاں تھے دل بھی لوہے کے
جہاں تھے آلہ ہائے قتل بھی قاتل بھی لوہے کے
جہاں غصہ تھا۔کینہ تھا۔عداوت تھی درشتی تھی
جہاں مقصود حملہ آوری تھی دھینگا مشتی تھی
جہاں گرزا ژدہاؤں کی طرح لہرا کرتے تھے
جو سر توڑ کے اور مغز سر کو کھا کے پھرتے تھے
جہاں آتی تھیں چاروں سمت سے تیروں کی بوچھاڑیں
جہاں اٹھتے نعرے جس طرح ہاتھی کی چنگھاڑیں
وہیں وہ مظہرِ حق تھا ثبات معجزانہ سے

اُسی شان ووقارو شوکت پیغمبرانہ سے
بنائے آسماں بھی جس زمیں پرڈگمگاتی تھی
محمدؐ تھا کہ اس کے پاؤں میں لغرش نہ آتی تھی
خوشی تھی فتح کی اُس کو نہ کوئی غم ہزیمت کا
مثال عرش قائم تھا قدم اُس کی عزیمت کا
ادھر سے تیر آتے تھے۔ اُدھر سے تیر آتے تھے
طواف نور کرتے اور قرباں ہوتے جاتے تھے

تشریح:

۱؎ آپ کے سر پر مغفر تھا۔اور بدن مبارک پر دہری زرہ تھی (تاریخ العمران)

۲؎ حال یہ تھا کہ آپ کے جانثار آپ کے پاس سے لڑتے لڑتے اور دشمنوں کو ہٹاتے ہٹاتے دُور چلے جاتے تھے۔ آپؐ تنہارہ جاتے تھے۔(تاریخ العمران)

## کعبؓ نے کیا دیکھا

عیاں تھا خود سے دُہری زرہ سے بھی جمال اُس کا
فلک پر مہر کو محبوب کرتا تھا جلال اُس کا
قریب اُس کے تھے محو جنگ گنتی کے رفیق اُسکے
اُسی کے نقش پا پر چل رہے تھے ہم طریق اُسکے
علیؓ و طلحہؓ و سعدؓ و زبیرؓ اُسکے تھے پروانے
وہ شمع خیر تھا یہ اہل خیر اُسکے تھے پروانے
یہی چاروں طرف قربان تھے پروانہ وار اس پر
وہ ایماں تھا کئے دیتے تھے۔ یہ جانیں نثار اس پر

یہ رہ جاتے تھے اکثر قاتلوں کی فوج میں گھر کر
مگر پھر مرکز اصلی پہ آجاتے تھے ہر پھر کر
یہ فوجوں کو ہنکاتے مارتے تھے اور ہٹاتے تھے
یہ موجوں میں شناور کی طرح غوطے لگاتے تھے
بہا کر دور لیجاتی تھی ان کوان کو جولانی
کہ پورے زور پرتھی اس جگہ دریا کی طغیانی

## میدان میں شانِ نبوّت

مگر ہر آئینہ میداں میں قائم ثابت ۔استادہ
تن تنہا نظر آتا تھا وہ اللہ کا دلدادہ
سُنا اُسنے بھی اپنے قتل ہو جانے کا آوارہ
بکھرتا اس نے دیکھا اپنی جمعیت کا شیرازہ
نظر آیا تھا ۔نوخیزوں کا میداں چھوڑ جانا بھی
سکوت بے خودی بھی اور پیٹھیں موڑ جانا بھی
ثبات و صبر والوں کی بھی شانیں دیکھتا تھا وہ
رہیں جاں نثاری چند جانیں دیکھتا تھا وہ
وہ ہر لحظہ شہادت دیکھتا تھا اپنے یاروں کی
بہر سو زیر خنجر گردنیں تھیں اس کے پیاروں کی
خبر تھی اس کو دشمن میں اُسی کے خُون کے پیاسے
اُسی کا نقش کرنا چاہتے ہیں محو دنیا سے
جہاں میں جن کے رُتبے وہ دو بالا کرنیوالا تھا

نگاہ و قلب میں جن کے اُجالا کرنیوالا تھا
وہ سب اندھے نظر آتے تھے آج اس نور کے درپے
جہالت کی یہ آندھی تھی چراغ طور کے درپے

## پیغمبرؐ کا عزم اور تاثرّ

یہ ایسا مرحلہ تھا جس میں دعوے ٹوٹ جاتے ہیں
اُکھڑ جاتے ہیں میداں سے قدم جی چھوٹ جاتے ہیں
فلک نے بارہا انسان کو جنگ آزما پایا
نہ قائم اس طرح کوئی محمدؐ کے سوا پایا!
وہ قلب مطمئن خاطر بہم اوّل سے آخر تک
وہ طبع مستقل ثابت قدم اوّل سے آخر تک
مسلمانوں کا اک اک زخم تن تھا داغ دل اسکا
بہار زخم اُمت سے چمن تھا باغ دل اس کا
دل ہمدرد اس کا ہر کسی کا درد سہتا تھا
مگر منہ سے سوائے شکر وہ کچھ بھی نہ کہتا تھا
تن ہر مرد مومن پر جو دشمن وار کرتے تھے
اُدھر سر پر نہ آتے تھے اِدھر دل میں اُترتے تھے
مگر وہ تھا بہ اطمینان اپنے حال پر قائم
اُسی پیغمبر نہ عزم و استقلال پر قائم
یہ سب وہ کس لئے سہتا تھا اِک اسلام کی خاطر
بشر کے امن اور توحید کے پیغام کی خاطر

نگاہوں نے ابھی تک یہ کمال اُس کا نہ دیکھا تھا
کہ دیکھا تھا جمال اُس کا جلال اُس کا نہ دیکھا تھا

## کعبؓ بن مالک کی صدا

نگاہِ کعبؓ بن مالک پڑی جب قدِ بالا تر
وجود پاک پرزریں جھلم تھا روئے والا پر
مگر وہ حق نما آنکھیں۔ مگر وہ باحیا آنکھیں
جھلم سے تھیں نمایاں۔ مظہر شان خدا آنکھیں
انہی آنکھوں سے چشم کعبؓ نے حضرت کو پہچانا
خدا کا نور دیکھا۔ آیہ رحمت کو پہچانا!
خبر شیطاں نے جسکے قتل ہونے کی اڑائی تھی
خدا نے پھر اُسی محبوب کی صورت دکھائی تھی
چھلک اٹھا خوشی کے جوش سے غازی کا پیمانہ
صدا اٹھی زبان کعبؓ سے بے اختیارانہ
''نوید اے طالبان جلوہ مطلوب ربانی
خدا کے فضل سے موجود ہیں محبوب سبحانی
نوید اے تشنگان شربت دیدار ادھر آؤ!
اِدھر آؤ ادھر ہیں جلوہ گر سرکار ادھر آؤ
یہاں یہاں آؤ یہاں موجودہ فخر امامت ہے
ہماری زندگی کا آسرا زندہ سلامت ہے

## تشریح:

۱؎ چہرہ مبارک پر مغفر تھا۔لیکن آنکھیں نظر آتی تھیں۔(سیرت النبی)

۲؎ کعبؓ نے پہچان کہ پکارا۔مسلمانو رسول اللہ یہ ہیں۔(سیرت النبی)

## شمع نبوت کے پروانے

رسول اللہ نے دیکھا رنگ اس اخلاص کوشی کا
اشارے سے کیا اشاد ضابط نے خموشی کا۱؎
صدائے کعبؓ گونج اٹھی مگر کہسار و میداں میں
نوید زندگانی تھی۔ یہ گوش اہل ایماں میں
صحابہ منتشر تھے معرکہ گہ میں بھٹکتے تھے
زمین و آسماں کی صورتیں حسرت سے تکتے تھے
صدائے کعبؓ ہاتف کیطرح اب کان میں آئی
نوید آقا کی پائی۔ جان گویا جان میں آئی
سمائی تازگی اس طرح اندام فسردہ میں
پلٹ آتی ہیں روحیں جس طرح اجسام مردہ ہیں
رُخ امید دیکھا روشنی آئی نگاہوں میں
یقیں آیا ہم ابتک ہیں محمدؐ کی پناہوں میں!
کھنچے عاشق۔اڑیں جسطرح سوئے کہربا تنکے
نبی کو دیکھ کر پر لگے گئے ہر مرد مومن کے
قلم کرتے سروں کو بازوؤں کو چھانٹتے آئے
متاع ضرب کاری دشمنوں میں بانٹتے آئے

## تشریح:

۱؎ آپ نے کعبؓ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا (تاریخ العمران)
۲؎ شکر ہر طرف سے جاں نثار ٹوٹ پڑے۔ (سیرت النبی)

## کفار کے شدت

طواف شمع جب کرنے لگے آ آ کے پروانے
اُسی نقطہ پہ دھاوا کردیا افواج اعدا نے ۱؎
قریشی فوج نے بھی کعبؓ کی آواز سُن پائی
اُمڈ کر ہر طرف سے آپ یہ آندھی اسطرف آئی
نظر آیا کہ جھوٹا اور دعا تھا ابن قمیہ کا
ہزاروں لعنتیں تھیں ایک ماتھا ابن قمیہ کا
کیا اب سخت دھاوا پیدلوں نے اور رسالوں نے
رسولؐ پاک پر انیاں جھکائیں نیزہ والوں نے

## حضرت علیؓ کی جانبازی

کیا جب قاتلوں نے قصد یوں نزدیک آنے کا
علیؓ سے اَمر حضرت نے کیا ان کو ہٹانے کا ۲؎
لگی اُٹھ اُٹھ کے گرنے ہر طرف تیغ یداللٰہی
یہ ناری پھر جہنم کی طرف ہونے لگے راہی
گرایا خاک پر لاشے پہ لاشہ دست حیدرؓ نے
یہ جنگل کاٹ ڈالا بے تحاشا دست حیدرؓ نے
بھری تھی برق باطل سوز تیغ شیر یزداں میں
لپک اُٹھا تھا اک شعلہ سا نیزوں کے نیستاں میں

اگر چہ خوف حیدرؓ سے تھا زہرہ آب دشمن کا
مگر اُمڈا ہوا تھا چارسو سیلاب دشمن کا

## تشریح:

۱۔ کفار نے اب ہر طرف سے ہٹ کر اسی رُخ پر زور دیا۔(سیرت النبی)

۲۔ دل کا دل ہجوم کر کے بڑھتا تھا۔لیکن ذوالفقار کی بجلی سے یہ بادل چھٹ کر رہ جاتے(سیرت النبی)

جب پہلا غول بڑھا۔تو آپؐ نے علی المرتضےؓ کو قریب کھڑے تھے۔روکنے کا حکم دیا۔حضرت علیؓ نے بڑھکر ان کو منتشر کر دیا۔(خاتم المرسلین)

## حضور پر تیروں کی بارش

ہٹیں ہٹ کر جمیں پھر ٹولیاں بزدل شریروں کی
رسول پاکؐ پر ہونے لگی تو چھاڑ تیروں کی
ادھر جسموں کی دیواریں اُٹھا دیں باوقاروں نے
بساطِ عشق پر جانیں بچھا دیں جاں نثاروں نے
صحابہؓ نے دیا تیروں کا تیروں سے جواب اُن کو
بناتے تھے نشانہ آپ خود عالی جناب اُن کو۱
کمانیں تاب لاتی تھیں۔نہ زوردست ہادیؐ کی
مگر تھی معجزانہ شان اس فکرارادی کی
علیؓ اک سمت سعدؓ اک انہیں چورنگ کرتے تھے۔
علی اک سمت سعدؓ اک سمت انہیں چورنگ کرتے تھے
ابوبکرؓ و عمرؓ اک سو جہاد جنگ کرتے تھے

زبیرؓ و طلحہؓ تھے سینہ سپر سرکار عالی پر
یہ پروانے مٹے جاتے تھے حسن بے مثالی پر
قریش اللہ کے مرسل پہ زغہ کر کے آتے تھے
صحابہؓ بڑھ کر تیغوں سے لپٹ کر زخم کھاتے تھے
اُدھر سے پے بہ پے تیروں کی اک بوچھاڑ آتی تھی
اِدھر سے ڈھال طلحہ بن عبید اللہؓ کی چھاتی تھی
یہی وہ تھے جو حامی تھے غلاموں اور ضعیفوں کے
مخالف تھے شریروں کے موید تھے شریفوں کے
اِدھر سینے تھے اِن کے اُس طرف خونریز بھالے تھے
یہ سب تھے پاپیادہ اُس طرف جنگی رسالے تھے

تشریح:

۱؎ آنحضرت صلعم کے ہاتھ میں کمان تھی۔اور تیر مارتے تھے۔(رشادالحکمۃ)
آنحضرت کبھی کمان سے تیر چلاتے کبھی پتھر ماتے تھے۔(تاریخ العمران)

۲؎ پہلے کمان کا چلا ٹوٹا۔حضرتؐ نے کمان عکاشہ بن محض کو دی۔کر چلا کھینچیں۔ انہوں نے زور لگایا۔مگر وہ پورا نہ ہوا آپؐ نے فرمایا کھینچ کھینچ پورا ہو جائیگا۔اب کے جو کھینچا تو وہ اس قدر بڑھا (آگے حاشیہ صفحہ ۲۱۸)

## مدینے میں شہادت رسولؐ کی افواہ

کیا شیطاں نے ایسا اہتمام اس کی اشاعت میں
مدینے تک بھی جا پہنچی خبر یہ ایک ساعت میں۲؎
گھروں کی سیبیاں طاری حیا تھی موبموجن پر

وہ معذورین عاید تھا نہ حکم جاھدُوا جن پر
وہ کمسن نوجواں پلٹا دیا تھا راہ سے جن کو
محبت تھی مگر سرکارؐ عالی جاہ سے جن کو
وہ مائیں پالتی تھیں جوگھروں میں بال بچوں کو
لئے بیٹھتی تھیں گودوں میں بلند اقبال بچوں کو
وہ بیوائیں نبیؐ کے فیض پرجن کا گذارا تھا
ضعیف افراد جن کا بازوئے حق ہی سہارا تھا
مساکین و یتامیٰ جن کے سر پر تھا وہیؐ سایا
وہی تھا آسرا جن کا ۔ وہی تھا جن کا سرمایا
کیا تھا آپ نے بہر حفاظت قلعہ بند ان کو
مباد آپ کی غیبت میں پہنچے کچھ گزندان کو
سُنا جب یہ کہ سایہ اٹھ گیا محبوب باری کا
نہ پوچھ اب نہ پوچھ حال ان کے بے قراری کا

## تشریح:

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۱۷) کہ پورا ہوکرکئی پھیر زیادہ ہو گئے ۔حضرت نے پھر اس کمان سے کام لیا۔ اب کے اس کا گوشہ بھی ٹوٹ گیا ۔ (تاریخ العمران ۔رشاد الحکمۃ)

لے جاں نثاران نبیؐ چاروں طرف کے گرد دار پھرتے تھے ۔کوئی ایک طرف حملے کو رکتا تھا۔کوئی دوسرے طرف ۔مگرانبوہی کم نہ ہوتا تھا۔ (تاریخ العمران)

۲ے یہ خبر کہ حضور نے شہادت پائی ۔مدینہ میں بھی پہنچی ۔اور ہرفرد کا دل ہل گیا۔ (تاریخ العمران)

عورتیں اور بچے اس خبر کو سن کر بے تاب ہو گئے اور مدینے سے نکلے۔ (رشاد الحکمۃ)

## بھاگ کر مدینے پہنچنے والوں کی پشیمانی

وہ مومن جو گھروں میں جا گھسے تھے چھوڑ کر میداں
ندامت سب پہ طاری تھی کہ سب تھے صاحب ایماں
انہیں دیکھا گھروں کے بیبیوں نے اور ماؤں نے
کہ یوں پشتیں دکھا دیں جنگ میں جنگ آزماؤں نے
دیئے ماؤں نے دکھے سپیوں نے ان سے رخ پھیرا
جدھر آنکھیں اٹھیں شرم و ندامت نے انہیں گھیرا
کہا ماؤں نے۔ جاؤ اب نہ تم بیٹے نہ ہم مائیں
حرام اُن پر ہمارا دودھ جو اس طرح بھاگ آئیں
لحاظ خلق کیا ہوتا خدا سے بھی نہ شرمائے
محمدؐ کی شہادت کی خبر سنتے ہی بھاگ آئے
اسی بے آبروئی کے لئے کیا تم کو پالا تھا
وہیں تم بھی رہے ہوتے۔ جہاں وہ کملیؐ والا تھا
پکاریں سپیاں مردوں کی ہوتی ہیں یہی شانیں
کہ رن میں آبرو دے کر بچالایا کریں جانیں
تمہیں تو ہم نے حق پر جاں فدا کرنے کو بھیجا تھا
حق احسان پیغمبرؐ ادا کرنے کو بھیجا تھا
اگر یارانہ تھا اسلام پر قربان ہونے کا

تو دعویٰ کیوں کیا تھا صاحب ایمان ہونے کا
یہی شرط وفا ہے۔ کیا یہی ہے کام مومن کا؟
کہ چھوڑا تم نے دامن اپنے آقا۔ اپنے محسنؐ کا!
یہ بیچارے کسی قابل نہیں میں'' بول اٹھیں بہنیں
''گھروں میں چھپ کے بیٹھیں چرخہ کاتیں چوڑیاں پہنیں
خدا اور مصطفےٰ کی لاج سے جو مرد ہیں عاری
وہ اپنی ماؤں بہنوں کی کرینگے کیا نگہداری

## سب میدان کی طرف پلٹتے ہیں

دکھائے اس طرح آئین غیرت نے جو آئینے
تو احساس خطا کے جوش سے پھٹنے لگے سینے
یہ طعنے تیرو نشتر سےزیادہ کار گر نکلے
نظر آیا۔ کہ ہم تو عورتوں سے بھی بتر نکلے
کیا تھا فرض سے برگشتہ فرطیاس نے اُن کو
مگر چونکا دیا اب شرم کے احساس نے ان کو
خدا کی راہ سے بھٹکتے ہوئے پھر راہ پر آئے
پلٹ کر اُلٹے قدموں پھر شہادت گاہ پر آئے

## جو دشت وجبل میں آوارہ تھے

گریزاں تھے جبال ودشت میں کچھ بھاگنے والے
پڑے پھرتے بیچاروں گریبونوں میں سر ڈالے!
زلیس اُفتاد سے نادم۔ زبس لغزش سے شرمندہ

دلوں میں سوچتے تھے۔ اب نہ مردہ ہیں۔ نہ ہم زندہ
رسول اللہ کے احسان یاد آتے تھے۔ رہ رہ کر
کئے دیتی تھی اُن کو غرق جوئے اشک بہہ بہہ کر
اچانک معرکے سے پھر صدائے جاھدُوا آئی
دلوں میں از سر نو مژدہ لائی
ہوا روحوں پہ طاری جذبہ کامل شہادت کا
کہ پھر ہاتھ آگیا چھوٹا ہوا دامن سعادت کا
یہ پلٹے اور آکر ہوگئے پھر جنگ میں شامل
انہیں اُفتاد نے اب کردیا تھا۔ پختہ و کامل

## خاتونانِ اسلامؓ

سماعت میں جو یہ دل ریش اخبار وفات آئیں
مدینے سے نکل کر مومنات قانتاتؓ آئیں!
نبی کو ڈھونڈتی تھیں اس ہلاکت خیز میداں میں
لئے پھرتی تھیں۔ اک تصویر حسرت چشم حیراں میں
بہر سو زخمیان جنگ کو پانی پلاتی تھیں
کہیں لیکن سُراغ ساقی کوثر نہ پاتی تھیں
شہادت یاب فرزندوں کی عالی مرتب مائیں
دلوں میں لائیں تھیں۔ قربان ہونے کی تمنائیں
وہ مائیں جن کے آغوشوں نے پہلے شیرنر پالے
رضا کاری سے پھر اسلام پر قربان کر ڈالے

پدر۔ شوہر برادر اور پسر اسلام پر صدقے
خوشی سے کردئے تھے گھر کے گھر اسلام پر صدقے
نہ رشتے اب نہ کوئی مامتا مطلوب تھی ان کو
وجود پاک ہادیؐ کی بقا مطلوب تھی ان کو
یہ مشکیزوں میں پانی دور سے بھر بھر کے لاتی تھیں
یہ کوثر طالبان آب کوثر کو پلاتی تھیں[1]

## تشریح:

[1] بہت سی خاتونان اسلام جن سے میں بعض کے اسمائے گرامی۔ بالتخصیص معلوم ہیں ۔معرکہ گاہ میں پہنچیں۔ یہ سب زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔(تاریخ العمران)

## حضرت اُمِ عمارہؓ[2]

اُحد میں خدمتیں جن کی بہت ہی آشکار تھیں ۔
اُنہی میں ایک بی بی حضرت اُمِ عمارہؓ تھیں
پئے اسلام دے کر اپنے فرزندوں کی قربانی
پلاتی تھی یہ بی بی زخمیان جنگ کو پانی
نبیؐ کی ذات پر جب جھک پڑے ایمان کے دشمن
ہوئے اُس زندگی بخش جہاںؐ کی جان کے دشمن
اُسی شمع ہدیٰ پر جب پلٹ کر آ گئی آندھی
تو اس بی بی نے رکھ دی مشک چادر سے کمر باندھی
تھے اس کے شوہر و فرزند بھی مصروف جاں بازی

رسول اللہ پر قربان تھے اللہ کے غازی
ہوئی یہ شیر زن بھی اب قتال و جنگ میں شامل
سپر بن کر لگی پھرنے بگرد ہادی کاملؐ
یہ اپنی جان پر ہر زخم دامن گیر لیتی تھی
کوئی حربہ وجود پاک تک آنے نہ دیتی تھی
نظر آئی نئی صورت جو حرز جان پیغمبرؐ
کیا یک لخت بڑھ کر حملہ اک بدکیش نے اس پر
نہتی تھی مگر کرنے لگی پیکار دشمن سے
مروڑا اس کا بازو چھین لی تلوار دشمن سے
اسی شمشیر سے اس نے سر شمشیر زن کاٹا
ہو اس شیر زن کے خوف سے اعداد میں سناٹا
جدھر بڑھتے ہوئے پاتی تھی یہ محبوب باریؐ کو
پہنچتی تھی وہیں اُمِ عمارہؓ جان نثاری کو
سر و گردن پہ اس بی بی نے تیرہ زخم کھائے تھے
مگر میدان سے اس کے قدم ہٹنے نہ پائے تھے
یہ اُٹھی تھی نماز صبح کوتاروں کے سائے میں
نماز ظہر تک قائم تھی تلواروں کے سائے میں
فرشتے دنگ تھے اس تیغ ایمانی کے جوہر سے
کہ حاضر تھی یہ جان و مال سے فرزند و شوہر سے
یہ مائیں تھیں۔جن کی گود میں اسلام پلتا ہے
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے

## تشریح:

۱؎ اُمِ عمارہؓ۔ اس کا شوہر اور دونوں بیٹے اُحد میں اہل او رثابت قدم تھے ۔(رشاد الحکمۃ )

۲؎ اُم عمارہؓ حضورؐ کے آگے پیچھے دائیں بائیں پھرتی تھے۔ اور آپ کی ذات پر جو حملہ ہوتا تھا۔ اس کو روکتی تھیں۔

## ابوطلحہؓ وسعد وقاصؓ کی تیر اندازی

پیمبرؐ کی طرف چاروں طرف سے تیر آتے تھے
مگر نور مجسم پر نچھور ہوتے جاتے تھے
ادھر سعدؓ و ابوطلحہؓ کے ہاتھوں میں کمانیں تھیں
نبیؐ کا ترکش انکے پاس تھا یہ انکی شانیں تھیں
کرم۲؎ یہ تھا کہ سر رکھ کر ابوطلحہؓ کے شانے پر
نشان حق لگا دیتا تھا۔ تیروں کونشانے پر
ابوطلحہؓ کے ہاتھوں میں کمانیں پے بہ پے ٹوٹیں
ادھر اُن خاطیوں کی سہم جاں نے گردنیں گھوٹیں
اماں دیکھتی نہ دامان نبیؐ کے گوشہ گیروں سے
تو گوشوں میں چھپے سعد وابوطلحہؓ کے تیروں سے

## تشریح:

ابوطلحہؓ مشہر تیانداز تھے ۔ انوہں نے اس قدر تیر برسائے کو دو تین کمانیں اُن کے ہاتھ میں ٹوٹ ٹوٹ کر رہ گئیں ۔

۲؎ سعد وقاصؓ بھی مشہور تیرا انداز تھے ۔ اور اس وقت رکاب میں حاضر تھے ۔

آنحضرتؐ نے اپنا ترکش کے آگے ڈال دیا۔اور فرمایا۔تم پر ماں باپ قربان۔ تیر مارتے جاؤ۔(سیرت النبیؐ)

۳؎ حضرت ابوطلحہؓ کے پیچھے سرودوش کے مابین سر اقدس رکھے۔ان کے تیروں کونشانہ پر لگنے کا معائنہ فرماتے تھے۔(رشاد الحکمۃ)

## ترکش خالی ہو جاتے ہیں

مگر موجوں کا اک تانتا بندھا تھا فوج سرکش میں
ابوطلحہؓ نے دیکھا تھڑ گئے ہیں تیر ترکش میں۱؎
ابو طلحہؓ پکارے اے خدا کے مظہر عالیؐ
نہیں اب تیر باقی ۔ میرا ترکش ہو گیا خالی
میرے ماں باپ قربان زد سے اب سرکار ہٹ جائیں
ذرا سی دیر جب تک آندھیاں میداں سے چھٹ جائیں
رسول اللہ سُن کر مسکرائے اور فرمایا
خدا کو نور اس علام میں چھپنے کو نہیں آیا
یہ کہہ کر چند شاخیں دیں ابوطلحہؓ کو سرورؐ نے۲؎
انہی شاخوں سے اب وہ تیرہ اندازی لگے کرنے
یہ سوکھی لکڑیاں قلب و جگر برمانے والی تھیں
قضا کے تیر بن بن کر قیامت ڈھانے والی تھیں
کمان آخری بھی دے گئی لیکن جواب آخر
یہ بیچاری نہ لائی قادراندازی کی تاب آخر
یہ صورت دیکھ کر اب ہوگئے لاچار ابو طلحہؓ

رسول اللہ کے آگے بن گئے دیوار ابو طلحہؓ
نبیؐ کی ذات پر اس سمت سے جو تیر آتے تھے
ابو طلحہؓ ہدف بنتے تھے۔ آقاؐ کو بچاتے تھے
کیا تیروں نے چھلنی کی طرح سینہ نگار ان کا
مگر خوش تھے کہ راضی ہو گیا پروردگار ان کا

## تشریح:

۱ ابوطلحہؓ کے پاس تیر تھڑ گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ حضور اب ہٹ جائیے۔ خدا مجھے آپ پر فدا کرے (رشاد الحکمۃ)

۲ آنحضرتؐ ابوطلحہؓ کے چوب خشک اٹھا کر دیتے تھے اور فرماتے تھے۔ مار اس تیر کو۔ اور ابوطلحہؓ اسی کو کمان پر رکھ کر چلاتے تھے۔ اور یہ خطا نہ کرتا تھا۔ (تاریخ العمران)

۳ تیسری کمان بھی ٹوٹ گئی۔ تو ابوطلحہؓ آنحضرت پر ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے۔ اور تیروں کے سامنے سینہ کر دیا۔ (رشاد الحکمۃ)

انہوں نے (ابوطلحہؓ) سے سپر سے آنحضرتؐ کے چہرے پر واٹ کر لی تھی۔ کہ آپؐ پر کوئی وار کرنے نہ پائے۔ آپ کبھی گردن اٹھا کر دشمنوں کی فوف کیطرف دیکھتے تو عرض کرتے کہ آپؐ گردن نہ اٹھائیں۔ ایسا نہ ہو۔ کوئی تیر لگ جائے یہ میرا سینہ حاضر ہے۔ (سیرت النبی)

## سعدؓ وقاص کی تیر اندازی

قدراندازی سعدِ وقاص اعجاز تھی گویا
قضا خود ان کے ہاتھوں سے قدر انداز تھی گویا

کماندارانِ دشمن پتھروں کی آڑ لیتے تھے
مگر پیک قضا اپنے ہدف کو تاڑ لیتے تھے
جہاں بھی تیر سر کرتی ہوئیں آنکھیں نظر آتیں
جنابؔ سعدؓ کے ہاتھوں سے تیر بے خطا پاتیں
کہیں چلہ کشوں کو جز عدم گوشہ نہ ملتا تھا
عدم کی راہ ملتی تھی۔ مگر توشہ نہ ملتا تھا
قدرا انداز کچھ ایسا پسند آیا
نبیؐ نے اپنا کش سعدؓ کو تفویض فرمایا ۲
کماں کی ہر کشش سے اب مبارکباد ملتی تھی
کہ تیرا فگن کو شانِ سروریؐ سے داد ملتی تھی

## تشریح:

۱ مالک ابن زہیر اور حبان بن العرقہ دونوں درپے اصحاب نبیؐ تھے یہ پتھروں کی آڑ میں چھپ کر تیر چلاتے تھے حضرت سعد وقاصؓ نے انکو بھانپا اور عین اسوقت جب وہ تیر مارنے کو نشانہ باندھ رہے تھے۔ ایسا ایسا تیر مارا کہ آنکھوں کے راستہ پار ہوگیا۔

۲ سرکار والاؐ نے اپنا ترکش سعدؓ وقاص کے حوالے کردیا تھا۔ (تاریخ العمران)

## ابوسفیان اپر حضرت حنظلہؓ بن ابو عامرؔ کا حملہ

عجب منظر تھا ہر سو عام دھاوا تھا ہزاروں کا
ثبات و صبر قائم تھا۔ مگر ان جاں نثاروں کا
پہاڑوں کے جگر دہلا رہا تھا شور باطل کا

مگر چلتا نہ تھا چند اہل حق پر زور باطل کا
ابوسفیاںؔ بہت بیتاب بے آرام پھرتا تھا
نبیؐ پر حملے کرتا تھا۔ مگر ناکام پھرتا تھا
یہ چاروں سمت اُکساتا تھا باطل کے گروہوں کو
مگر کوئی ہلاسکتا نہ تھا۔ ان پرشکوہوں کو
کھڑا تھا پشت پر لشکر کے یہ سرخیل اعداد کا
کہ چشم حنظلہؓ نے دور سے مامرد کوتا کا
جھپٹ تھی بازوئے شاہیں کی یا اک جست ضیغم کی
ابوسفیاں کی آنکھوں میں فقط بجلی سی اِک چمکی
نگاہوں نے یہ دیکھا تیغ چمکی مرد غازی کی
گری فرش زمیں پر کٹ کے گردن اسپ تازی کی
گرا گھوڑا ابوسفیاں کو لے کر فرش سنگیں پر
دہن سے چیخ نکلی دہشت دیں پر
قریشی فوج کو اس نے پکارا اور دہائی دی
سپاہی دفعتہً لپکے تو یہ صورت دکھائی دی
ابوسفیاںؔ کے سینے پر سوار اک مردِ غازی دی
سپاہی دفعتہً لپکے تو یہ صورت دکھائی دی
ابوسفیاںؔ کے سینے پر سوار اک مردِ غازی تھا
اور اُس غازی کا دست راست محو کار سازی تھا
گرفت دست چپ میں تھی سپہ سالار کی گردن
جہنم کے لئے تھی منتظر اکوار کی گردن

مگر اس وار کی مہلت نہ دی قرشی سواروں نے
کہ جسم مردِ مؤمنؓ چھید ڈالا نیزہ داروں نے
یہ گلزار جوانی آخر سیراب شہادت تھا
بزور دست وبازو فاتح باب شہادت تھا
لبوں پر مسکراہٹ تھی ۔لباس سرخ تن پر تھا
عجب رنگ بہار جاوداں گل پیر ہن پر تھا

## تشریح:

۱؎ ابو عامر کے بیٹے حنظلہؓ نے کفار کے سپہ سالار پر حملہ کیا۔اور قریب تھا کہ ان تلوار ابوسفیان کا فیصلہ کردے (سیرت النبیؐ)

۲؎ حنظلہؓ بن ابو عامر نے ابوسفیان پر حملہ کیا اور اس کے گھوڑے کو پے کیا۔گھوڑا تڑپ کرگر پڑا ابوسفیان زمین پر لوٹنے لگا۔ اور شور کرتا تھا کہ اے گروہ قریش میں ابوسفیان ہوں اور یہ شخص مجھ کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔

## جان بچی لاکھوں پائے

ابوسفیاں بھی چوٹوں کو سہلاتا ہوا اُٹھا
ہوا خواہوں کو شکریہ بجا لاتا ہوا اُٹھا
مہیا ہوگیا اک اور گھوڑا بھر ا سواری
کہ گھوڑے کی سواری میں تھی مضمر شان سرداری
گئی گھوڑے کے ماتھے بچ گئی جاں خیریت گذری!
بڑا بیباک تھا مردِ مسلماںؓ خیریت گذری!
کمر میں درد چہرا زرد تھا اور دل ہراساں تھا

اجل نے طرح دیدی ۔ ورنہ بچنا کوئی آساں تھا!

نظر آنے لگا ناکام اس کو اپنا منصوبہ
پکڑتی جاری تھی طول یعنی جنگ مغلوبہ
نبیؐ کے صبر و استقلال پر اس کو تحیر تھا
وجود پاک ہر حالت میں بالائے تغیر تھا

## تشریح:

۱ حنظلہؓ شہید کردیئے گئے ۔ عین اس وقت کہ ان کا ہاتھ ابوسفیان کا گلا کاٹنے ہی والا تھا (تاریخ العمران) دیکھو حاشیہ۲ صفحہ ۲۳۰ پر

(حاشیہ صفحہ ۲۲۹) حضرت حنظلہؓ جنہوں نے سپہ سالار قریش ابوسفیان پر حملہ کیا اُسی ابو عامر کے فرزند تھے جو اُحد میں قریش کے ساتھ ہو کر لڑنے آیا تھا۔ اور جس نے انصار کو ورغلانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور میدان میں گڑھے کھدوائے تھے ۔ حضرت حنظلہؓ دل و جان سے مسلمان تھے ۔ آپ نے اپنے باپ کے مقابل نکلنے کی اجازت چاہی مگر آنحضرتؐ نے گوارا نہ فرمایا کہ بیٹا باپ کو قتل کرے ۔ جنگ مغلوبہ میں بے جگری کے ساتھ لڑے اور ابوسفیان کو گرا کر اُس کے سینے پر چڑھ گئے ۔ لیکن قتل کرنے کی مہلت نہ ملی ۔ اور ابوسفیان کے پکارنے پر قریشی سواروں نے ان کو شہید کردیا ۔ رضی اللہ تعالیٰ

آپ غسیل الملائکہ کہلاتے ہیں ۔ کیونکہ آپ کی شادی روز اُحد کی گذشتہ شب ہوئی تھی ۔ اور آپ صبح اُٹھتے ہی بغیر غسل فرمائے جہاد میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے ۔ اور اسی حالت میں شہید ہوئے ۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائکہ کو دیکھا کہ حنظلہؓ کو غسل دے رہے ہیں ۔ اُن کی زوجہ سے پچھوایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ جنب تھے ۔ اس لئے ان کو لقب غسیل الملائکہ پڑ گیا ۔ (دیکھو طبری و ابن اسحٰق)

## باب نہم

# آفتاب اور برج عقرب

## قریش کی سازشی ٹولی

کھڑی تھی ایک جانب قرشیوں کی سازشی ٹولی
سپہ سالار کی ہمراز تھے شیطاں کے ہمجولی
یہ چاروں حملہ کرنے کیلئے گھاتیں لگاتے تھے
پیمبرؐ تک پہنچنے کا کوئی رستہ نہ پاتے تھے
نگاہیں ابن قمیہ کی نظر آتی تھیں شرمندہ
گھٹاؤں میں تھا خورشید رسالتؐ اور تابندہ
ابوسفیاں قریب آکر ہنسا اور اس طرح بولا
جوانمردو۔ ابھی تک تم نے تیغوں کو نہیں تولا!
وہ جس کو قتل کرنے کی قسم تم سب نے تھی کھائی
وہ صورت سامنے موجود رہے ہمت کرو بھائی
تمہارا صید ہے آیا ہوا گھیرے میں فوجوں کے
تھپیڑے سہ رہے ہیں اسکے ساتھی تند موجوں کے
میری تجویز یہ ہے فوج ان لوگوں کو اُلجھائے
بڑھے بڑھ کر ہٹے اِن کو نبیؐ سے دور لے جائے
اِدھر اُس کے صحابہؓ پر ہلاکت خیز ریلا ہو
ادھر ٹوٹ پڑو تم سب۔ محمدؐ جب اکیلا ہو
وہ اک ہے۔ اور تم اتنے مقام شرم ہے یارو!

کسی ترکیب سے نور خدا کو گھیرا کر مارو!
فلاخن کے یہ پتھر اور یہ تیغ و نیزہ خنجر
کوئی تو کارگر ہو جائے گا جان محمدؐ پر
کڑے سونے کے پہناؤ نگاہیں بازوئے قاتل میں
جگہ پائیگا اس کا نام ساری قوم کے دل میں
ابوسفیاں نے اِن بھکے ہوؤں کو خوب بہکایا
یہ کولے بجھ چلے تھے پھرانہیں پھونکوں سے دہکایا
سُجھا کر چال آگے بڑھ گیا اِن سے ابوسفیاں
لگائی گھات سانپوں نے بسوئے ہادیؐ دوراں

## تشریح:

لے ابوسفیانے ابن قمیہ وغیرہ سے کہا کہ میں نبیؐ کو قتل کرنے والے کے ہاتھ میں سونے کے کڑے پہناؤ نگا۔ جس طرح شاہان فارس اپنے بہادروں سے سلوک کرتے ہیں۔(رشادالحکمۃ)

## ابوسفیاں کی تزویریں

سپہ سالار نے اب نائبوں کو حکم پہنچائے
کہ سورج ڈھل چکا قد کے برابر آچلے سائے
مگر قائم مسلمانوں کا ہے پائے ثبات ابتک
کوئی بنتی نظر آتی نہیں میداں میں بات ابتک
یہی صورت اگر قائم رہی اور شام آپہنچی
تو سمجھو خود ہماری مرگ بے ہنگام آپہنچی

ہوئے تھے منتشر جو لوگ اک جھوٹی خبر سن کر
وہ پلٹے آ رہے ہیں اور بھی غصے میں جل بھن کر
سلامت پا کر امت دیکھ کر سب اپنے ہادیؐ کو
پلٹ کر آنے والے پر کیئے دیتے ہیں وادی کو
کوئی صورت کرو الجھا کے اِن کو دور لے جاؤ
گڑھے کھودے تھے جو راہب نے ان تک انکو پہنچاؤ
شعاعوں کو اگر خورشید انور سے جدا کردو!
تو میں تم کو نوید فتح دیتا ہوں جو امر دو!

## قریش کے بے پناہ حملہ

یہ سن کر افسران فوج اصلی بات کو سمجھے
سپہ سالار کی قابو چیا نہ گھات کو سمجھے
نئ ترکیب سے اب پھر جمایا فوج والوں کو
بڑھایا پیدیوں کو اور ڈپٹا یا رسالوں کو
وجود پاک کو پھر تاک کر آگے بڑھے قاتل
پیادے اور شتر اور سوار قاتل گھڑ چڑھے قاتل

## انصارؓ کی فداکاری

پیمبرؐ مسکرایا دیکھ کر اس فوجداری کو
نہ جانے آج کیا مطلوب تھا محبوب باری کو
ہوا ارشاد کون اپنے نبیؐ پر جان دیتا ہے؟
بشارت باغ جنت کی علی الاعلان لیتا ہے

زیاد ابن سکنؓ آگے بڑھے اور پانچ انصاری
صلہ پاکر صلا سن کر دلوں پر وجد تھا طاری
شہادت گاہ پر آنکھیں تصور آسمانوں پر
صداقت قلب میں لبیک کے نعرے زبانوں پر
بسان شیر حملہ آوروں پر جا پڑے غازی
شہادت کی طلب میں بے جگر ہوکر لڑے غازی
گلے تیغوں کے اُوپر رکھ دیۓ جانیں فدا کر دیں
خوشی سے قیمتیں جنس محبت کیادا کر دیں
اگر چہ جان قرباں ہوگئی ہر اک دلاور کی
صفیں لیکن اُلٹ ڈالیں ہجوم حملہ آور کی
گریں آخرز میں پر سُرخرولاشیں شہیدوں کی
ستارے بن گئیں پیشانیاں نور آفریدوں کی
زیادابن سکنؓ میں اک ذرا سی جان باقی تھی
تمنائے شہادت تشنہ دیدار ساقی تھی
اُٹھا لائے شہید ناز کو ایمائے ہادیؐ پر
مقدر جاگ اُٹھا جب رکھ دیا سر پائے ہادیؐ پر
کوئی دیکھے تو یہ اعزاز شیدائے محمدؐ کا!
کہ خواب ناز کو تکیہ ملا پائے محمدؐ کا!

## تشریح:

ل ایک دفعہ ہجوم ہوا۔تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔کون مجھ پر جان دیتا ہے۔
زیادابن السکن اپنے ساتھ پانچ انصاری لے کر اس خدمت کے لئے آگے بڑھے

(سیرت النبی)

## خاص ذات اقدسؐ پر حملے

ہویدا تھا نبیؐ پر حال شیطانوں کی نیت کا
مگر منظور تھا۔ جو بھی تقاضا تھا مشیت کا
رسول اللہ بعیت لے چکے تھے اہل ایماں سے
کہ حق پر جان دینگے منہ نہیں موڑ ینگے میداں سے
لہو میں غوطہ زن یہ بحرا الفت کے شناور تھے
جدھر بڑھتا تھا پیغمبرؐ یہ قدموں پر نچھاور تھے
کیا حملہ جواب بڑھ کر نبیؐ کے جانثاروں نے
تو گھیرے میں لیا ایک ایک کورس دس سواروں نے
قریشی فوج اس صورت سے اب پیچھے لگی ہٹنے
کہ شمع نور سے جاں باز پروانے لگے چھٹنے
تعاقب میں بڑھے سرکار بھی قرشی سواروں کے
یہ منظر دیکھ کر دل بڑھ گئے ان جانثاروں کے
کھڑے تھے اک جگہ وہ سازشی تاراج کی خاطر
گڑھے اوپر سے تھے خس پوش اندر سے بہت گہرے
اچانک چلتے چلتے پائے ملہمؐ اک جگہ ٹھہرے
مقدر تھا یہیں پر وہ تصادم کفر و ایماں کا
کہ جس پر فیصلہ تھا قسمت انسان وشیطاں کا
کھڑا تھا امتحان زور باطل کے لئے ہادیؐ

بحد انتہا دے دی گئی شیطاں کو آزادی
دوراہے پر کھڑی تھی گردشِ تقدیرِ انسانی
ادھر تھا عالمِ باقی ادھر تھا عالمِ فانی
اچانک ابن قمیہ چیختا چنگھاڑتا نکلا
درندوں کی طرح سے دوڑتا منہ پھاڑتا نکلا
صفوں کو چیرتا ـ للکارتا ـ ہنکارتا آیا
لبِ ناپک سے گستاخ لافیں مارتا آیا
مقابل اور مخاطب ہوکے سرکار نبوت سے
اُٹھائی تیغ اس شیطاں نے ابلیسانہ قوت سے
اِدھر یہ تیغ اُٹھی ـ اُٹھ کے گرنے پر ہوئی مائل
اِدھر پردہ میان نور و آتش ہوگیا حائل

## تشریح:

لے آٹھ صحابہ کبار نے اس روز حضرت کےہاتھ پر مرنے کی بیعت کیتھی ـ مہاجرین میں سے حضرت علیؓ ـ زبیرؓ وطلحہؓ اور پانچ انصار میں سے حضرت بودجانہؓ ـ حارث بن صمیہ ـ حبابؓ ابن المنذر ـ عامرؓ بن ثابتؓ اور سہیل بن حنیفؓ مگران میں سے کسی کو موت نہ چھوسکی ـ (رشاد الحکمتہ)

## اُمّ عمارہؓ کی جاں نثاری

اچانک چھا گئی اک ہول کی چادر زمانے پر
خدا جانے پڑی یہ ضرب کس ہستی کے شانے پر
یہ کس نے آگے گردن زیرِ تیغ خونفشاں رکھ دی

یہ کس بندے نے بنیاد بقائے جاوداں رکھ دی
وہی با حوصلہ شایان ہر مدح و ثنا بی بیؓ
وہی اُمّ عمارہؓ۔ ہاں وہی حق آشنا بی بیؓ
وہی نوری فرشتہ تھا کہ با تعجیل آپہنچا
نبیؐ پر ڈھال بننے کو پر جبریل آپہنچا
نبیؐ پر وار ہوتا اُس نے دیکھا دوڑ کر آئی
اُدھر شمشیر چمکی ۔ اِس طرف یہ ڈھال لہرائی
کیا تھا وار محبوب خداؐ پر بد قوارہ نے
مگر سر پیش قاتل رکھ دیا۔ اُمّ عمارہؓ نے
حیا کا معجزہ تھا ۔ جوش ایماں کی کرامت تھی
کہ زہر تیغ کھا کر بھی وفا زندہ سلامت تھی!
بڑھی اُم عمارہؓ لے کے تیغ آب دار اُس پر
کئے اس شیر زن نے پے بہ پے دو تین وار اس پر
یہ جرأت دیکھ کر منہ ہو گیا تھ ازرد کافر کا
مگر ملفوف تھا آہن میں تن نامرد کافر کا
عدو کو زخم خوردہ شیرنی کی شان دکھلا کر
گری اللہ کی بندی بوجہ ضعف غش کھا کر
شریک جنگ تھے اُس کا پسر بھی اُس کا شوہر بھی
یہ تیغیں تھیں خدا کی کھل رہے تھے انکے جوہر بھی
نگہباں تھی نگاہ رحمت عالمؐ ضعیفہؓ کی
کہ شایان وفا تھی جاں نثاری اس عفیفہؓ کی

یہ رنگ زخم داری شاق تھا محبوب باری پر
عمارہ کا تعین کردیا تیمار داری پر

## تشریح:

۱؎ ابن قمیہ جو قریش کا مشہور بہادر تھا۔ صفوں کو چیرتا۔ پھاڑتا آیا۔ (سیرت النبیؐ)

۲؎ ابن قمیہ جب دراتا ہوا آنحضرت کے پاس آگیا۔ تو امّ عمارہ نے بڑھ کر روکا (سیرت النبیؐ)

## دشمنوں کی سنگباری اور محبوب خدا کی زخم داری

وجود پاکؐ جس نقطے پہ تھا اِس وقت اِستادہ
وہیں وہ سازشی ٹولی۔ شرارت پر تھی آمادہ
سمٹ کر اک جگہ اب دُشمنان آنجنابؐ آئے
اُبَی وابن قمیہ عتبہ وابن شہاب آئے
اگر چہ خاک کے پتلے تھے آتش تھی سرشت ان کی
نگاہوں سے ہویدا ہو رہی تھی خوئے زشت اِن کی
یہ زہری سانپ نکلے بانبیوں سے پیچ بل کھاتے
ہوا میں سنسناتے پھن اٹھاتے ۔ اور لہراتے
یہ پتلے تھے دنائت کے یہ پیکر تھے شقاوت کے
یہ رحمت کے مقابل میں مظاہر تھے عداوت کے
یہ چاروں چار عنصر تھے جہنم کی حرارت کے
اٹھے تھے آج بطن ارض سے شعلے شرارت کے

بھرے تھے جھولیوں میں ان کے پتھر سنگباری کو
نشانہ دور سے کرنے لگے محبوب باریؐ کو
فلاخن کو گھماتے شور کرتے دوڑتے آئے
وجود رحمتہ للعالمینؐ پر سنگ برسائے
سیہ بختوں نے روئے مطلع الانوار کو تاکا
جمال آرائے عالم کے لب دُرخسار کو تاکا
زرہ تھی جسم اطہر پر سر اقدس پہ مغفر تھا
مگر اس آفتاب نور سے عالم منور تھا
برائے دیدہ و دل معرفت تھے جس کے نظارے
اُسی آئینہ پر چاروں نے پتھر تاک کر مارے
کڑی ساعت تھی یہ آئینہ رخسار تاباں پر
اِدھر لب ہائے نازک پر اُدھر درہائے دنداں پر
شکستہ ہوگئیں سلک دُر شہوار کی لڑیاں
دو پارا ہوگئے لب گڑ گئیں رُخسار میں کڑیاں
فلک تھا چشم استفسار اب کیا ہونے والا ہے
زمیں کہتی تھی شاید حشر برپا ہونے والا ہے
طلسم رُبع مسکوں ٹوٹتا معلوم ہوتا تھا
یہ نازک آبگینہ پھوٹتا معلوم ہوتا تھا
محمد آخری اُمید تھی دُنیائے حارث کی
اسی کی ذات تھی آما جگہ سنگ حوادث کی
محمدؐ ہی کی خاطر یہ بنائے زندگانی تھی

اسی کو محو کرنے کی جہاں والوں نے ٹھانی تھی
لب دونداں کہ تھے سب لائق دید و شنیدہ اُسکے
وہ لب زخمی۔ وہ دندان مبارک تھے شہید اُسکے
زمیں پر پھول جن کے عکس تھے افلاک پر تارے
نظر آتے تھے خون آلودہ پر نور رُخسارے
وہ شانہ جو علم بردار اصلاح زمانہ تھا
اسی پر ضرب آئی تھی وہی نشانہ نشانہ تھا
یہ بارش پتھروں کیاو اُس کا تاج پیشانی
ادھر تھی پستی فطرت ادھر معراج انسانی
نگاہ گرم سے اب بھی نہ چاروں پر نظر ڈالی
نبیؐ نے عرش اعظم کے اشاروں پر نظر ڈالی

## تشریح:

۱؎ اُم عمارہؓ کے کندھے پر زخم آیا۔اور غار پڑ گیا۔اُم عمارہؓ پڑ گیا۔اُم عمارہؓ نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دہری زرہ پہنے تھے۔اسلئے کارگر نہ ہوئی (سیرت النبیؐ)

۲؎ آنحضرت صلعم نے اُس کے بیٹے عمارہ کو بلایا اور اپنی والدہ کی تیمارداری کا حکم دیا۔(رشاد الحکمتہ)

۱؎ حضرتؐ کے قتل کا چند آدمیوں نے عہد کیا تھا۔کیا مشرکین اس بات کو جانتے تھے۔اور یہ چاروں عبداللہ بن شہاب عتبہ بن ابی وقاص ابن قمیہ اور ابن خلف تھے۔ (رشاد الحکمتہ)

۲؎ ابن شہاب نے آپ کی پیشانی خون آلود کر دی۔عتبہ ابن وقاص نے تابڑ توڑ چار پتھر کھینچ کھینچ کے مارے جن سے آپ کے سامنے کے نیچے والے دو دانتوں

میں داہنی طرف کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ اور نیچے کا ہونٹ پھٹ گیا۔ ابن قمیہ نے رخسار مبارک کو زخمی کیا۔ اور خود کی دو کڑیاں اندر گھس گئیں۔ (خاتم المرسلین)

لے شانے کا زخم ایک مہینے سے زیادہ عرصہ تک رہا۔ (رشاد الحکمۃ)

## دشمنوں کے وار اور نبیؐ کی دعائیں

اگرچہ ان میں ہر اک درپے جان پیمبرؐ تھا
جنوں سب سے زیادہ ابن قمیہ ہی کے سر پر تھا
پس پشت آ کے بد باطن نے تولا تیغ عریاں کو
کہ زخمی اور غافل اس نے جانا نور عرفاںؐ کو
وہیں راہب کی کھدوائی ہوئی پوشیدہ خندق تھی
نہیں خندق نہ تھی صدمے کی شدت سے زمیں شق تھی
جونہی یہ کھینچ کر سرکار پر تیغ دو دم آیا
وہیں ملہم کا اُس خس پوش خندق پر قدم آیا
ادھر قاتل نے مارا ہاتھ تیغہ تا بہ سر آیا
ادھر وہ عالم لولاکؐ اس خندق پر قدم آیا
ادھر قاتل نے مارا ہاتھ تیغہ تا بہ سر آیا
ادھر وہ عالم لولاکؐ اس خندق میں در آیا
ادھر قاتل نے مارا ہاتھ تیغہ تا بہ سر آیا
ادھر وہ عالم لولاکؐ اس خندق میں در آیا
گڑھا کھودا گیا تھا جان لینے کے ارادوں سے
مگر وجہ حفاظت بن گیا ان بدنہادوں سے

یہاں بھی گاڑ رکھی تھیں سنانیں ۔ نیزہ خنجر
ہوا مجروح ان سے بھی وجود پاک پیغمبرؐ

یہ جو کچھ بھی ہا ۔ایساے سریع و ناگہانی تھا
زمانہ یہ نہ سمجھا آج باقی تھا۔ کہ فانی تھا

ہدف تھی اس طرح جان دو عالم چیرہ دستی کی
کہ چلتے چلتے نبضیں رک گئیں دُنیائے ہستی کی

فلک پر مہر آزروہ زمیں پر گل فسردہ تھے
جبیں رُخسار لب دندان و شانہ زخم خوردہ تھے

اگر چہ زانوؤں پر زخم ضربیں ساق پر آئیں
دُعائیں ہی زبان مصدر اخلاقؐ پر آئیں

رباعیہ شکستہ تھی لبوں سے خون بہتا تھا
دُعائے خیر کرتا تھا محمدؐ اور کہتا تھا

کہ ''اے پروردگار۔ آمرز گاران کو معافی دے!
نہ کر ان کی خطاؤں کا شمار ان کو معافی دے!

نہیں اُبھری ابھی یہ قوم جاہل اپنی پستی سے
خداوندا یہ بندے بےخبر ہیں راز ہستی سے

نہ دیکھ ان کے عمل اپنے کرم ہی پر نظر فرما
الٰہی بخش دے ان کو ۔ الٰہی درگذر فرمایا''

## تشریح:

۱ ابن قمیہ نے رُخسار پر پتھر مارا۔ ساتھ تلوار کا وار کیے ا۔اس وقت آنحضرتؐ ان گڑھوں میں سے ایک میں ہو رہے ہے۔ جوابو عامر نے رات کو کھدوائے تھے (رشاد

الحکمۃ )

# رفیقانِ نبوت

یہ نازک وقت آخر ٹل گیا انسان کے سر سے
جہان زندگی قائم رہا لطف پیمبرؐ سے
نبیؐ کی جاں نثاراب تک گھرے تھے فوج کے اندر
نظر آتی تھیں یہ تیغیں رواں ہر موج کے اندر
ادھر یہ سانحہ گذرا۔ادھر ان کے قدم پلٹے
اسی خندق کی جانب یک بیک حالی ہم پلٹے
جونہی آیا وجود صاحب لولاکؐ خندق میں
وہیں اُترے جناب بوتراب پاکؓ خندق میں
ابوبکرؓ و عمرؓ پہنچے عبیدہؓ بھی ادھر آئے
علیؓ کے ساتھ ہی طلحہؓ بھی خندق میں اُتر آئے
زمیں مدہوش تھی بھولا تھا گردش گنبد گرداں
بدست سرور کونینؐ تھا دست شہ مرداںؓ
جناب طلحہؓ کے بازو سہارا دیتے جاتے تھے
یداللہؓ رفعت صد عرش کو اوپر اُٹھاتے تھے
وہ رشک ماہ کنعاں جب نکل کر چاہ سے آیا
زمانہ ہوش میں آواز بسم اللہ سے آیا
لیا جھرمٹ میں پھر اپنے نبیؐ کو جاں نثاروں نے
بگرد ماہ اک ہالا بنا ڈالا ستاروں سے

بجان و روح مشتاقاں بہت نازک تھیں یہ گھڑیاں
کہ رُخسارے میں جم کر رہ گئی تھیں خود کی کڑیاں
لبوں پر ضرب تھی۔ درہائے ونداں شکستہ تھے ۔
زباں الحمد کہتی تھی۔ دہان زخم بستہ تھے

تشریح:

لے دونوں رانیں مضروب و مجروح ہو گئیں ۔ساق مبارک پر زخم آئے (تاریخ العمران)

رباعیہ ثنایا اور اینا ب کے بیچ کے چار دانت ۔ان میں سے ایک دانت نیچے کا ٹوٹ گیا۔(تاریخ العمران)

سے آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے رب اغفر قومی فانهم لا یعلمون ۔
''اے خدا میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ بے خبر ہیں۔'' (سیرت النبیؐ)

لے حضرت علیؓ نے فوراً ہاتھ پکڑے کے اور طلحہ بن عبید اللہؓ نے زور لگا کر آپ کو اس گڑھے سے باہر آنے میں مدد کی۔ (خاتم المرسلین)

ہے جاں نثاروں نے آپؐ کو دائرے میں لے لیا (سیرت النبیؐ)

## شہادت کی ارزانی

صحابہ ہر طرف سے جمع ہو کر جب ادھر آئے
تو پھر چاروں طرف سے دشمنوں نے تیر برسائے
فدا کاروں نے حلقہ باندھ کر گرد اپنے ہادی کے
عیاں فرمادئے جو ہر رگ عالی نہادی کے
عمارہؓ بن گئے تکیہ پناہ ہر دو عالم کا

شہادت مل گئی پایا جو پایا عرش اعظم کا ۱

سر طلحہؓ تھا ہر کھنچتی ہوئی شمشیر کے آگے

سپر تھا بود جانہؓ کا جگر ہر تیر کے آگے ۲، ۳

نبیؐ سرمایہ عرفاں تھا جانیں تھیں نثار اس پر

خزانہ تھا کہ پرہ دے رہی تھی ذوالفقار اس پر

دیے دیتے تھے جاں دیوانہ وار اس پر یہ فرزانے

بذوق و شوق جیسے شمع پر جلتے ہیں پروانے

خدا کے دوست اعدائے نبیؐ سے اس قدر کم تھے

کہ آٹے میں نمک تھے یا بروئے برگ شبنم تھے

مگر بڑھتے چلے جاتے تھے ارمان شہادت میں

شہادت جلوہ گر تھی ان کے سمائے سعادت میں

یہ وہ تھے جن کو جان و مال سے ایمان پیارا تھا

محمدؐ ہی جنہیں دونوں جہانوں کا سہارا تھا

## تشریح:

۱ عمارہ بن زیادؓ کو آپ نے قدمبارک کا تکیہ لگا دیا۔انکے چودہ زخم لگے تھے ۔اور وہ شہید ہو گئے۔رشاد الحکمتہ)

۲ حضرت طلحہؓ کے سر پر کسی نے تلوار ماری۔عین اُس حالت میں کہ وہ رسول کی حفاظت کر رہے تھے(تاریخ العمران)

۳ ابو دا جانہؓ جھک کر سپر بن گئے۔اب جو تیر آتے تھے ان کی پیٹھ پر آتے تھے۔(سیرت النبیؐ)

# خالدؓ کی حیرت

بہت ہی تنگ تھا میداں صحابہؓ کی شجاعت پر
ہزاروں کا تھا دھاوا ایک چھوٹی سی جماعت پر
مسلمانوں کا ہادیؐ اب بحال زخم داری تھا
زمیں سہمی ہوئی تھی۔ آسماں پر ہول طاری تھا
تھا اک عورت کے ہاتھوں میں علم فوج قریش کا
بڑھا تھا اور اس منظر سے دم فوج قریشی کا
اُدھر فرض نماز ظہر کا ہنگامہ آیا تھا
اِدھر روئے زمیں پر ابر لالہ فام چھایا تھا
تمیم خاک سے کرکے لہو سے باوضو ہر کر
جہاں بھی تھے مسلماں جھک رہے تھے قبلہ رو ہو کر
مگر خالد کہ تھا محفوظ اپنی فتح مندی سے
یہ منظر دیکھتا تھا۔ آض گھوڑے کی بلندی سے
جہاں برچھوں کے پھ آتے ہی گڑ جاتے تھے سینوں میں
جہاں روزن کئے جاتے تھے ہستی کے سفینوں میں
جہاں بوق وہل کا شورو غل تھا جھانجھ بجتے تھے
جہاں بجلی چمکتی تھی جہاں بادل گرجتے تھے
جہاں ناحق نے حق کو محو کر دینے کی ٹھانی تھی
جہاں اک سمت تھی موت ایک جانب زندگانی تھی
جہاں اللہ والوں پر تھے نرغے فوج شیطاں کے

مقابل بیس بیس اشرار تھے اک اک مسلماں کے
جہاں اک سمت تھی گالی گولج اک سمت تکبیریں
جہاں اک سمت ڈھالیں بھی نہ تھیں اک سمت شمشیریں
جہاں دھرتی کے سینے پر تی مارا مار گھوروں کی
جہاں ٹاپیں سموں کی تھیں جہاں پھٹکار کوڑوں کی
جہاں باطل سپہ سالار انبوہ بہائم تھا
جہاں حق باوجود قلت تعداد قائم تھا
جہاں کھنچتی تھی ہر شمشیر ہر خنجر کشیدہ تھا
وہیں اک سر باطمیناں سجدے میں خمیدہ تھا
یہی سر اس جہاں میں پرسکون معلوم ہوتا تھا
فلک اس سر کے آگے سرنگوں معلوم ہوتا تھا
جہاں قاتل نگاہوں کیلگی تھیں ہر طرف گھاتیں
وہیں ہوتی تھیں باہم ساجد و مسجود میں باتیں
نہ دیکھا تھا یقین و صدق کا یہ پاک نظارا
دل خالد پکارا کس سے ہو تم معرکہ آرا؟
محمدؐ کے کلاف اپنی یہ گیرودار ہے خالدؔ!
محمدؐ کو نہیں پروا۔ یہ کیا اسرار ہے خالد!
لہو سے تر ہے رُخ مضروب ہیں دندان والب اس کے
مگر اُٹھتے ہیں بہر خیر ہی دست طلب اسؐ کے
یہ اطمینان خالی از صداقت ہو نہیں سکتا!
کسی دنیا طلب میں ہو یہ طاقت ہو نہیں سکتا!

شکست و انتشار و بے سرو سامانی و قلت
یہ سب کچھ ہے مگر قائم ہیں پائے ہادی ملت
پیمبرؐ کے سوا یہ ضبط و اطمینان نا ممکن!
بشر کتنا بھی صابر ہو۔ مگر یہ شان ناممکن!
کسی انساں میں خلد نے کمال ایسا نہ پایا تھا
جمال ایسا نہ دیکھا تھا جلال ایسا نہ پایا تھا
کبھی نام خدائے لایزال آیا نہ تھادل میں
سوال آیا نہ تھا لب پر خیال آیا نہ تھا دل میں
کھڑی تھی زندگانی کفروایماں کے دوراہے پر
ادھر تھی عظمت قومی اُدھر تصدیق پیغمبرؐ
خدا والوں کو دی جس نے شکست اب خود شکستہ تھا
گستہ کفر سے تھا آج دل ایماں سی بستہ تھا
نبیؐ کی تیغ سے مذبوح ہو کر رہ گیا خالدؓ!
ادھر فاتح ادھر مفتوع ہو کر رہ گیا خالد!
نوشتے میں مگر کچھ گمرہی کا دور باقی تھا
پئے اظہار ایماں غور کرنا اور باقی تھا
تلاطم پیدیوں میں اور جنبش تھی رسالوں میں
مگر خالدؓ اُلجھ کر رہ گیا تھا ان خیالوں میں

# انتہائی کشمکش

نظر خورشید عالم تاب کی روئے زمیں پر تھی
کہ جس سے روشنی ملتی تھی وہ صورت یہیں پر تھی
گھٹائیں کفر کی اُلجھی ہوئی تھیں نور ایماں سے
اُحد کے سنگریزے سُرخ تھے خون شہیداں سے
جھلکتا تھا شہیدوں کا لہو اس طرح میداں میں
شفق پھولی ہوئی ہو جس طرح روز درخشاں میں
مسلماں بے سرو ساماں تھے اور تعداد میں تھوڑے
مقابل میں ہزاروں کا ہجوم اور سینکڑوں گھوڑے
یم کثرت نے وحدت کو بہا دینے کی ٹھانی تھی
زمانے سے نشان حق مٹا دینے کی ٹھانی تھی
جھلک اُٹھتے ہیں کالی بدلیوں میں جس طرح تارے
ہجوم کفر میں تھے اس طرح اللہ کے پیارے
یہ گویا ایک دریا تھا بھنور تھے جابجا اس میں
شناور کو نکلنے کا کوئی رستا نہ تھا اس میں
بنے تھے چار جانب دائرے سے لڑنے والوں کے
کہیں پیدل کہیں اسوار تھے قرشی رسالوں کے
صحابہ مرکزی نقطے تھے اِن مہلک دوائر کے
اٹھے تھے اسلحہ جیسے قفس ہو گرد طائر کے
سمٹتے پھیلتے بڑھتے ہوئے گھٹتے ہوئے حلقے

اُبھرتے بیٹھتے ملتے ہوئے پھٹتے ہوئے حلقے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

## باب دہم

# خاتمہ جنگ اُحد

## قریش کی بادلی

دکھائی استقامت حق نے باطل گھٹ چلا آخر
ہجوم فوج قریش ہو کے بیدل ہٹ چلا آخر
ڈھلا جاتا تھا سورج عصر کا ہنگام آیا تھا
ابوسفیاں کے دل پر خوف نے سکہ جمایا تھا
مسلمانوں کے استقلال سے تھا اسکو اندیشہ
سمجھتا تھا محمد کے صحابہ ہیں وفا پیشہ
عجیب ان کے ارادے ہیں عجیب انکے عزائم ہیں
مسلماں باوجود قلت تعداد قائم ہیں
کثیر افراد قریشی فوج کے اب زخم خوردہ تھے
لڑائی ختم ہونے میں نہ آتی تھی فسردہ تھے
غنیمت جان کر اس عارضی غلبے کیصورت کو
ہٹایا معرکے سے اُس نے فوج بد مہورت کو
کیا رخ افسروں کیساتھ اک اُونچے سے ٹیلے کا
کہ باہم مشورہ کر لیں کسی آئندہ حیلے کا
چڑھے سرکار والا دائرے میں جاں نثاروں کے
بحال زخم داری دامنوں پر کوہساروں کے
ہوا ارشاد مہلت دو نہ انکو حفظ شوکت کی

بلندی تو نہیں ہے شان اہل شرک و بدعت کی
یہ سن کر ایک جماعت کو عمر لے کر بڑھے آگے
کیا حملہ تو ٹیلہ چھوڑ کر سب مشرکیں بھاگے

## تشریح:

اب ابوسفیان اور چند مشرکین ایک اونچی چٹان پر چڑھے (خاتم المرسلین)

۲ آپؐ نے فرمایا۔ ان لوگوں کی تو یہ شان نہ ہونی چاہئے ارشارہ پاتے ہی حضرت عمرؓ اور چند جانثاروں نے حملہ کر دیا۔ انہیں اس چٹان پر سے مار کے ہٹایا۔ اور خود اس بلندی پر قابض ہو گئے۔ (خاتم المرسلین)

۳ رسول اللہؐ اپنی جماعت کے دائرے میں بحال زخم داری جبل کی طرف راجع تھے کہ اُبی ابن خلف (دیکھو صفحہ ۲۵۱)

## اُبی ابن خلف شان نبوت سے طالب جنگ

قریش اب ہار کر خالی کئے جاتے تھے وادی کو
جبل کی سمت راجع تھے صحابہؓ کے ہادیؐ کو
اسی عالم میں گھوڑے پر اُبی ابن خلف نکلا
نبیؐ سے جنگ کرنے کی طلب میں ناخلف نکلا
یہ حصہ لے چکا تھا اس سے پہلے سنگباری میں
تھا اس کا ہاتھ بھی شامل نبیؐ کی زخم داری میں
نظر آئے جو اس کو زخم خوردہ ہادی دوراںؐ
خیال آیا کہ اب قتل محمدؐ ہے بہت آساں
یہ گویا انتہا آج ابلیسی شرارت کی

نبیؐ سے دو بدو لڑنے کو نکلا یہ جسارت کی

## گستاخانہ پیغام

اُبی ابن خلف کے ہاتھ لمبا سا بھالا تھا
اسی دن کیلئے گھوڑا بی اس کافر نے پالا تھا
خریدی تھی نہایت شوق سے مرگ دوام اس نے
رسول اللہ کو بھیجا تھا پہلے سے پیام اس نے
کہ میرے پاس اک مضبوط اور مربوط بھالا ہے
پھل اس بھالے کا میں نے اپنے ہاتھوں ہی سے ڈھالا ہے
میرے پاس ایک گھوڑا ہے جس محنت سے پالا ہے
یہ گھوڑا اپنی اصل ونسل میں سب سے نرالا ہے
کیا کرتا ہوں جان و دل سے خدمت اسپ تازی کی
بڑے زوروں سے کی ہے مشق میں نے تیرہ بازی کی
تمنا ہے کہ اس گھوڑے پہ چڑھ کرتان کر بھالا
کروں اک روزا ستقبال جان حضرت والا

## آنحضرتؐ کی پیش گوئی

رسول اللہ یہ پیغام سن کر مسکرائے تھے
لب سرکار پر اُس وقت یہ الفاظ آئے تھے
کہ ہاں شاید یہی ہے مرضی باری تعالےٰ ابھی
اسی گھوڑے پہ تو ہو۔ تیرے قبضے میں یہ بھالا بھی
درآنحا لیکہ تو ہوگا سوار اپنے ہی گھوڑے پر

ایسی بھالے سے تجھ کو قتل کر ڈالے گا پیغمبرؐ

## صحابہ کا رسولؐ کی بجائے نکلنے پر اصرار

غرض شیطاں نے اُکسایا جو اُس کی فطرت بد کو
پکارا میں طلب کرتا ہوں میداں میں محمدؐ کو
مجھے مطلوب ہے حضرتؐ کریں ایفا یہاں وعدہ
کہ باہم ہو چکا ہے میرے ان کے درمیاں وعدہ
میں اس میداں سے اوروں کی طرح خالی نہ جاؤنگا
پیمبرؐ کو ہدف خونریز بھالے کا بناؤں گا"
وہ زندہ رہ گئے تو زندگی میری نہیں باقی
کہاں شیطاں؟ اگر ہے رحمۃ للعالمینؐ باقی!
غرض اس طرح اس رہزن نے بڑھ کر راستہ روکا
پکارا نام لے کر اور رسول اللہ کو ٹوکا
تخاطب نام نامی سے کیا جس دم سوالی نے
توجہ منعطف کی اس طرف سرکاری عالیؐ نے
فدا کاروں نے چاہا بڑھ کے اس کے سامنے جائیں
رسول اللہ کیوں اس کے لئے تکلیف فرمائیں
گذارش کی غلاموں میں سے دے کوئی جواب اس کو
وجود پاک تک آنے نہ دیں عالی جنابؐ اس کو
جبیں زخمی شکستہ ہیں در شہوار کی لڑیاں
ابھی پیوستہ رُخسارے میں ہیں فولاد کی کڑیاں

یہ کڑیاں کھینچنا لازم ہیں رُخسار مبارک سے
ابھی عہدہ برآہونا ہے اِس کار مبارک سے
رُخ و شانہ پہ گہرے زخم ہیں ماہ تمامی کے
مقابل ہوں نہ ایسے حال میں اس فرد عامی کے

## نبیؐ بنفس نفیس دشمن کے مقابل

صحابہ عرض کرتے ہی رہے تا حد گویائی
مگر سرکارؐ نے یہ بات نا منظور فرمائی
ہوا ارشاد ذات حق توانا اور غالب ہے
یہ دشمن کوئی ہو لیکن محمدؐ ہی کا طالب ہے
یہ فرما کر قدم آگے بڑھ ائے جانب دشمن
ہوا اب پیرک تشویش ہروابستہ دامن
کوئی ہتھیار بھی دست مبارک میں نہ تھا اُسدم
رفیقوں ہی کو سب کچھ دے چکے تھے ہادی اکرمؐ
جبیں رُخسار لب دندان وشانہ خون آلودہ
جراحت ساق وزا نو پر مگر وہ راہ پیمو دہ
براق ورفرف و دلدل مہیا اور وہ پیدل!
ادھر وہ ناخلف گستاخ تھا اسوار گھوڑے پر
مسلح مستعد۔ آمادہ تیار گھوڑے پر

# کیا شیطان ابن خلف کی شکل میں تھا؟

پناہ نوع انساں کے مقابل ایک انساں تھا
نہیں انساں نہ تھا اس شکل میں خود آپ شیطاں تھا
وہی ناری فرشتہ راندہ دربار سرکاری
ازل میں جو ہوا تھا سجدہ آدمؑ سے انکاری
محمدؐ ہی کو جلوہ نور تھا سیمائے آدمؑ کا
حقیقت میں وہ دشمن تھا سی نور مجسم کا
عیاں کرتا نہ رنگ ابلیس اپنی فطرت بد کا
اگر خطرہ نہ ہوتا اس کو تخلیق محمدؐ کا
محمدؐ ہی کی ذات پاک سے اس کو خصومت تھی
محمدؐ ہی سے اندیشے میں شیطانی حکومت تھی
محمدؐ ہی سے اس کو جنگ تھی مطلوب عالم میں
محمدؐ ہی تھا اک اللہ کا محبوب عالم میں
ظہور مصطفےٰ نے دہر میں جب نور باری کی
رُخ آفاق سے چھٹنے لگی شیطاں کی تاریکی
نظر آیا شکستہ جب طلسم فتنہ اندازی
تو میدان اُحد میں اس نے کھیلی آخری بازی
کوئی صورت نہ پائی جب علی الرغم رسولؐ اس نے
کیا ابن خلف کے پیکر بد میں حلول اس نے
فرشتے دم بخود جبریل بھی حیرت سے تکتا تھا

بغیر اذن عالی کوئی بھی کچھ کر نہ سکتا تھا
سنان نیزہ ابلیس ناگن کیطرح لپکی
بنائے چرخ تھرائی پلک خورشید کی جھپکی
نگاہ فرش اُٹھی بیتاب ہو کر عرش کی جانب
نگاہ عرش بھی لیکن جھکی تھی فرش کی جانب
تصور نے جہان زیست کو زیرو زبر پایا
حقیقت کو مگر اک اور ہی عالم نظر آیا
قریب سینہ بے کینہ جب نوک سناں آئی
بنان نیزہ پر دست نبیؐ نے دسترس پائی
تحیر میں تھا خود اعجاز ۔ اعجاز رسالتؐ سے
کہ نیزہ آپؐ نے چھینا عدوئے پر ضالت سے
یہ مشاقی تھی یا اعجاز یا زور انامل تھا
کہ اب نیزہ بدست و قبضہ انسان کامل تھا
نظر آیا جو تازہ معجزہ سرکار علای کا
پلٹ کر پھر رخ ہستی پہ رنگ آے اسحالی کا
اسی نیزے کو لیکر آپ نے سوائے عدود دیکھا
تن ابن خلف کو غرق آہن موبمود دیکھا
چڑھی تھیں پاکھریں فولاد کی دیوزاد گھوڑے پر
چٹانوں کا گماں ہوتا تھا ہیبت ناک جوڑے پر
بڑی سی ایکہران تھیبڑی سی ایک ہزن پر
کہ اک دیو سیہ بیٹھا ہو اتھا کوہ آہن پر

صحابہ چپ تھے لیکن تھے بہت بےچین دل ان کے
دھڑکتے تھے بجائے سرور کونین دل اِن کے
نبیؐ زخمی مقابل میں تھا اک شیطان آہن کا
بجز آہن کوئی حصہ نظر آتا نہ تھا تن کا
مگر اب نبض ہستی کو اُبھاردست ہادی نے
کیا نیزے کا ہلکار سا اشارا دست ہادیؐ نے
کچو کا سا دیا جسدم عجب صورت نظرآئی
انی نیزے کی دشمن کے گلو سے جا کے ٹکرائی
فضا اک چیخ کی آواز ہیبت ناک سے گونجی
لب ناپاک سے یا آہنی پوشک سے گونجی
گرا ابن خلف گھوڑے سے فرش خاک کے اوپر
طمانیت کی سُرخی چھاگئی افلاک کے اُوپر
زمیں پر بیل کی مانندڈ کرانے لگا ناری
ہوئی باطل کے گھر میں ماتم شیطاں کی تیاری
بحال وجد عرش و فرش وافلاک و زمیں جھومے
ہوئے جبریل نازل آخے دست شاہ دیں چومے
صحابہؓ کے دہن پرنعرہ تھا اللہ اکبر کا
خدا نے بول بالا کر دیا اپنے پیمبرؐ کا

# ابن خلف کی نگاہ واپسیں

اُٹھایا آ کے اس بسمل کو اخوان اشیاطین نے
جسے ہلکا سا اک چرکا دیا تھا سرورِ دیں نے
وہ اس کو لے چلے ۔ کرتا رہا وہ ہائے داوایلا
یہ واوَیلا اُحد کی وادیوں میں دور تک پھیلا
قریشی فوج والے آ کے سمجھانے لگے اس کو
تسلی دینے اور ہنس ہنس کے بہلانے لگے اس کو
کہا ننھی سے معمولی خراش آئی ہے گردن پر
نہ کوئی زخم سینے میں نہ کوئی ضرب ہے تن پر
نہ جانے اس فغان وآہ وزاری کا سبب کیا ہے
تم اتنا چیختے ہو ۔ دلفگاری کا سبب کیا ہے
یقیں رکھو اُبی! اس زخم سے تم مر نہ جاؤ گے
ابھی دو دن میں اچھے ہو کے پھر لڑنے کو آؤ گے
یہ سن کر اُس نے کھولیں مردنی چھائی ہوئی آنکھیں
غضب پر ہول تھیں بے نور پتھرائی ہوئی آنکھیں
کہا اے دوستو ۔ اے لات وعزیٰ کے پرستارو!
قسم ہے لات وعزیٰ ہی کی مجھ کو اے مرے یارو!
اگر قوم قریشی اس لڑائی سے نہ باز آئی
یہی صورت اگر درپیش اہل ذی المجاز آئی
وہ جس نے مجھ کو مارا ہے اگر اس نے تمھیں مارا

نہ پائیگا کوئی مرگ دوامی کے سوا چارا
نہیں تم دیکھتے؟ کیسا زمانہ آتا جاتا ہے
وہ اب اک اک قدم پر معجزے دکھلاتا جاتا ہے
یہ حربہ اور میری حالت مقام غور ہے یارو!
تم اُس کو اور کچھ سمجھے ہو۔ وہ کچھ اور ہے یارو!
یہ کہہ کر چیخ ماری اور گردن اُس نے ڈھلکا دی
جھکی سوئے زمیں آخر یہ نمرودی و شدادی
سمایا ہول سینوں میں گھروں کو اہل کیں بھاگے
اُسی گھوڑے پہ لاد اُس لعیں کو اور للعیں بھاگے
اُٹھا کر لے گئی شیطان کو شیطاں کی ذریت
ابھی تک ضرب حق کی وہ نہ سمجھے تھے اہمیت
وہ سمجھے تھے علاج اس زخم معمولی کا آساں ہے
خبر کیا تھی یہ جسم اہرمن پر ضرب یزداں ہے
یہ زخم اک نقش تھا شیطان کی مرگ دوامی کا
گلا کاٹا تھا حریت نے انسانی غلامی کا

## تشریح:

۱؎ اُبی نے کہالات وعزیٰ کی قسم جس شخص نے مجھ کو ضرب لگائی ہے اگر اسی طرح وہ کل اہل ذی المجاز کے ساتھ کریگا۔

تو تم سب مارے جاؤ گے۔ ذی المجاز منا میں ایک مقام ہے۔ کہ اُبی بن خلف وہیں رہتا تھے۔ (رشاد الحکمتہ)

۲؎ اس نے کہا کیا اس نے پہلے سے نہیں کہہ دیا تھا۔ کہ وہ مجھ کو ایس گھوڑے پر

قتل کریگا۔(رشادالحکمۃ)

## ابن حمید کا حملہ اور حضرت ابودجانہؓ

اِدھر سرکار والا پھر ہوئے راجع بلندی کے
ارادے تھے جہاں پر زخمیوں کی زخم بندی کے
فدا کاروں نے بھی امروز کاری زخم کھائے تھے
مگر تھیں ہمتیں عالی نبیؐ نے دل بڑھائے تھے
قریشی ٹولیاں بھاگی چلی جاتی تھیں میداں سے
کہ ان کے قلب زخمی ہو چکے تھے زخم شیطاں سے
مگر ابن حمید اک پہلواں تھا سخت غصے میں
بڑھا سوئے رسول اللہ یہ بد بخت غصے میں
جبل پر چڑھ رہا تھا اس گھڑی اسلام کا ہادیؐ
کہ آیا دوڑ کر یہ دوسرا شیطاں کا امدادی
صدا دی یا محمد آپ اگر رہ جائیں گے زندہ
تو قریشی عورتیں مجھ کو کریں گی سخت شرمندہ
رہی باقی نہ تاب ضبط قلب بود جانہ میں
نظر آیا اُنہیں کا فرغرور کافرانہ میں
کہا میری طرف آ بے ادب مجھ سے مخاطب ہو!
اُسے کس منہ سے کرتا ہے طلب مجھ سے مخاطب ہو!
لیا ہے تو نے جس کا نام ارفع ہے مقام اُس کا
بہت کافی ہے تیری گوشمالی کو غلام اُسؐ کا

یہ کہہ کر بودجانہ جا پڑا تمثال شیر اُس پر
نہیں کہ حملہ کرنے میں ذرا غازی نے دیر اُس پر
نبیؐ کی تیغ کا سایہ نہ بداعمال پر ڈالا
دبوچا اور گرایا اور بسرعت ذبح کر ڈالا
یہ کام انجام دے کر برق آسا ایک ساعت میں
جناب بودجانہؓ جا ملے اپنی جماعت میں

تشریح:

۱؎ ابی ابن خلف اس زخم سے رہا میں مر گیا۔اور یہی ایک بدنصیب تھا جو خود آنحضرت کے دست مبارک سے چرکا کھا کر مرا (تاریخ العمران)

۲؎ عبداللہ بن حمید اسدی جو اپنی شجاعت کیوجہ سے اسد قریش کہلاتا تھا۔رسول اللہ کو قتل کر دینے کی قسم کھانے والوں میں شامل تھا (خاتم المرسلین)

## نبیؐ کے رخسار مبارک میں جمی ہوئی کڑیاں

فراز کوہ کی جانب چلے جاتے تھے اب غازی
تھکن غالب نظر آتی تھی ان پر بعد جانبازی
نبیؐ کا عزم واستقلال ان کا دل بڑھاتا تھا
سہارا عشق کا سب کو سہارا دیتا جاتا تھا
بالآخر اک چٹان راستے میں ہوگئی حائل
وجود پاکؐ لیکن تھا بلندی کی طرف مائل
جناب طلحہؓ جھک کر بن گئے اس بام کا زینہ
چڑھا اس طرح اوج کوہ پر عرفاں کا گنجینہؐ

یہاں کھینچی گئیں رُخسار سے فولاد کی کڑیاں
صحابہؓ کے قلوب پاک پر نازک تھیں یہ گھڑیاں
یہ کڑیاں جم گئی تھیں اس طرح رُخسار انور میں
کہ تھا یہ مسئلہ نازک محبان پیمبرؐ میں
اِدھر آنکھیں اُدھر آئینہ رخسار تاباں تھا
یہ کڑیاں کس طرح کاٹیں ہر اک جانباز حیراں تھا
مگر کھینچا انہیں دانتوں میں لے کر بوعبیدہ نے
نچھاور کردیئے دانتوں کے گوہر بوعبیدہ نے

تشریح:

۱؎ ابن حمید اسدی گھوڑے کو دوڑاتا ہوا عین اس وقت جب رسول مقبول جبل پر صعود کررہے تھے آے اور پکارتا تھا کہ مجھے بتاؤ محمد کہاں ہے تاکہ میں اس کو قتل کروں۔(رشادالحکمۃ)

۲؎ حضرت ابو دجانہؓ کو تاب نہ رہی۔دوڑ کر اس کے مقابل ہوئے اور فرمایا۔ اُس شخص سے مقابلہ کر جو محمدؐ کے لئے اپنی جان فدا کرتا ہے(رشادالحکمۃ)

۳؎ ابو جانہ نے حمید کو گھوڑے سے دبوچ لیا۔اور پچھاڑا اور جسطرح بکری ذبح کرتے ہیں۔ذبح کرڈالا(تاریخ العمران)

۱؎ رسول اللہ ثابت قدموں کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔(سیرت النبیؐ)

۲؎ آنحضرتؐ نے ایک بلند چٹان پر چڑھنا چاہا۔مگر دوہری زرہیں پہنے ہوئے تھے۔حضرت طلحہ بن عبیدہ اللہؓ نیچے بیٹھ گئے۔ان کی پیٹھ پر پاؤں رکھ کر آپؐ اُوپر تشریف لے گئے(خاتم المرسلین)

۳؎ حضرت بوعبیدہ ابن الجراح نے اپنے دانتوں میں کڑیاں دبائیں۔اور

انتہائی زور سے کھینچا۔کڑیاں تو باہر نکل آئیں۔مگر حضرت بو عبید یہ کے دو سامنے کے دانت ٹوٹ گئے۔اور وہ پیٹھ کے بل زمین پر جا گرے(تاریخ العمران)

## نزول آیہ اور رسولؐ کا ارشاد

لب و رُخسار سے اس وقت دھاروں خون بہتا تھا
نبیؐ شکر خدا کرتا تھا اور عبرت سے کہتا تھا
کرے جرات جو قوم اپنے نبی کا خوں بہانے کی
سبیل اُس کیلئے ہے کون؟ راہ راست پانے کی
الٰہی عفو کردے اور نظر دے ناسپاسوں کو
حقیقت آشنا فرما حقیقت ناشناسوں کو
نہ جانے کیا تھے یہ راز دنیا زور آر زومندی
ہوئے جبریل نازل لے کے پیغام خداوندی
زبان وحی پر اک پاک آیہ جس گھڑی آیا
صحابہؓ سے مخاطب ہو کے حضرت نے یہ فرمایا
اگرچہ اہل ناحق حق پہ دھاوے کرکے آئینگے
مگر آئندہ ہرگز فتح فیروزی نہ پائیں گے
چمکے اُٹھے یہ سن کر رنگ رخ عالی نہادوں کے
نوید امن جھلکی تہ میں آخران فسادوں کے

تشریح:

لے خون تیزی کیساتھ بہ رہا تھا۔حضور اس خون کو دونوں ہاتھوں سے چہرے پر ملتے تھے۔اور عبرت سے فرماتے تھے۔اس قوم کی فلاح کیسے ہو گی۔جو اپنے نبیؐ

کا خون گراتی ہے''(تاریخ العمران)

۲؎ اس موقع ایک آیت اتری لیس لک من الامرشی ''تم کو اس معاملہ میں اکتیا رنہیں''(رشادالحکمۃ)

۳؎ رسول اللہ نے صحابہؓ سے فرمایا۔اب مشرکین کبھی ایسی فیروزی کہ نہ پہنچے گے ۔(تاریخ العمران)

## نبیؐ کی پیاس اور آب نایاب

لہو تھمتا نہ تھا پیشانی درخار انور سے
لب و دنداں پہ بھی ضرب شدید آئی تھی پتھر سے
تھا اس دم درد کا احساس بھی اصحاب اکبرؓ کو
لگی تھی انتہائی پیاس بھی ساقی کوثرؐ کو
فراز کوہ تھا یہ اس جگہ کمیاب تھا پانی
صحابہؓ کر رہے تھے جستجو تاحدامکانی
فرشتے دیکھتے تھے حوصلے دنیائے فانی کے
برائے ساقی کوثر نہ تھے دو گھونٹ پانی کے
ملا تو اک جگہ لیکن بہت ناصاف سا پانی
اکٹھا ہو گیا تھا اک گڑھے میں آب بارانی
علی المرتضےؓ اس کو سپر میں بھر کے لے آئے
نبیؐ نے کلیاں فرمائیں اس سے زخم دھلوائے
یہ پانی پی سکا ہرگز نہ پیکر نظافت کا
ہوا پانی کی بوس دل منغض شان رحمت کا

تشریح:

رُخسار کے زخم سے اور ضرب پیشانی سے لہو نہ تھمتا تھا۔رسولؐ اللہ کو پیاس کی شدت تھی۔(رشدالحکمۃ)

۲ ایک چٹانی گڑھے میں پنی جمع ہوگیا تھا اگرچہ ناصاف تھا۔حضرت علی المرتضےٰ سپر میں اس گڑھے سے پانی لائے مگر رسول اللہ اس کو پی نہ سکے اس معاملے میں آپؐ کا مزاج بے حد نازک تھا۔بو برداشت نہ ہوئی۔آپ نے اس پانی سے کلیاں کیں۔اور لب سے خون صاف فرمایا۔(تاریخ العمران)

## زخمیوں کو پانی مل رہا تھا

وفات ذات ہادیؐ کی سنی تھیں جبکہ افواہیں
تو ہر خورد وکلاں نے لی تھیں اس میداں کی راہیں
صحابیاتؓ ہر سو ڈھونڈتی پھرتی تھیں ہادیؐ کو
عقیدت آنسوؤں سے تر کیے دیتے تھی وادی کو
وہ مشکیزوں میں کاریزوں سے پانی بھر کے لاتی تھیں
یہ پانی زخم خورد واں اور پیاسوں کو پلاتی تھیں
رضا کارانہ ساری بیبیاں خدمت پہ عامل تھیں
جناب عائشہ صدیقہؓ بھی انہی میں شامل تھیں۲
مگر اب تشنہ لب تھا کوثر و تسنیم کا ساقی
تو مشکیزوں کے اندر بوند پانی کی نہ تھی باقی
پلاتی ہوں جہاں اُمت کو اہم المومنینؓ پانی
وہیں نایاب بہر رحمتہ للعالمینؐ پانی

صحابہؓ نے سوئے کاریزہ چنداصحاب دوڑائے
تو ابن مسلمہؓ مشکیزہ آب صاف کالائے
غرض اس عرقریزی سے غرض اس جانفشانی سے
بجھائی ساقی کوثر نے پیاس اک جرعہ پانی سے

تشریح:

۱؎ حضرت عائشہؓ۔ام سلیمؓ جوحضرت انسؓ کی ماں تھیں۔اورام سلیطؓ زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

۲؎ خاتونان اسلامی معرکہ گہ میں اب تک زخمیوں کاپانی پلاتی تھیں۔حضرت محمدؐ ابن مسلمہؓ اُن کے پاس پہنچے۔مگرعجب وقت تھا۔کہ پانی ان کے مشکیزوں میں بھی ختم ہوگیاتھا(تاریخ العمران)

۳؎ حضرت محمد ابن مسلمہؓ دورکاریز سے جاکرپانی کامشکیزہ بھرکرلائے۔اور آنحضرتؐ نے یہ پانی نوش فرمایا۔(رشادالحکمۃ)

## جناب فاطمۃ الزہرؑا کی تشریف آوری

جناب فاطمہ زہراؑ نبیؐ کی لاڈلی دخترؑ
محبت جن کی تھی ہروقت حرز جان پیغمبرؐ
پدرؐ کی جستجو کرتی ہوئی تشریف لے آئیں
گھٹائیں آنسوؤں کی زخم پیغمبرؐ پہ برسائیں
علی المرتضیٰؓ پانی سپر میں بھر کے لاتے تھے
لہو روئے پدر کا دست زہراؑ دھوتے جاتے تھے
بھرا زخموں میں پشمینہ جلاکر دست دُختر نے

لہو اب تھم گیا تسکین پائی روئے انورؐ نے

## قریشی عورتیں اور شہیدان اسلام

جہاں یہ معرکہ گذرا تھا۔ غم انگیز منظر تھا
شہیدان وفا لیٹے تھے رقت خیز منظر تھا
نظر آتی تھی سفا کی یہاں بے پردہ وعریاں
لئے پھرتی تھیں ہر جانب قریشی عورتیں چھریاں
تھے چہرے بوسہ گاہ مہر جن نور آفریدوں کے
زمیں پر گوش وبینی کٹ رہے تھے اُن شہیدوں کے
فلک نے کینہ اہل زمیں ایسا نہ دیکھا تھا
شہیدوں پر ستم ہوتا کہیں ایسا نہ دیکھا تھا

### تشریح:

۱ آپ کی وفات کی خبر مدینے میں سنی۔تو اخلاص شعار نہایت بےتابی سے دوڑے۔ جناب فاطمۃ الزہرہؓ نے آکر دیکھا۔تو ابھی تک چہرہ مبارک سے خون جاری تھا۔حضرتؓ سپر میں پانی بھر کر لائے جناب سیدہ لہو دھوتی تھیں (سیرت النبی ۲)

۲ سیدہ فاطمہؓ نے پشمینہ جلا کر زخم میں بھرا اور خون فوراً تھم گیا (تاریخ العمران )

## سپہ سالار قریش اور تفتیش حالات

قریش اب ہٹ گئے تھے جنگ کا میدان تھا خالی
اسی رفعت پہ تھے تشریف فرما حضرت عالیؐ

ابو سفیاں کے دل میں کوئی کانٹا سا کھٹکتا تھا
یہ کس کی جستجو تھی ۔ کس لئے ہر سو بھٹکتا تھا
جبل پر اس نے دیکھا جب گروہ اہل ایماں کو
تو سوجھی جستجوئے حال کی اس مرد ناداں کو
یہ منظر شاق گذرا اس کی خوئے خود پسندی پر
چڑھا بیاب ہو کر اک مقابل کی بلندی پر
پکارا کیا محمدؐ بھی ہیں شامل اس جماعت میں
مگر بولا نہ کوئی بھی گرہو اہل طاعت میں
یہ چلایا ابوبکرؓ و عمرؓ کا نام لے لے کر
رہے خاموش مومنؓ اب بھی حسب حکم پیغمبرؐ
نہ پایا اہل ایماں سے جواب اپنے سوالوں کا
تو گویا خواب میں چہرہ چمک اُٹھا خیالوں کا
کہا لاریب وہ میدان میں مارے گئے سارے
ہم اس چوگان میں جیتے وہاں چوگان میں ہارے

تشریح:

۱ اس وقت ہنداور اس کے ساتھ والیوں کی یہ حالت تھی ۔ کہ میدان میں ماری ماری پھرتی تھیں ۔شہدائے اُحد کی ناکوں اور کانوں کو کاٹ کاٹ کر ہار بناتی تھیں (خاتم المرسلین)

۲ ابوسفیان سامنے کی پہاڑی پر چڑھ کر پکارا ۔ یہاں محمدؐ ہیں؟ آپ نے حکم دیا کوئی جواب نہ دے ۔ابوسفیان نے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کا نام لے کر پکارا اب بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ (سیرت النبیؐ)

## حضرت عمرؓ کی بیتابی جواب

دل فاروق اعظمؓ میں نہ تھا اب ضبط کا یارا
کہا'' اور دشمن حق دیکھ لے قدرت کا نظارا
خدا بھی حاضر و ناظر ہے قائم ہے خدائی بھی
پیمبرؐ بھی سلامت زندہ ہیں اُنکے فدائیؓ بھی
ترے اقوال کا ہر حرف ہے ان کی سماعت میں
محمدؐ مصطفٰے موجود ہیں اپنی جماعت میں
وہ سب افراد۔ جو تیرے لئے سامان ذلت ہیں
خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ بزم افروز ملت ہیں

## ابوسفیان کا اظہار تفاخر اور صحابہؓ کا جواب

اٹھا جب نعرہ فاروقؓ۔ ابوسفیاں کا دل بیٹھا
ہوا محسوس ابھی جیسے طلسم آب وگل بیٹھا
کہا دل نے کہ یہ موقع ہے اظہار تفاخر کا
یہی رد عمل ہے خفت ورنج و تکدر کا
کیا نعرہ خدایان عرب میں ہے ھبل برتر
صحابہؓ نے کہا۔ اللہ اعلیٰ واجل برتر ''
اُدھر لب پر'' لَنَا الْعُزّٰی وَ لَا عُزّٰی لَکُمْ '' آیا
جواب اَللّٰہُ مَوْلٰینَا وَلَا مَوْلیٰ لَکُمْ پایا
کہا اُس نے کہ یہ دن انتقام بدر کا دن تھا
سبھی کچھ آج جائز تھا فساد و غدر کا دن تھا

محمد کے بہت سے پیرووں کو ہم نے مارا ہے
بہت سے سرفرازوں کو عدم کے گھاٹ اتارا ہے
ہمارے فوجیوں نے گوش و بینی بھی بہت کاٹے
کلیجے بھی چبائے عورتوں نے خون بھی چاٹے
نہ تھا ایما مری جانب سے گو بیہودہ باتوں کا
مگر افسوس بھی مجھ کو نہیں اِن وارداتوں کا
محمدؐ سے کہو ہم سال آئندہ پھر آئیں گے
سر میداں قریشی قوم کی شوکت دکھائیں گے
رسالتؐ نے یہ دعوت جنگ کی منظور فرمائی
ابوسفیانؔ اب چپکے سے میداں کر گیا خالی

تشریح:

۱؎ ابوسفیان نے کہا اُعلی ھبل اے ہبل تو اونچا رہ۔صحابہؓ نے آنخضرت کے حکم سے جواب دیا خدا اونچا اور بڑا ہے۔ابوسفیان نے کہا ہمارے پاس عزیٰ (بت) ہے تمہارے پاس نہیں۔صحابہ نے جواب دیا خدا ہمارا مالک ہے۔اور تمہارا کوئی مالک نہیں۔(صحیح بخاری)

۲؎ ابوسفیان نے کہا۔آج کا دن بدر کیدن کو جواب ہے۔فوج کے لوگوں نے مقتولوں کے ناک کان کاٹ لئے ہیں۔میں نے یہ حکم نہیں دیا تھا۔مگر مجھ کو معلوم ہوا تو کچھ رنج بھی نہیں ہوا۔(سیرت النبیؐ)

۳؎ ابوسفیان نے پکار کر کہا۔کہ پارسال پھر ہمارا تم سے مقابلہ ہوگا۔رسولؐ اللہ کے ارشاد کے مطابق صحابہؓ نے جواب دیا۔منظور ہے(رشادالحکمۃ)

# شہادت گاہ کا منظر

بالآخر شام کی منزل پہ روز ہولناک آیا
اقامت گاہ پر دن کا سپاہی سینہ چاک آیا
بہا تھا خون حسرت زندگی کی جوئباروں سے
لبالب ہو کے چھلکا جام گیتی کے کناروں سے
شفق تھی یا شہیدوں کے لہو نے گل کھلائے تھے
زمیں کے داغ ابھرے تھے اُفق کے رُخ پہ چھاپے تھے
فلک نے دیکھ کر رنگ وفا نور آفریدوں کا
جبیں پر مل لیا تھا خون اسلامی شہیدوں کا
سکت باقی نہیں تھی خاک میں ہنگامہ کوشی کی
پڑی تھی زندگی اوڑھے ہوئے چادر خموشی کی
نظر آئی رخ آفاق پر جب خون کی لالی
اُحد کی وادیاں غارت گروں سے ہوگئیں خالی
اگرچہ لدگیا تھا کارواں اہل شرارت کا
مگر بکھرا پڑا تھا اک فساد قتل و غارت کا
کہیں بازو کہیں سر تھے کہیں تن خون آلودہ
گرے تھے جس طرح شاخیں شکستہ خشک فرسودہ
کہیں ناوک تھے افتادہ کہیں ٹکڑے کمانوں کے
کہیں شمشیر کے قبضے کہیں پرزے تھے میانوں کے
یہ ریگ و سنگ کا خطہ گماں تھا جس پہ بنجر کا

پھلا پھولا تھا آہمیں کھیت ہر سو تیغ و خنجر کا
عجب مضمون رنگیں تھے یہ تختے سنگریزوں کے
تھے سجدہ ریز ان پر سر قلم ہو ہو کے نیزوں کے
کہیں اُلجھے ہوئے تھے پتھروں سے چیتھڑے گیلے
کہیں مقتول گھوڑے بھوری بھوری ریت کے ٹیلے
کہیں پھوٹے ہوئے مغفر کہیں زرہیں تھیں اُفتادہ
کہیں ٹوٹی ہوئی ڈھالیں کوئی نقشیں کوئی سادہ
بقیہ تھا یہ انسانوں کے جوش کبر و مستی کا
یہ منظر آخری تھا خود گری و خود شکستی کا
کجا ہنگامہ محشر کجا عالم فراموشی
مسلط تھی فضاؤں پر عجب عبرت کی مدہوشی
بہر سو خونچکاں لاشے پڑے تھے اُن شریفوں کے
جو حامی بن کے آئے تھے غلاموں کے ضعیفوں کے
لہو سے غسل فرما کر نہا کر با وضو ہو کر
خدا کے روبرو آئے تھے بندے سرخرو ہو کر
یہ بندے اس زمیں پر فرض ادا کرنیکو آئے تھے
قضا کو زندگی کا قرض ادا کرنے کو آئے تھے
زمین پر سو رہی تھی آج بیشک مشت خاک ان کی
مگر گرم عمل تھی جاگتی تھی جان پاک اِن کی
ادب ملحوظ تھا اس خواب راحت کا فضاؤں کو
ہوا کے آنچلوں نے باندھ رکھا تھا صداؤں کو

فرشتے بھی یہاں کرتے نہ تھے اقدام سرگوشی
مسلسل ایک سناٹا مسلسل ایک خاموشی

اچانک اس فضا میں ایک صوت جانفزا گونجی
فراز کوہ سے اللہ اکبر کی صدا گونجی

ہوا اعلان عالم میں خدا کی بادشاہی کا
محمدؐ کی رسالت کا اور توحید الٰہی کا

زمین و آسماں میں گونج اُٹھی توحید کی نوبت
جبال ودشت میں بجنے لگی تائید کی نوبت

ادائے فرض کو بھولے نہ تھے اللہ کے غازی
صفیں باندھے کھڑے تھے زخم خوردہ بعد سربازی

خدا بخشے نہ استحکام کیوں اُن کی اقامت کو
امام المرسلیںؐ موجود ہوں جن کی امامت ہو

جھکا دیں پیش حق پیشانیاں سجدہ گذاروں نے
یہ منظر دیکھنے کو کھول دیں آنکھیں ستاروں نے

ہوئی تھی اس ادا سے سجدہ ریز اولاد آدم کی
کہ سجدے بن گئے تھے زیب و زینت عرش اعظم کی

یہ سجدے آئے تھے ہدیے میں اُن اخلاص مندوں سے
جنہیں مسجود نے خود چن لیا تھا اپنے بندوں سے

یہی سجدے تھے ایوان عبودیت کی قندیلیں
فرشتوں کیلئے روشن دلیلیں اور تمثیلیں

جبیں پر تازہ گل کھائے ہوئے گل پیرہن سجدے

لہو میں غسل فرمائے ہوئے رشک چمن سجدے
یہی سجدے تھے جو تخلیق انسانی کا حاصل تھے
کہ ان سجدوں کے ساجد زندگی میں حق سے واصل تھے
یہ وہ ساجد تھے محمود دو عالم تھا مقام ان کا
خدا معبود تھا ان کا محمدؐ تھا امام ان کا
بہار زخم سے لاریب تن تھے داغ داغ ان کے
مگر لذت کچھ ایسی تھی کہ دل تھے باغ باغ ان کے
سجے تھے زخم تن پر درد کو دل سے لگائے تھے
کہ بندوں نے خدا کی رہا میں یہ داغ کھائے تھے
تھا بیشک ظاہری آئینہ تن چور چور ان کا
مگر پر تو فگن تھا عکس باطن دور دور ان کا
خدا نے کردیا تھا دشمنوں کو دفع میداں سے
مگر باقی تھی اک خدمت ابھی فوج مسلماں سے
شہیدوں سے شہادت گاہ کی ترزمیں باقی تھی
پڑی تھیں میتیں جن کی یہاں تدفین باقی تھی

## شہدائے اُحد تکفین وتدفین

ہمہ تن چشم تھیں روحیں قدوم باسعادت کی
کہ شاہدؐ خود ادائیں دیکھ لے حسن شہادت کی
فراز کوہ سے وہ درد مند بے کساں اُترا
ستارے دفن کرنے کو زمیں پر آسماں اُترا

وہ جن کی جامہ زیبی کے زمانے میں تھے افسانے
پڑے تھے بے کفن خاک اُحد پر لمبیاں تانے
جراحت نے کئے تھے قطع رنگیں پیرہن ان کے
یہی ملبوس شادی بن گئے تھے اب کفن ان کے
شہادت کا مبشر شاہد حال شہیداں تھا
کہ چادر تک نہ تھی پوری زمانہ تنگ داماں تھا
تھے خون و خاک ہی ملبوس اجسام شہیدوں کے
گیا وہ خشک نے حکم نبیؐ سے اِن کے تن ڈھانکے
یہ سب ہمرنگ تھے توحید کے ذوق یقینی سے
ہوئے تھے اجنو ہم صورت برید گوش و بینی سے
اَعزہ بھی انہیں پہچانتے تھے آج دقت سے
رسول اللہ کی آنکھیں تھیں پرنم فرط رقت سے
بظاہر گوش و بینی سے تو مستغنی تھے یہ چہرے
مگر ان پر نچھاور تھے بقائے نام کے سہرے
نگاہ مہر حضرت نے جو چادر ان پہ ڈالی تھی
یہی چادر ابد تک ضامن فرخندہ فالی تھی
دا تھا غسل آب تیغ نے خون جراحت نے
سنبھالا اِن کو پھولوں کیطرح دامان راحت نے
نمازوں کے بھی اسدم یہ جنازے تھے نہ شرمندہ
کہ یہ اصحاب تھے دونوں جہاں میں زندہ پائندہ

## تشریح:

۱ حاشیہ صفحہ ۲۷۲ مصعب بن عمیرؓ علمبردار اسلام جاہلیت میں مکہ کے جوانوں میں سب سے زیادہ خوش پوش اور جامہ زیب سمجھے جاتے تھے۔ آج یہاں اتنا کپڑا بھی نہ تھا۔ کہ جس سے پورا بدن ڈھک سکے۔ پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جا اور سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے۔ چنانچہ حضرت کے حکم سے سر کپڑے سے ڈھانک کر پاؤں کو گھاس سے چھپا دیا گیا۔

۱ آنحضرت نے فرمایا جو کپڑے شہدا کے بدن پر ہیں۔ اسی طرح رہنے دیئے جاے ہاں اگر کسی کے پاس زاید کپڑا ہو تو اوپر سے لپیٹ دیا جائے چنانچہ شہدا اسی طرح خون میں لتھڑے ہوئے دفن کئے گئے۔ (دیکھو ابن ہشام وطبری) ۲ ان شہدا پر اس وقت نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی۔

۳ آنحضرتؐ جب حمزہؓ کی نعش پر پہنچے تو ایک رقت طاری ہو گئی۔ کیونکہ حمزہؓ کی نعش بہت بری طرح بگاڑی گئی تھی آپ نے غم وغصہ کے الفاظ بھی فرمائے مگر بعد میں بدلہ لینے کا خیال ترک فرما دیا۔ (دیکھو ابن ہشام وطبری)

## نبی کی پھوپی حضرت صفیہؓ میت حمزہؓ پر

ہوا حمزہؓ کی میت پر گذر شان رسالتؐ کا
تاثر دیدنی تھا مہر تاباں کی جلالت کا ۳
صفیہؓ بنت عبدالمطلب ہمشیر حمزہؓ کی
بہت تھی جن کے دل میں الفت و توقیر حمزہؓ کی
یہاں تشریف لائیں اپنے بھائی کی زیارت کو
خدا کے اور ملت کے فدائی کی زیارت کو

زبیر ابن العوامؓ ان کے پسر تھے پاس حضرتؐ کے
ہوئے اِن پر ہویدا اس گھڑی احساس حضرت کے
کہا رو کو میری پھوپی کو میت پر نہ آنے دو
دل زخمی کو اُن کے یہ نیا چرکا نہ کھانے دو
الم انگیز ہے قطع و بریدہ چہرہ حمزہؓ
پسر نے جا کے مادر کو مگر جس وقت سمجھایا
تو قلب مسلمہ ہر حلا میں صبر آشنا پایا
گئیں وہ میت حمزہؓ پ روئیں او رنہ چلائیں
نظر چہرے پر ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں
مسلمانو! یہ امت تھی رضا پر کس قدر راضی
بناؤ درس حال اس کو نہ سمجھو قصہ ماضی
جہاد فی سبیل اللہ پر ہو کرکمر بستہ
لیا ہو جس مجاہد نے شہادت گاہ کا رستہ
ادائے فرض کرنے کے لئے مرنے کے ارماں میں
رضائے حق طلب کرتا ہوا نکلا ہو میداں میں
خداو مصطفےٰؐ کے دشمنوں پر موت برسا کر
وہ گر جائے اگر میدان میں تیرا جل کھا کر
سمجھ لو اُس نے اپنی منزل مقصود پالی ہے
یہ اُس کے خون کی لالی نہیں چہرے کی لالی ہے
وہ زندوں سے زیادہ زندہ ہے پھر اُس کا غم کیسا
بہت مسرور ہے وہ اُس پہ رونا کیوں۔ الم کیسا؟

ہمیں لازم ہے راہ حق میں اُس کی پیروی کرنا
صف اسلام کومضبوط رکھنا اور قومی کرنا
سپر کردے جو بہر دین و ملت سر بھی سینہ بھی
مبارک اُس کا مرنا بھی مبارک اُس کا جینا بھی
مگر ہاں وہ کمینہ ہاں وہ بزدل ہاں وہ دوں ہمت
کہ جس کی زیست بھی لعنت ہے جسکی موت بھی لعنت
بوقت جنگ جو نامرد اپنی صف سے کترا کر
پناہیں ڈھونڈتا ہو دشمنوں کی فوج میں جاکر
جسے سوجھی ہو ملت کے مقاصد ہی سے غداری
ہمیں لازم ہے اُس کے لاشہ ناپاک پر زاری
وہ مردہ جو تہ دامان احسان غلامی ہے
کہ وہ خوب اپس کا ماتم کیونکہ یہ مرگ دوامی ہے

## تدفین کے بعد

شہادت گاہ تھی ۔ اور نور کے خاموش نظارے
اُحد کی سرزمیں پر چاند تھا۔ افلاک پر تارے
شہیدوں کی ادھر زیر زمیں تدفین ہوتی تھی
فلک پر انتظام و ضبط کی تحسین ہوتی تھی
شہیدوں میں نبیؐ کے یوں تو سب یاران ہمدم تھے
جنہیں قرآں زیادہ یاد تھا اِس دم مقدم تھے
نبیؐ نے اس طرح ستر خزانے دفن فرمائے

کہ اک اک قبر مین دو دو یگانے دفن فرمائے
اُڑھا کر تربتوں کو چادریں آمرزگاری کی
توجہ ہوگئی سوئے مدینہ غمگاری کی
ہوا ارشاد چندا افراد ہوکر سربکف جائیں
قریشی فوج کا رخ کس طرف ہے یہ خبر لائیں
اگر مکے کی جان بجا رہے ہوں۔ وہ تو بہتر ہے
کہ اُن کے واسطے تقدیر سے اک دن مقرر ہے
مدینے پر پلٹ پڑنے کی نیت ہو اگر اُن کی
تو جلد از جلد آؤ اور پہنچاؤ خبر اُنکی
پلٹ آئے اگر دشمن دمینے کے ضعیفوں پر
مسلماں شہریوں پر اور یا اُن کے حلیفوں پر
تو اللہ کی قسم جس پر فدا جان محمد ہے
جو آقائے محمد ہے نگہبان محمد ہے
محمد آخری دم تک لڑیگا فوج اعداء سے
ہٹائیگا اُنہیں یا ما ملیگا اپنے آقا سے
یہ سنتے ہی بنایا ایک دستہ جاں نثاروں نے
تھکے ہاروں شکستہ بازوؤں سینہ نگاروں نے
گیا بہر سراغ دشمناں اصحاب کا دستہ
مدینے کے محافظ نے مدینے کا لیا رستہ
جماعت زخم خوردہ ساتھیوں کی ساتھ ساتھ اُسکے
سہارا دے رہے تھے دو جہاں والوں کے ہاتھ اُسکے

## تشریح:

لے اُحد میں دو دو شہید ملا کر دفن کئے گئے۔مقدم اس کو کیا جاتا تھا۔جسے قرآن زیادہ تھا۔(دیکھو تاریخ العمران۔طبری وغیرہ)

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

## عقیدت اور تسلی

خبر وحشت اثر تھی فرقتجان مدینہ کی
نہ پوچھو دلفگاری سینہ چاکان مدینہ کی
مساکین ویتامیٰ کیا لمنا کی نمایاں تھی
کہ ان پر جوش رحمت کی نہ غایت تھی نہ پایاں تھی
اُحد میں لڑنے والے غازیوں کو مضطرب مائیں
شہیدان وفا کے بال بچے اور بیوائیں
نکل کر شہر سے ہر سو پڑے پھرتے تھے راہوں میں
یہ شب کیا تھی جہاں تاریک تھا ان کی نگاہوں میں
چلی تھی اک ضعیفہ جستجوے حال کرنے کو
کسی اچھی خبر کا بڑھ کیا ستقبال کرنے کو
گئے تھے جنگ میں اس کا برادر اور شوہر بھی
نچھاور کر دیئے تھے اس نے فرزندوں کے گوہر بھی
ملے رستے میں اُن سب کی شہادت کے پیام اُس کو
سنائی کا نام نامی تھا جو مظلوموں کا حامی تھا
نہ شوہر کا نہ بیٹوں کہ نہ بھائی کا خیال آیا
رسول اللہ کیسے ہیں؟ یہی لب پر سوال آیا
رسول اللہ سلامت ہیں ملی اُس کو نوید آخر
شب غم میں نظر آئی ضیائے صبح عید آخر
کہا چل کر دکھا دو۔ مجھ کو صورت کملی والے کی

کہ ان تاریک آنکھوں کو ضرورت ہے اُجالے کی
نظر آیا کہاں جلوہ فگن طور تجلی ہے
پکارا اُٹھی کہ اب میری تسلی ہے تسلی ہے
تسلی ہے پناہ بے کساں زندہ سلامت ہے
کوئی پروا نہیں ۔ سارا جہاں زندہ سلامت ہے

تشریح:

آپ نے قریش کے تعاقب میں آدمی بھیجے اور فرمایا کہ دیکھو ان کا رخ کدھر ہے اور اگر ان کی نیت بخیر نہیں ۔ تو اُسی خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے میں آخر تک ان سے لڑونگا۔ (دیکھو طبری ۔ ابن ہشام)

چلی تھی اک ضعیفہ جستجوئے حال کرنے کو
کسی اچھی خبر کا بڑھ کے استقبال کرنے کو
گئے تھے جنگ میں اس کا برادر اور شوہر بھی
نچھاور کردیئے تھے اس نے فرزندوں کے گوہر بھی
ملے رستے میں ان سب کی شہادت کے پیام اس کو
سنانی ہی سناتے جا رہے تھے خاص و عام اس کو
مگر اس کی زباں پر ایک ہی اسم گرامی تھا
اسی کا نام تھا جو مظلوموں کا حامی تھا
نہ شوہر کا نہ بیٹوں کا نہ بھائی کا خیال آیا
"رسول اللہؐ کیسے ہیں"؟ یہی لب پر سوال آیا
رسول اللہؐ سلامت ہیں ملی اس کو نوید آخر
شب غم میں نظر آئی ضیائے صبح عید آخر

کہا چل کر دکھا دو مجھ کو صورت کملی والے کی
کہ ان تاریک آنکھوں کو ضرورت ہے اُجالے کی
نظر آیا کہ ہاں جلوہ فگن طور تجلی ہے
پکار اٹھی کہ اب میری تسلی ہی تسلی ہے
تسلی ہے ''پناہ بے کساں'' زندہ سلامت ہے
کوئی پروا نہیں۔ سارا جہاں زندہ سلامت ہے

جلد سوئم تمام شد